100 yrs ho

Tue.

مفید المفتی

(مولفہ)

عالم اجل فاضل اکمل مولانا الشیخ عبد الاول الجونپوری مدظلہ

(باہتمام)

خاکسار محمد عبد الولی بن الفاضل الآسی المدراسی

(۱۳۲۶ھ)

آسی پریس لکھنؤ میں بہ کمال حسن و زیبائش طبع ہوئی

فہرست کتب درسیہ مطبوعۂ مطبع اصح المطابع جو نہایت عمدہ خوش خط صحیح چھپی ہین

نام کتاب	قیمت	خلاصۂ مطالب
مجموعۂ نحو میر	۳/	یہ نحو کی پہلی کتاب بارہا چھپ چکی ہی مگر ابکی خاص اہتمام کے ساتھ بہت خوشنما صحیح واضح خط مین چھاپ دی گئی۔ پہلے اسمین آٹھ رسالے تھے ابکی ایک رسالہ تعریفات نحویہ کا اسمین اور بڑھا دیا گیا ہی۔
صرف میر	۲/	علم صرف مین علامۂ کلمانی میر سید شریف جرجانی کی تصنیف سے نہایت سود مند مقبول عام کتاب ہی۔ کتاب کے آخر مین ایک جدید مفید ضمیمہ بھی شامل ہی۔
شرح مائۃ عامل	۲/	اسکی تعریف کرنا فضول ہی مصرع حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را + ایک نسخہ خرید کیجیے پھر تعریف کیجیے۔
کافیہ	۵/	سید شریف کی پوری شرح کافیہ فارسی اس پر چڑھائی گئی اسکے علاوہ مختلف حواشی بھی مشکل مقامات پر چڑھائے گئے ہین۔ اس مرتبہ طلبہ کے اصرار سے بہت صحیح واضح چھاپ دی گئی ہی۔
ہدایۃ النحو	۴/	یہ کتاب ابکی مرتبہ نہایت صاف خوش خط بحواشی واضح بہت عمدہ قابل پسند چھپی ہی۔
فصول اکبری	۴/	یہ علم صرف کی قدیم مشہور و معروف درسی کتاب ہی بڑی زحمت اور کوششون کے بعد اب یہ کتاب حسب خواہش طلاب بہت صاف خوشخط محشی نہایت صحیح چھپ گئی طلبا کو پہلی کی سی دقتین نہ اُٹھانی پڑینگی۔ اصل متن کی صحت متعدد قلمی و مطبوع نسخون سے کی گئی ہی۔
میزان و منشعب	۲/	طلبہ کی آسانی کے واسطے نہایت صاف و خوشخط مع حواشی جدیدۂ مفیدہ کے حال مین یہ درسی صرف کی پہلی کتاب چھاپی گئی ہی۔
شرح جامی	۸/عہ	اسپر مولانا عصام کا پورا حاشیہ چڑھا ہی گویا اسکی ایک مستقل شرح حاشیہ پر آپ کو مفت ملتی ہی اور جا بجا حواشی مفیدہ بھی ہین۔ باضافۂ چند جدید رسائل کے نہایت صحیح اور بہت ہی عمدہ چھپی ہی۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔
سفینۃ البلاغۃ	۱۴/عہ	عربی انشا پردازی ادب کے لیے نہایت مفید و بکار آمد و جامع کتاب ہی۔
گلستان	عا/	علامۂ ابن مخلع اسرائیلی نے کتاب گلستان سعدی کا ترجمہ عربی زبان مین کیا ہی عبارت بالکل مصع و مسجع ہی، نثر کا ترجمہ نثر مین اور نظم کا ترجمہ نظم مین ہی، فن ادب مین اس سے اچھی اور عمدہ کتاب آجتک تالیف نہین ہوئی، دفتر البیان نے بڑے اہتمام سے اسکو چھاپا ہی اور آسانی کے لیے لفظی ترجمۂ اُردو بھی دوسرے کالم مین بنام "سنبلستان" درج کر دیا ہی۔
شرح مرقاۃ	۱۰/	یہ عربی متن کی فارسی شرح مبتدیون کو شرح مطالع کا کام دیتی ہی، منطق کے مسائل نہایت توضیح سے لکھے ہین، طرز ادا بے حد دلنشین و عام فہم ہی۔

ملنے کا پتا دفتر البیان۔ محمود نگر۔ لکھنؤ

فہرست مقدمۂ مفید المفتی

فہرست اصل کتاب مفید المفتی

تم الفہرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً للہ العظیم الکریم

اللھم بک استعین۔ ولک استکین۔ من کلامک استھدی۔ وبکمال رسولک اقتدی۔ فصلّ وسلم علی خیر البریّۃ۔ واحسن سجیّہ والہ خیر ال۔ ماطلع ھلال۔ ولسعال بالغدوّ والاصال۔

دیباچہ

آجکل عجب دور ہے۔ طرفہ طور ہے۔ نہ قرآن وحدیث سے خبر۔ نہ اجماع وقیاس پر نظر۔ نہ اصول وفروع کا سواد۔ نہ استنباط مسائل کی استعداد۔ کہ اکثر نیم ملاؤن نے اس زمانے مین فتوا لکھنے کو آسان کام خیال کرلیا اور جس کتاب سے جی چاہا رطب ویابس نقل کردیا۔ نہ رسم مفتی نہ آداب افتا کا شعور اور نہ اس فن کے کتب معتبرہ پر عبور۔ نہ کتب معتبرہ وغیر معتبرہ مین فرق وامتیاز کی لیاقت۔ نہ طبقات فقہا واسانید کملا واقسام اجتہاد واصحاب تخریج وترجیح وقواعد دفع تعارض سے واقفیت۔ مگر فتوا نویسی پر آستین چڑھائے ہوئے ہین۔ اور استفتا کے جواب لکھنے پر

تلے بیٹھے ہین۔ ہردم قلم تیار۔ ہروقت مستفتی کا انتظار۔ یہ وہی باتین ہین جن سے عموماً اکثر مولوی لوگ ناواقف ہین۔ اور بہت کم ایسے ہین جو اِن باتون کو جانتے ہین اور اس ٹکسال کے کھوٹے کھرے سکّے کو بخوبی پہچانتے ہین لیکن النادر کالمعدوم سب کو معلوم ہی اور یہ مفید اور کارآمد عمدہ عمدہ باتین بڑی بڑی عربی کتابون مین مندرج ہونے کے سبب سے ہرکس وناکس کو بھی باسانی معلوم نہین ہوسکتین حالانکہ فتوانویسون کو اِن سب باتون کا جاننا اور پہچاننا ضروری اور واجب الالتزام ہی ورنہ فتوا لکھنا اُن کو ناجائز اور حرام ہی۔

نظربران اس فقیر اول اور حقیر اقل عبدالاول بن مولانا کرامت علی صدیقی حنفی جونپوری کان اللہ لھما نے باصرار بعض احباب کتب معتبرہ سے اُن ضروری فائدون اور لازمی قاعدون کو جنکا جاننا اور پہچاننا مفتی پر مثل واجب کے ہی انتخاب کرکے ایک جا بطریق مقدمہ لکھدیا۔ اور اُس کے بعد کتب فقہیہ کا بیان حسب ترتیب حروف تہجّی مع نام مصنف عام فہم سلیس اردو مین جمع کردیا۔ اور متون وشروح کو بھی بتصریح تمام لکھدیا۔ اور کتب فتاوی کو کہ اِن کا رتبہ متون وشروح سے کمتر ہی۔ اخیر مین بعد حرف یاے تحتانی کے قلم بند کردیا۔ اور کتابون کی ترتیب مین مصنفین کے مراتب اور زمانے کا لحاظ اسوجہ سے نہین کیا گیا کہ ناظرین کو کتابون کا تلاش کرکے نکالنا آسان ہو۔ اور نامون کی ترتیب ہونے مین جب تک کہ مصنف کا نام نہ معلوم ہو کتاب کا پتا نہین لگ سکتا۔ اس قسم کی فقہ مین بہت ایسی کتابین موجود ہین کہ جنکا نام تو ہرشخص جانتا ہی مگر اُسکے مصنف کے نام سے واقف نہین مثلاً ھدایہ کافی۔ محیط وغیرہ وغیرہ۔

اسی نظر سے کتابون کے نام جلی قلم سے لکھ کر اُنکا حال بترتیب حروف لکھنا مناسب سمجھا گیا اور کتب غیر معتبرہ کا حال بھی صاف صاف لکھدیا اور اُنکی ایک مختصر سی فہرست بھی اسی مقدمے مین لکھدی ہی-

پس ممالک ہند و بنگال کے فقہا اور طلبہ کو لازم ہی کہ اس رسالۂ **مفید المفتی** کو قدر کی نگاہ سے دیکھین بلکہ حرز جان بنا رکھین اور اپنا انیس و جلیس سمجھین کہ آجتک اردو زبان مین اس طرز کی کتاب غالبًا کسی نے نہین لکھی چنانچہ مثل سائر کم ترک الاول للاٰخر سے ظاہر ہی-

اور با اینہمہ اس فقیر سے بمقتضاے شان بشریت کہ سہو و نسیان خاصیت انسان ہی کہین لغزش اور خطا پائین تو دامن عفو سے چھپائین اور نشانہ ملامت نہ بنائین بلکہ ممکن ہو تو باحسن تاویل اُسکی اصلاح اور ترمیم فرمائین کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِینَ وارد ہی اور نیز ان ارید الا الاصلاح ما استطعتُ اس پر دال شاہد ہی- واللہ المستعان وعلیہ التکلان رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری

مقدمہ

واضح ہو کہ اس مقدمہ مین تین فصل اور کئی تبصرے اور ایک تذکرہ ہی **پہلی فصل** مین فقہ کی تعریف و تحقیق اور **دوسری فصل** مین فقہ کی مختصر فضیلت اور **تیسری فصل** مین اکابر فقہا کے مختصر تراجم- اور تبصرے مین ضروری فوائد ہین- اور تذکرہ مین وفیات علما کا بیان ہی- بعد اس کے اصل مقصود ہی-

فصل اول فقہ کی تعریف و تحقیق کے بیان مین

علم کی مشہور دو قسمین ہین۔ شرعی و غیر شرعی۔ علم شرعی چار ہین۔ علم تفسیر۔ علم حدیث علم فقہ۔ علم توحید۔ اور غیر شرعی تین قسم ہین۔ علم ادب۔ یہ نام بارہ علمون کے مجموعہ کا ہی اور بعضون نے چودہ علمون کے مجموعہ کو علم ادب بتلایا ہی یہان اُسکے بیان تفصیلی کی حاجت نہین ہی۔ علم ریاضی یہ دس علم ہین۔ تصوف اور موسیقی اور حساب بھی اسمین ہی۔ علم عقلی منطق اور فلسفہ اور اصول فقہ اور الٰہیات اور طبعیات اور طب اور کیمیا وغیرہ اسمین محسوب ہین۔

باعتبار اعمال شرعیہ مکلفین علم فقہ کی ضرورت بہ نسبت اور علوم کے عام طور سے زیادہ ہی اور فقہ جامع علوم ثلثہ ہی کہ دنیاوی و اخروی منافع و مضار اسی کے جاننے اور اسی کے موافق عمل کرنے مین معلوم ہوتے ہین اس اعتبار سے یہ اشرف العلوم کہا جاسکتا ہی۔ معاش و معاد کے کاروبار اور نفع و مضار جاننا اسی علم فقہ کے ساتھ وابستہ ہی۔ اسلیے اکابر مجتہدین و ایمۂ دین و فقہاے متقدمین نے حسبۃً للہ اسی کے ساتھ مشغولی رکھی۔ جبکا آج یہ نتیجہ دیکھا جاتا ہی کہ ہم اہل اسلام حرام۔ حلال۔ واجب سنت۔ مستحب وغیرہ باتون کو بے تکلف کتب فقہ کی استمداد سے معلوم کر لیتے ہین۔

معنی فقہ

فقہ بالکسر لغۃ العلم بالشئ و بالفتح و السکون الفہم و بالضم الفطنۃ یعنی لغوی معنی فقہ کے کسی شی کا جاننا ہی۔ یہ باب سمع یسمع سے مستعمل ہی فقیہ بجاے اسم فاعل بولا جاتا ہی

بچسے سمیع بمعنی سامع پھر اس کو علم شریعت کے معنی مین استعمال کیا ہی اس صورت مین مصدر بلفظ فقاہت باب کرم یکرم سے مستعمل کیا جاتا ہی۔ فقاہت کے معنی فقیہ شدن کے ہین والعالم بالفقہ فقیہ اور محاورے مین کہتے ہین فلان فقّہہٗ اللہ ای علّمہٗ الفقہ۔ وتفقّہ ھو بنفسہ اور مُفاقہۃ کے معنی فقہ مین بحث کرنیکے ہین علامہ خیرالدین رملی کا قول ہی کہ فقِہ بکسر قاف اُسوقت کہا جاتا ہی کہ جب کوئی کچھ سمجھ لے اور فقَہ بفتح قاف اُسوقت بولتے ہین کہ دوسرے سے پہلے خود کچھ سمجھ لے اور فقُہ بضم قاف اُسوقت کہین گے کہ جب فقہ اُسکی سرشت مین ہوجائے یعنی فقہ مین پوری مہارت حاصل کرلے واللہ اعلم۔

صاحب مفتاح السعادۃ نے اصطلاحی معنی علم فقہ کے یون بیان کیے ہین علم فقہ وہ ہی جسمین احکام شرعیۂ فرعیۂ عملیہ کی بحث ہو اس حیثیت سے کہ وہ ادلۂ تفصیلیہ سے نکالے گئے ہین اور مبادی اُسکے اصول فقہ کے مسائل ہین اور ماخذ اُسکا علوم شرعیہ اور عربیہ ہین اور فائدہ اُس سے اُسکے موافق شرعی طریقہ پر عمل کا ہوجانا ہی۔

سخاوی شمس الدین محمد نے ارشاد القاصدین مین یون علم فقہ کی تعریف بتلائی ہی تکالیف شرعیۂ عملیہ کے جاننے کا نام علم فقہ ہی جیسے عبادات معاملات عادات وغیرہ ہین۔

امام سیوطی نے اتمام الدرایہ اور نقایہ مین یون تعریف کی ہی کہ علم فقہ پہچاننا اُن احکام شرعیہ کا ہی جو اجتہاد سے نکالے گئے ہین۔

علامہ حصکفی نے کہا ہی کہ اصولیون کی اصطلاح مین اُن احکام شرعیۂ فرعیہ کے جاننے کو جو ادلۂ تفصیلیہ سے مکتسب ہون علم فقہ کہتے ہین اھ اور اس صورت

مین اصولیون کے نزدیک فقیہ مجتہد کو کہین گے کیونکہ دلائل سے احکام کا جاننا اور استنباط کرنا مجتہد کا کام ہی اور مقلد پر جو حافظ مسائل ہو فقیہ کا اطلاق مجازاً ہی اور عرف فقہا مین فقیہ کا اطلاق حافظ مسائل فقہیہ پر حقیقی ہی اور ادنی مرتبہ فقیہ کے اطلاق کا تین مسائل کے احکام کا جاننا ہی۔

بعد اُسکے علامۂ مذکور نے کہا ہی وعند الفقہاء حفظ الفروع واقلہ ثلاث علامۂ شامی نے تحریر سے نقل کیا ہی کہ اطلاق فقیہ کا اُسپر جو فروع کو حفظ کر رکھے مطلقاً چاہے اُسکے دلائل جانے یا نہ جانے شائع ومشہور رہی لیکن باب وصیت اقارب مین ہی کہ فقیہ وہ ہی جو مسائل مین تدقیق نظر رکھے یعنے اُسکے دلائل کو جانے اگرچہ تین ہی مسائل بدلائل حفظ کیے ہون۔ اسی بنا پر کہا گیا ہی کہ جو ہزارون مسائل بلا دلیل حفظ کیے ہو تو وہ مستحق وصیت کا نہو گا لیکن یہ وہین ہوگا جہان عرف نہو ورنہ اس زمانے کے عرف مین فقیہ وہی ہی جسکا ذکر تحریر کی عبارت مین ابھی کیا گیا۔ اور اصولیون نے اسکی تصریح بھی کر دی ہی کہ بدلالت عادت حقیقت چھوڑ دی جاتی ہی۔ پس واقف اور موصی کے کلام سے وہی فقیہ مراد لیا جائیگا جو اپنے وقت مین مشہور ومتعارف ہو۔ حاصل یہ کہ اگر کوئی شخص فقیہ کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کر جائے تو اُسی پر وقف اور وصیت متصرف ہو گی جو کم سے کم تین مسائل فرعیہ کو جانے۔

اور صوفیۂ کرام کی اصطلاح مین فقیہ اُسکو کہتے ہین جو شریعت اور طریقت کا جامع اور علم وعمل مین مضبوط ہو۔ فقیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی کہ فقیہ وہ ہی جو دنیا سے معرض اور آخرت کی طرف راغب ہو اور اپنے عیوب پر واقف اور خدا کی عبادت پر مداومت کرنے والا ہو۔

موضوع فقہ کا فعل مکلف اس حیثیت سے ہے کہ وہ مکلف ہی یعنے عاقل و بالغ ہی پس فعل غیر مکلف کا موضوع نہین ہو سکتا کیونکہ غیر مکلف لڑکا و مجنون تکالیف شرعیہ سے برطرف ہی اور غیر مکلف کی جنایت کا تاوان اُسکے ولی پر ہی۔

اور غیر مکلف لڑکے کی صحت عبادات (نماز روزہ وغیرہ) عقلی ہی اُن کو اسکا حکم کرنا عادت ہوجانے کے واسطے ہی کہ بعد بلوغ کے ترک نہ کرین نہ اس سبب سے کہ وہ مخاطب ہین۔ مکلف کے فعل پر حلال۔ حرام۔ واجب مستحب وغیرہ عارض ہوتا ہی اسی وجہ سے انھین کی بحث فقہ مین کیجاتی ہی اور یہی موضوع فقہ کا ہی۔ موضوع علم کا وہی ہی جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کیجائے۔

ماخذ فقہ کا قرآن اور حدیث احکامی اور اجماع و قیاس ہی اور شریعت سابقہ مین فقط آسمانی کتاب کے موافق حکم کیا جاتا تھا اور اس شریعت محمدیہ مین حسب مراتب بالا حکم ہوگا۔ اور اقوال صحابہ کرام حدیث کے ساتھ ملحق ہین۔ اور تعامل اجماع کے تابع کیا گیا ہی اور تحری اور استصحاب حال قیاس کے تابع ہین۔ اسکی بحث اصول مین مصرح و منقح ہی یہان تفصیل کی حاجت نہین ہی۔

غایت علم فقہ کی سعادت دارین کا حاصل کرنا ہی یعنے خود بھی دنیا مین جہالت کی گھاٹیون سے ترقی کرکے علم نافع کے اعلیٰ مرتبہ کو پہونچنا اور دوسرون کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دینا اور آخرت مین نعیم جنت سے مالامال ہوتا کہ پھر اُس سعادت کے بعد کبھی ہرگز شقاوت ہو ہی نہین سکتی۔

علم فقہ اگرچہ قطعی الثبوت ہی کہ ماخذ اُسکا کتاب و سنت ہی لیکن اکثر اُسکا ظنی الدلالت ہی اسی وجہ سے اسمین اجتہاد کی گنجائش ہوئی اسی بنا پر کسی مجتہد کے مذہب

سے کے موافق عمل کرنا جائز ہی۔

اور مذاہب مشہورہ جنکو عقول سلیمہ نے صحت کی شرط پر قبول کر لیے ہین یہی چار مذہب متداول شرقاً و غرباً ہین۔ اور انھین ایمۂ اربعہ ابو حنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ ابن حنبل کے مذاہب قطع نظر اور مذاہب مندرسہ کے تمام دنیا مین پھیلے ہوئے ہین جو انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت اسی آب و تاب کے ساتھ جاری رہین گے اور حق انھین مین دائر ہی۔

کسی مذہب معین کے مقلد کو چاہیے کہ یہ حکم کرے کہ اُسکا مذہب درست ہی اسمین احتمال خطا کا ہی کیونکہ یہ ثمرۂ اجتہاد و استنباط ہی اور مذہب مخالف خطا محتمل صواب ہی۔ اور یہ اعتقاد رکھے کہ مذہب میرا یقینی حق ہی۔

مسائلہ تقلید سے رجوع کرنا بعد عمل کر لینے کے بالاتفاق باطل ہی اور یہی مفتی بہ قول ہی۔ دُرمختار مین ہی وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وھو المختار فی المذھب۔

فائدہ سخاوی نے کہا ہی کہ اول جسنے علم فقہ کو مدون کیا ہی وہ عبد الملک بن جریج ہین

تنبیہ علم فقہ کو علم احکام۔ علم فروع۔ علم فتاوی۔ علم آخرت بھی کہتے ہین۔

فصل دوم فقہ کی مختصر فضیلت مین

قرآن شریف مین ہی لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اور ومن یؤت الحکمۃ کی تفسیر مین بعض مفسرون نے حکمت سے فقہ کا علم مراد لیا ہی۔ بیہقی اور دارقطنی نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لکل شیء عماد

وعماد ھذا الدین الفقه ہر چیز کے واسطے ایک کھمبا ہوتا ہی اور اس دین کا کھمبا فقہ ہی اور یہ بھی اُن دونون نے روایت کی ہی ولفقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد بیشک ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت وگران ہوتا ہی کہ عابد سے کسی کو نفع نہین پہونچتا اور فقیہ لوگون کو فقہ کی تعلیم کرتا ہی- حرام- حلال کے مسائل لوگون کو بتلاتا ہی-

اور بغوی نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی واما ھؤلاء فیتعلمون الفقه ویعلمون الجاھل فھؤلاء افضل اور لیکن وہ لوگ تو فقہ سیکھتے ہین اور جاہلون کو تعلیم کرتے ہین پس یہ افضل ہین یعنی ذاکرین سے-

بخاری شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی تفقھوا قبل ان تسوّدوا یعنی فقہ سیکھ لو قبل سردار ہونے کے-

طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس فقه خیر من عبادة ستین سنة فقہ کی مجلس مین شریک ہونا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہی

صحیحین مین ہی من یرد اللہ به خیرا یفقھه فی الدین جسکے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین کی فقہ اور سمجھ عنایت فرماتا ہی یعنے عالم فقیہ اُسکو بنا دیتا ہی-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی انما مثل الفقھاء کمثل الاکف اذا قطعت کف لم تعد فقہا کی مثال بعینہ کف دست کی مثال ہی- اگر کف دست کسی کا کٹ جائے تو پھر دوبارہ نہوگا- یعنے جیسا انسان کو کف دست کی ضرورت ہوتی ہی ویسا ہی فقہ کی بھی ضرورت ہوتی ہی- بغیر اس علم کے آدمی کا کام نہین چلتا-

مسألہ علم فقہ بقدر حاجت سیکھنا فرض عین ہی اور حاجت سے زیادہ سیکھنا فرض کفایہ ہی-

درمختار مین خلاصہ سے نقل کیا ہی کہ فقہ کی کتابون کا خود دیکھنا رات کی عبادتون سے افضل ہی کیونکہ یہ فروض کفایہ سے ہی اور فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن سے یعنے کسی نے بقدر حاجت قرآن کو حفظ کر لیا بعد اُسکے اُسکو مہلت معین ملی تو افضل ہی کہ فقہ کا شغل کرے اسلیے کہ قرآن کا حفظ کرنا فرض کفائی ہی اور ضروری حاجت کے موافق فقہ کا سیکھنا فرض عین ہی اور فرض عین فرض کفایہ پر مقدم ہوتا ہی اور جمیع مسائل فقہ کا سیکھنا جمیع قرآن کے حفظ کر لینے سے زیادہ ضروری ہی کہ عامۂ خلائق کو عبادات ومعاملات کی حاجت زیادہ ہوتی ہی اور بہ نسبت حافظون کے فقہا کم پائے جاتے ہین اسوجہ سے جمیع مسائل فقہ کا جاننا حفظ سے افضل ہی۔ خزانہ سے ردالمحتار مین نقل کیا ہی کہ امام محمد صاحب نے حلال وحرام کے باب مین دولاکھ ایسے مسائل جمع کیے ہین کہ جنکا یاد کر لینا لوگون کو بہت ضروری ہی۔

فائدہ امام محمد بن حسن صاحب نے ایک ہزار نوسو ننانوے کتابین تصنیف کی ہین انھین سے بقول اکثر چھ کتابون کو اصول اور کتب ظاہر روایت کہتے ہین اور بعضون نے پانچ کتابون کو ظاہر روایت بتلایا ہی۔ اسکا مفصل بیان تبصرہ مین ملیگا۔

فصل سوم اکابر فقہا کی مختصر کیفیت مین

ابو حنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی فقیہ مجتہد صاحب مذہب تھے حنفی انھین کے مذہب کی طرف نسبت کرتے ہین انھین کے مقلدون کو حنفیہ اور احناف کہتے ہین یہ نسبت خلاف قیاس ہی۔ ولی عراقی نے شرح الفیہ کے آخر مین ذکر کیا ہی کہ ابو حنیفہ اور قبیلۂ بوحنیفہ کی طرف نسبت ایک ہی لفظ سے کرتے ہین یعنی حنفی کہتے ہین

مگر محدثین نے دونون مین یون فرق نکالا ہی کہ جب مذہب ابوحنیفہ کی طرف نسبت کرین تو بزیادت یا حنیفی کہنا چاہیے اور جب قبیلۂ بنو حنیفہ کی طرف نسبت کرین تو حنفی کہین۔ ابن صلاح نے کہا کہ مین نے اسکی تصریح سوائے ابوبکر[1] بن الانباری کے کسی نحوی سے نہ پائی۔

ولادت امام اعظم کی سنہ ٨٠ ہجری مین صحابہ کے زمانے مین ہوئی اور وفات اُنکی سنہ ١٥٠ ہجری مین دار السلام بغداد مین ہوئی۔ بسبب ازدحام کے جنازے کی نماز پانچ مرتبہ پڑھی گئی۔ اخیر مرتبہ مین جنازے کی نماز کے امام آپ کے صاحبزادے حماد تھے۔ امام صاحب کو قاضی القضاۃ حسن بن عمارہ نے غسل دیا۔ اور بوقت غسل ترحم کے بعد کہا کہ خدا کی رحمت تمپر ہو کہ تمنے تیس برس سے برابر روزے رکھے اور چالیس برس سے شب کو سوئے نہین۔

مشایخ آپکے بہت تھے انمین سے مشہور بیسٹھ شخص ہین ازانجملہ۔ نافع[1] مولی ابن عمر۔ موسے[2] ابن ابی عائشہ۔ حماد[3] بن ابی سلیمان۔ ابن[4] شہاب زہری۔ عکرمہ[5] مولی ابن عباس۔ عبد[6] اللہ بن دینار۔ عبد[7] الرحمن بن ہرمز اعرج۔ ابراہیم[8] بن محمد۔ جبلہ[9] ابن سحیم۔ قاسم[10] مسعودی۔ عون[11] بن عبد اللہ۔ علقمہ[12] بن مرثد۔ علی[13] بن اقمر۔ عطاء[14] بن ابی رباح۔ سعید[15] بن مسروق ثوری[16]۔ سلمہ بن کہیل۔ سماک[17] بن حرب۔

---

١ نام اُنکا محمد بن قاسم بن محمد بن بشار نحوی لغوی انباری ہی۔ انباری نسبت شہر انبار کی طرف ہی جو بغداد کے قریب ہی۔ باب الحلف کتاب الایمان شرح وقایہ مین اِنکا ذکر ہی۔ علم نحو اور ادب مین یہ استاد مانے گئے ہین۔ بڑے زبردست عالم فاضل دیندار تھے اِن سے دارقطنی حافظ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہی قرآن کے شواہد مین تین لاکھ اشعار اِن کو زبانی یاد تھے۔ بلا کسی کتاب کے یہ زبانی بطرز متقدمین درس دیا کرتے تھے۔ انکے تصانیف بہت ہین۔ ازانجملہ کتاب غریب الحدیث۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب المقصور والممدود۔ شرح غریب۔ شعر زہیر۔ شرح اشعار النابغہ۔ شرح اشعار الاعشی وغیرہ۔ اِن کی ولادت سنہ ٢٧١ ہجری مین بماہ رجب ہوئی اور وفات سنہ ٣٢٨ ہجری مین بغداد مین ہوئی۔ ١٢ **منہ**

امام[18] محمد باقر۔ عامر[19] سبیعی۔ عطاء[20] بن سائب۔ محارب[21] بن دثار۔ محمد[22] بن سائب۔ ہشام[23] بن عروہ۔ یحییٰ[24] بن سعید۔ ابو[25] الزبیر مکی وغیرہم ہین باقی کے نام یہان فرو گزاشت کیے گئے

تلامذہ آپ کے بکثرت تھے تبرکاً چند بزرگون کے اسمائے گرامی و نام نامی یہان ذکر کیے جاتے ہین۔ امام قاضی ابو یوسف۔ امام محمد بن حسن۔ امام زفر۔ حسن بن زیاد لؤلوی۔ ابو مطیع بلخی۔ وکیع بن جراح۔ عبداللہ بن مبارک۔ زکریا بن ابی زائدہ۔ حفص بن غیاث نخعی۔ رئیس الصوفیہ داؤد طائی۔ یوسف بن خالد اسد بن عمرو۔ نوح بن ابی مریم وغیرہم ہین۔

طبقہ آپ کا طبقہ تابعین ہی۔ تعریف تابعی کی جمہور محدثین کے نزدیک صرف اسی قدر ہی کہ تابعی وہ ہی جسنے صحابہ کو دیکھا ہو اور آپ کا صحابہ کا دیکھنا کتب تاریخ مین مصرح ہی علاوہ اسکے آپ کے باین معنی تابعی ہونے پر اکابر علما کا اتفاق ہی اور یہی صحیح ہی اور یہی مذہب خطیب بغدادی۔ دارقطنی۔ ابن جوزی۔ نووی۔ ذہبی۔ ابن حجر عسقلانی ولی عراقی۔ ابن حجر مکی۔ امام سیوطی۔ ملا علی قاری وغیرہم کا ہی۔

آپ کے حق مین نقاد حدیث یحیی بن معین نے فرمایا ہی القراءۃ عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ھذا ادرکت الناس یعنی میرے نزدیک قرارت قاری حمزہ کی پسندیدہ ہی اور فقہ ابو حنیفہ کی۔ اسی پر مین نے لوگون کو پایا ہی۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین آپ کو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہی۔ ابن عبد البر علی بن المدینی سے روایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع بن جراح اور عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہین۔

روایت حدیث آپکی حدیثون کی پندرہ مسندین جمع کی گئی ہین۔ روایت حدیث کا موقع بسبب اجتہاد مسائل واستنباط احکام کے آپ کو کم ملا جیسے بہ نسبت اور صحابہ کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب امور خلافت واصلاح امت وشغل جہاد کے روایت حدیث کا کم اتفاق ہوا تاہم امام صاحب کے تلامذہ اکابر محدثین کے شیوخ مین شمار کیے جاتے ہین جیسے یحیی بن معین۔ وکیع۔ مسعر۔ عبداللہ بن مبارک۔ قاضی ابویوسف۔ احمد بن حنبل بالوسائط اصحاب صحاح ستہ بھی امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہین ہو سکتے۔

زرقانی شارح موطا نے امام کی روایت کی حدیثون کی تعداد مین کئی قول بیان کیے ہین۔ **ایک** یہ کہ امام کی مرویات پانچسو ہین۔ **دوسرے** یہ کہ سات سو ہین **تیسرے** یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہین **چوتھے** یہ کہ ایک ہزار سات سو ہین۔ **پانچوین** یہ کہ چھ سو سرسٹھ ۶۶۷ ہین۔

ابن خلدون مؤرخ کے غلط نسخے کو دیکھکر محض تقلیدی ھانک ھانکنا کہ امام کی مرویات کل سترہ حدیثین ہین حماقت ہی اور حقیقت مین یہ نہ ابن خلدون کا عقیدہ ہی نہ قول ہی بلکہ دوسرے کا قول حکایۃً اُسنے نقل کیا ہی۔ بھلا جسے سترہ حدیثین کل پونہچی ہون وہ کیا اجتہاد کریگا اور اکابر علما اُسے اپنا شیخ کیسے بناتے اُسکے لیے امام کا لقب کیسے مسلم مانا جاتا۔ علامۂ ذہبی شافعی نے امام کو سترہ حدیثون کے جاننے پر تذکرۂ حفاظ مین کیسے ذکر کیا۔ علماے سلف نے آپ کے مناقب مین بڑی بڑی کتابین کیسے تصنیف کین۔ ایسی حالت مین امام اعظم کے مرویات کا روایت کرنا ابن ابی شیبہ وعبدالرزاق ودارقطنی وحاکم وبیہقی وطحاوی وغیرہم سے نہایت مستبعد ومستقبح امر ہی امام صاحب کے تلامذہ کا اسناد بیان کرنا اور سند متصل حدیث کا سرد کرنا بواسطۂ امام

اظہر من الشمس اور اس مردود قول کا مبطل ہی۔ دیکھو امام محمد کی موطا۔ کتاب الآثار۔ کتاب الحج۔ سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج۔ کتاب الامالی مجرد بن زیاد وغیرہا ان کے دیکھنے سے تمکو کئی سو حدیثین امام کی روایت کی صحیح و حسن ملینگی پھر اسکے کیا معنی کہ کل امام کی مرویات حدیثین سترہ سے زائد نہ تھین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

امام اعظم کی تلمذی کا فخر بڑے بڑے اکابر شیوخ محدثین کو تھا ازانجملہ عبد الرزاق بن ہمام صاحب مسند اور وکیع بن جراح اور عبد العزیز بن ابی رواد اور فضل بن دکین اور مکی بن ابراہیم بلخی اور عبد اللہ بن مبارک اور ابراہیم بن طہمان اور ابو عاصم ضحاک بن مخلد اور عامر بن فرات اور عبد اللہ بن یزید مقری اور عبد الحمید بن عبد الرحمن حمانی اور عبید اللہ بن یزید قرشی اور عبید اللہ بن عمرو الراقی اور علی بن ظبیان کوفی وغیرہم ہین جن مین اکثر شیوخ بخاری ہین۔

امام اعظم کے تصانیف بہت نہ تھے صرف فقہ اکبر اور کتاب الوصیۃ اور کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المقصود وغیرہ آپکی یادگار ہین۔ امام اعظم کے مناقب مین کتب مصنفہ بکثرت موجود ہین لہذا یہان اسی قدر پر اکتفا کی گئی جسکو زیادہ ضرورت ہو وہ تاریخ ابن خلکان خیرات حسان۔ تبییض الصحیفہ۔ تذکرۃ الحفاظ۔ عقود المرجان۔ میزان شعرانی۔ احیاء العلوم۔ تاریخ خطیب نوادر منیفہ۔ مناقب شریفہ۔ شجرۃ العلما۔ البیان المنسجم۔ اخائر الذخائر وغیرہ مین دیکھلے واللہ ولی التوفیق

حماد بن ابو حنیفہ

آپکی کنیت ابو اسمٰعیل تھی آپ بڑے عابد زاہد متقی تھے حدیث و فقہ اپنے

والد ماجد سے پڑھی اور اپنے والد کے زمانے مین فتوا دیا کرتے تھے اور آپ امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر اور حسن بن زیاد وغیرہم کے طبقے مین سے تھے تدوین کتب فقہ مین ان لوگون کے معاون تھے آپ سے آپکے بیٹے قاضی اسمعیل نے تفقہ کیا بعد وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے ذیقعد ۱۷۶ سنہ ہجری مین آپ نے انتقال فرمایا۔

عبداللہ بن مبارک

یہ ابو عبدالرحمن مروزی امام اعظم کے تلامذہ سے ہین اور ۱۱۸ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے حج اور جہاد اور تجارت کے سفرون مین اپنی عمر تمام کردی۔ حدیث کی سماعت سلیمان تیمی اور عاصم احول اور حمید طویل اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے کی اور فقہ وغیرہ علوم امام سے سیکھے اور اُن سے اکابر علما نے استفادہ کیا از انجملہ یحیی بن معین اور عبدالرحمن بن مہدی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور اُن کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہم ہین۔ بیس ہزار حدیث کا درس لوگون کو دیا۔ انمین کمال علم حدیث و فقہ اور عربیت اور ایام عرب اور شجاعت اور سخاوت کا موجود تھا۔ امام ابن حنبل اور یحیی بن معین نے انکی بہت کچھ تعریفین کی ہین۔ یہ بڑے متورع و عابد تھے انکی روایت کی احادیث صحیحین مین بکثرت موجود ہین ۱۸۱ سنہ ہجری مین بماہ رمضان المبارک آپکا انتقال ہوا

ابو یوسف محدث

قاضی یعقوب بن ابراہیم کوفی محدث مفسر مورخ قاضی یوسف کے باپ تھے

اسلام مین سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے لقب سے آپ ہی مشہور ہوئے خلفاے عباسیہ مین سے تین خلیفہ کے وقت مین قاضی رہے۔ خلیفہ مہدی اور اُن کے بیٹے خلیفہ ہادی اور اُن کے بھائی خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ ہارون رشید آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ قاضی ہو جانے کے بعد جب کہ آپ کی عبادت مین کمی ہوگئی تھی اسوقت بھی آپ روزانہ دوسو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔

آپ نے فقہ ابن ابی لیلیٰ سے حاصل کی تھی پھر انکو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ سے پڑھنا شروع کیا اور ہمیشہ امام اعظم کی اتباع مین تا دم مرگ رہے۔ حدیث آپنے امام لیث بن سعد اور ابو اسحاق شیبانی اور سلیمان تیمی اور اعمش اور ہشام بن عروہ اور محمد بن اسحاق بن یسار اور امام ابو حنیفہ اور عطار بن سائب وغیرہم سے سنی۔

یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل آپ کے شاگردون مین ممتاز تھے۔ امام ابو یوسف سے حدیث کی روایت علاوہ ان کے اور بھی بہت سے بزرگون نے کی ہی۔ ازانجملہ محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن الولید کندی اور احمد بن منیع وغیرہم ہین امام ابو یوسف کے تلامذہ بہت تھے ازانجملہ محمد بن سماعہ اور معلی بن منصور اور بشر بن الولید مذکور اور بشر بن غیاث مریسی اور خلف بن ایوب اور عصام بن یوسف اور ہشام ابن عبد اللہ اور حسن بن ابی مالک اور ابو علی رازی اور ہلال الرائی اور علی بن الجعد وغیرہم ہین۔ آپ نے اُنتیس برس تک امام ابو حنیفہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی کبھی تکبیر تحریمہ فوت نہوئی اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین برابر شریک رہا کیے۔ امام محمد نے بھی آپ سے بہت کچھ پڑھا ہی اور جامع صغیر مین آپ کی روایت کو جمع کیا ہی تفسیر اور حدیث

اور ایام عرب مین آپ ضرب المثل تھے۔ اصول فقہ حنفی کے موجد آپ ہی ہین سب سے پہلے امام کے علوم کو ملک مین انھین نے شائع کیا۔

انہین بھی پورے طور سے مثل امام کے شروط اجتہاد مجتمع تھے اور یہ بھی مجتہد مقید مانے گئے ہین۔ آپ کی تصانیف سے کتاب الخراج و امالی وغیرہ ہین سنہ ۱۸۲ھ مین آپ نے انتقال فرمایا مزار آپ کا بھی بغداد مین ہی۔

امام محمد فقیہ

اصل مین آپکے آبا و اجداد ملک شام کے تھے آپکے باپ حسن بن فرقد شیبانی شام سے عراق مین آئے اُسوقت امام محمد کی پیدایش شہر واسط مین ہوئی اور کوفے مین نشو و نما پائی۔ علم حدیث کا امام مالک اور مالک بن دینار اور امام ابویوسف اور ربیعہ اور مسعر بن کدام اور اوزاعی اور ثوری وغیرہ سے حاصل کیا اور بغداد مین حدیث کا درس دیا اور فقہ امام ابویوسف اور امام ابوحنیفہ سے سیکھی آپ فرای نحوی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور حلیم شمیم اور بڑے ذکی الطبع و ذہین تھے۔ بیس برس کی عمر مین کوفہ کی مسجد مین درس دینا شروع کیا۔ امام شافعی کہتے ہین کہ مین نے سوای محمد بن حسن کے کسی موٹے آدمی کو ذہین نہین دیکھا۔

کہتے ہین کہ کسی سے سوال نہین کیا جاتا مگر اُسکے چہرے پر ناخوشی و پریشانی کے آثار نمایان ہوتے ہین سوائے محمد بن حسن کے کہ جب اِنسے کچھ پوچھا جاتا ہی تو خوشی اور فرحت اور مسرت کے علامات اُن کے چہرے پر ظاہر ہوتے ہین اور کراہیت اور ملالت کا نام بھی نہین پایا جاتا۔

آپ بڑے بلیغ فصیح تھے جب آپ عربی بولتے تھے تو سننے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ قرآن آپ ہی کے محاورے کے موافق نازل ہوا ہی۔ کئی فن مین آپ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ علوم قرآن۔ علم عربیت۔ نحو۔ حساب۔ فقہ کہ ان فنون مین آپ اُستاد مانے جاتے تھے۔ آپ ہی کی تصانیف کثیرہ امام اعظم کے علوم کی ترویج کے باعث ہوئے۔ آپ کے تصنیفات ایک ہزار نوسو ننانوے ہین کل تصانیف مین آپنے فقہیہ مسائل عبادات و معاملات کے لکھے ہین۔ آپ ہی کی کتابون سے چھ کتابون کو ظاہر روایت کے نام سے نامزد کرتے ہین۔ اور انھین کو کتب اصول بھی بولتے ہین۔ آپکے کثرت تصانیف اور اسلوب تحریر سے لوگ حیران اور ششدر رہا کرتے تھے۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ مبسوط۔ زیادات۔ کتاب الآثار۔ کتاب الحجج۔ کیسانیات۔ ھارونیات۔ جرجانیات۔ رقیات۔ عمرویات۔ نوادر وغیرہ۔ آپ کی یادگار ہین۔

فائدہ کیسانیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو سلیمان بن شعیب کیسانی سنے امام محمد سے روایت کیا ہی۔

ہارونیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو امام محمد نے ہارون رشید کے زمانے مین قضا کے عہدہ ملنے کے بعد تصنیف کیا ہی۔

جرجانیات ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو علی بن صالح جرجانی نے امام محمد سے روایت کیا ہی۔

رقیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو محمد بن سماعہ نے امام محمد سے شہر رقہ مین روایت کیا ہی۔ اور انساب سمعانی مین ہی کہ شہر رقہ کی قضا ہارون رشید نے

امام محمد کو دی تھی وہین آپ نے کتاب الرقیات کو تصنیف فرمایا۔ پھر جب آپ عہدۂ قضا سے معزول ہوئے تو بغداد مین رہنے لگے۔

عمرویات یہ امام محمد صاحب کے امالی کے مجموعہ کا نام ہی جسکو عمرو بن ابی عمرو نے جمع کیا تھا۔

نوادر اُن مسائل کو کہتے ہین جو کتب ستہ امام محمد کے سوا مین ہون یا اُن کے تلامذہ کے جمع کیے ہوئے ہون جیسے نوادر بن سماعہ اور نوادر ہشام اور نوادر بن رستم وغیرہ اور اسمین روایات متفرقہ اور خلاف کتب ظاہر روایت کے ہین۔ یہ کتابین دوسرے طبقے کی ہین۔

امام محمد صاحب کے شاگردون مین امام شافعی اور ابو حفص کبیر احمد بن حفص اور ابو سلیمان جوزجانی اور موسی رازی اور محمد بن سماعہ اور ہشام بن عبید اللہ رازی اور ابراہیم بن رستم اور عیسی بن ابان وغیرہم اکابر شمار کیے گئے ہین بمقام رے بمصاحبت ہارون رشید عباسی ۱۸۹ھ ہجری مین امام محمد نے انتقال فرمایا ہی۔

امام زفر عنبری

زفر بضم زاے معجمہ و فتح فا۔ ابن ہذیل بن قیس بن سلیم بن قیس عنبری یہ نسبت عنبر کی طرف ہی جو اِن کے اجداد مین سے کسی کا نام تھا۔ یہ امام اعظم کے تلامذہ سے بڑے صائب الراے اور اقیس اصحاب تھے۔ اصل مین آبا و اجداد اِن کے اصفہان کے باشندے تھے اور بڑے جلیل القدر فقیہ عابد محدث تھے زہد و عبادت اور قیاس مین سب بے نظیر تھے۔ زفر کو بہت تنگ کیا گیا کہ وہ عہدۂ قضا قبول کرین

مگر وہ روپوش ہو گئے اور کسی طرح عہدۂ قضا کو قبول نہ کیا۔ یہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ متورع تھے ولادت انکی سنہ ۱۱۰ ہجری مین ہی اور کفوی نے سنہ ۱۵۸ ہجری کو زفر کی وفات کا سن بتلایا ہی۔

حدائق الحنفیہ مین ہی کہ بصرے مین سنہ ۱۵۸ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

ابو سلیمان جوزجانی

نام آپکا موسی بن سلیمان جوزجانی ہی آپنے فقہ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے پڑھی اور کتب اصول اور نوادر کی روایت بھی بلا واسطہ امام محمد رح سے کرتے ہین۔ خلیفہ مامون عباسی نے آپسے عہدۂ قضا کے قبول کرنے کو فرمایا تھا مگر آپنے انکار کیا سنہ ۲۰۰ ہجری کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ آپ استاذ الفقہا اور معلی بن منصور کے ہم سبق تھے۔

حسن بن زیاد لولوی

حسن بن زیاد لولوی کوفی امام ابو حنیفہ کے اجلۂ تلامذہ سے محب سنت اور حافظ احادیث تھے۔ عہدۂ قضا کو قبول کیا تھا مگر پھر استعفا دیدیا۔ محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع ثلجی اور علی رازی وغیرہ نے آپسے تلمذ کیا انکو سنہ ۲۰۰ ہجری کا مجدد کہتے ہین۔ انکی تصانیف سے کتاب المجرد اور امالی یادگار ہین۔ وفات ان کی سنہ ۲۰۴ ہجری مین ہوئی امام شافعی نے بھی اسی سن مین انتقال کیا ہی۔ یہ بھی درجۂ اجتہاد کو پونہچے تھے

اسمعیل بن حماد

یہ امام ابو حنیفہ کوفی مجتہد کے پوتے اور بڑے متدین عابد زاہد صالح عالم فاضل اپنے وقت کے امام تھے آپنے اپنے دادا امام اعظم کو نہین دیکھا تھا کنیت آپ کی ابو عبداللہ تھی فقہ اپنے والد حماد اور حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث کو اپنے والد اور عمرو بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذئب اور قاسم بن معن وغیرہم سے حاصل کیا ابو سعید بروعی نے آپ سے فقہ پڑھی آپنے امام ابو یوسف سے بھی کچھ پڑھا ہی۔ آپ بغداد کے پھر بصرہ پھر رقہ کے قاضی بھی ہوئے تھے۔ خلیفہ مامون کے زمانے مین شباب مین ۲۱۲ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

خلف بن ایوب بلخی

آپ امام زفر اور امام محمد کے اصحاب مین سے فقیہ محدث عابد زاہد تھے اور فقہ آپنے امام ابو یوسف سے پڑھی تھی اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور اسد بن عمر اور معمر سے روایت کی اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی مین آپ کی روایت کی یہ حدیث موجود ہی خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین آپ ابراہیم بن ادہم کے مرید تھے وفات آپ کی بقول اصح ۲۱۵ھ ہجری مین ہوئی۔

ابو حفص کبیر

مجتہد عصر احمد بن حفص بخاری حدیث و فقہ مین امام محمد کے شاگرد ستھے آپکے اصحاب بکثرت تھے۔ آپ اور خلف بن ایوب اور ابو سلیمان تینون امام محمد سے پڑھا کرتے تھے۔ مگر اُن دونون سے زیادہ آپ ذہن اور حافظے مین تھے امام بخاری کو بخارا مین فتوا دینے سے آپ ہی نے روکا تھا اور فرمایا تھا کہ آپ مین فقاہت اور فتوا دینے کی لیاقت نہین ہے اور مسألۂ رضاعت مین امام بخاری کو بند کیا تھا ۲۱۷ھ ہجری مین آپ کی وفات ہے۔

خصّاف

ابوبکر احمد بن عمر حنفی فرضی محاسب مذہب حنفی کے بڑے ماہر تھے انھون نے اپنے باپ عمر سے علم فقہ کو حاصل کیا اور وہ امام محمد و حسن بن زیاد کے شاگرد تھے۔ اور دیگر علوم متفرق لوگون سے حاصل کیے۔ حدیث کی سماعت سوا اپنے والد کے ابوداؤد طیالسی اور مسدد اور علی بن المدینی وغیرہم سے بھی کی۔ اِنکا خصاف لقب اسواسطے مشہور ہوا کہ یہ اپنے ہی دستکاری کی کمائی کھاتے تھے اور یہ موزے اور نعلین بنایا کرتے اُسی سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے انکی تصانیف سے کتاب مناسک الحج۔ وکتاب الحیل۔ وکتاب الوصایا۔ وکتاب الشروط وکتاب المحاضر والسجلات۔ وکتاب الرضاع۔ وکتاب ادب القاضی۔ وکتاب النفقات علی الاقارب۔ وکتاب احکام الوقف وغیرہ ہین۔ وفات انکی ۲۶۱ھ ہجری مین ہے۔ اسّی سال کی عمر مین آپ کا انتقال ہوا اور بغداد مین مدفون ہوئے۔

ابو حفص صغیر

شیخ حنفیہ امام ربانی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حفص بن زبرقان معروف بہ ابو حفص صغیر فقیہ محدث ثقہ تھے فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر سے پڑھی اور حدیث یحیی بن معین وغیرہ سے اور مدت تک امام بخاری کے رفیق سفر تھے۔ اکابر علما نے آپ سے فقہ پڑھی ہے آپ صاحب تصانیف بھی تھے سنہ ۲۶۴ ہجری مین بماہ رمضان المبارک آپ کا انتقال ہوا۔

ابن ثلجی

ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی فقیہ اہل عراق محدث عابد قاری صالح متدین اور اپنے وقت مین فقیہ حنفیہ تھے۔ فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی۔ ثلجی آپ کو اسلیے کہتے ہین کہ آپ ثلج بن عمر بن مالک بن عبد مناف کی طرف منسوب تھے پچاسی سال کی عمر مین بتاریخ چار ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۶۶ ہجری مین عصر کی نماز مین بحالت سجدہ جان بحق تسلیم کی۔

ابو جعفر بغدادی

علامہ احمد بن ابی عمران موسی بن عیسی ابو جعفر بغدادی دیار مصر کے قاضی اور اکابر حنفیہ سے تھے۔ صاحبین کے شاگرد رشید محمد بن سماعہ کے شاگرد اور امام طحاوی کے اُستاد تھے اور عاصم بن علی سے حدیث کی سماعت کی اور

بشر بن الولید اور علی بن جعد سے بھی فقہ پڑھی۔ انکی تصنیف سے ایک کتاب الحجج ہی مگر
مشہور یہ ہی کہ یہ کتاب عیسی بن ابان کی تصنیف سے ہی۔ ممکن ہی کہ اس نام کی کتاب
دونون صاحبون نے تصنیف کی ہو۔ وفات انکی بقول ابن اثیر ۲۰۰ھ ہجری مین
اور بقول امام جلال الدین سیوطی مصر مین ۲۵۸ھ ہجری مین ہوئی واللہ اعلم۔

ابو خازم

آپ کا نام قاضی عبد الحمید بن عبد العزیز بصری بغدادی تھا۔ عیسی بن ابان
اور بکر بن محمد عمی کے شاگرد اور امام طحاوی اور ابو طاہر دباس کے اُستاد تھے
امام ابو الحسن کرخی بھی آپ کی مجلس مین شریک ہوئے آپ بڑے زبردست عالم ثقہ
پارسا عالم استاد الوقت کوفے کے قاضی تھے۔ آپ کی تصانیف سے کتاب المحاضر
والسجلات اور کتاب ادب القاضی اور کتاب الفرائض ہین۔ بغداد مین بماہ جمادی الاولی
سنہ ۲۹۲ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

ہشام رازی

یہ ہشام بن عبید اللہ رازی امام ابو یوسف اور امام محمد صاحب کے شاگرد ہین
حدیث امام مالک سے روایت کی۔ انکی تصانیف سے کتاب النوادر مشہور ہی جسے
نوادر ہشام کہتے ہین۔ اسمین امام محمد صاحب کی روایت کے وہ مسائل ہین جو اصول
مین نہین ہین یہ دوسرے طبقے کے مسائل ہین۔ اِنکا ذکر شرح وقایہ مین لفظ کعب
کی تحقیق مین فرائض وضو کی بحث مین ہی۔ تحصیل علم مین ہشام نے سات لاکھ درہم

خرچ کیے اور ایک ہزار سات سو اکابر مشایخ سے ملاقات کی۔

ابو بکر جُوزَجانی

نام آپ کا احمد بن اسحق بن صبیح جوزجانی ہی۔آپ ابو سلیمان جوزجانی کے شاگرد رشید ہین۔آپ بڑے عالم جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے آپ کی تصنیف سے کتاب الفرق والتمییز و کتاب التوبہ یادگار ہی جوزجانی جوزجان کی طرف نسبت ہی جو بلخ کے قریب ایک شہر کا نام ہی جوزجان بضم جیم اول و سکون واو و فتح زاے معجمہ و جیم ثانی قبل الف و بعد الف نون ہی۔

ابو علی دَقّاق

یہ ابو سعید بردعی کے اُستاد ہین اور موسیٰ[1] بن نصر رازی کے شاگرد ہین جو امام محمد کے اصحاب سے تھے ۲۱۷ھ ہجری مین اِنکا انتقال ہوا کتاب الحیض اِنکی یادگار ہی وقاق آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے

ابو سعید بِرْدَعی

امام وقت مجتہد عصر ابو سعید احمد بن حسین بردعی فقہاے کبار و مشایخ نامدار سے ہین۔علوم آپنے اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ اور ابو علی دقاق سے پڑھے

[1] یہ موسی بن نصر رازی امام محمد کے اصحاب مین سے صاحب حدیث و فقہ اور عارف مذہب تھے انکی کنیت ابو سہل تھی۔حدیث کو عبد الرحمن ابی زہیر سے روایت کی۔اور آپ سے ابو سعید بردعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔ ۱۲ منہ

اور آپ سے ابوالحسن کرخی اور ابوطاہر دباسی اور ابوعمرو طبری نے فقہ پڑھی۔ داؤد ظاہری کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد بغداد مین (مسائلۂ بیع ام ولدین) آپ ہی نے بند کیا تھا۔ اور آپ بغداد مین درس دیا کرتے تھے۔ داؤد ظاہری کے اصحاب آپ سے مستفید ہوتے رہے بعد وفات داؤد ظاہری کے آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہین عشرۂ اولی ذی الحجہ ۳۱۷ھ ہجری مین قرامطہ کی لڑائی مین شہید ہوئے۔ بردع بکسر با وسکون رائے مہملہ وفتح دال مہملہ آذربیجان مین ایک شہر ہی۔

طحاوی

ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی[1] فقیہ محدث جو مصر مین حنفیون کے امام گذرے[2] ہین۔ پہلے یہ شافعی المذہب تھے اپنے ماموں اسمعیل مزنی سے پڑھا کرتے تھے اور مزنی امام شافعی کے شاگرد رشید تھے۔ اتفاقاً ایک روز مزنی کسی مسائلہ کی بحث مین ان سے خفا ہوگئے اور بحالت غیظ کہنے لگے کہ بخدا تمھین کچھ نہ آئیگا اس کلام سے ابوجعفر طحاوی نے سخت ناخوش ہوکر انسے پڑھنا چھوڑ دیا اور اُنکے مذہب سے دست بردار و بیزار ہوگئے اور ابوجعفر احمد بن عمران وغیرہ سے پڑھنا شروع کردیا۔ کچھ روز کے بعد ایسے زبردست عالم ہوگئے کہ احکام القرآن اور کتاب اختلاف العلما اور مختصر فقہ اور شرح جامع کبیر اور شرح جامع صغیر اور کتاب السجلات اور کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض اور شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار اور تاریخ کبیر

---

[1] ازد قبائل یمن مین سے ایک قبیلہ کا نام ہی۔ ۱۲ [2] طحاوی کی ولادت شب یکشنبہ ماہ ربیع الاول ۲۲۹ھ ہجری وبقولے ۲۳۰ھ ہجری مین ہوئی۔ اور وفات آپ کی غرۂ ذیقعدہ ۳۲۱ھ ہجری مین ہوئی۔ بستان المحدثین مین لکھا ہی کہ آپ مجتہد منتسب تھے اور محض مقلد حنفی نہ تھے۔ ۱۲ منہ

وغیرہ لکھ ڈالین - بعد عالم ہونے کے طحاوی کہتے تھے کہ واللہ اگر میرے ماموں زندہ ہوتے تو کفارہ قسم کا انکو ادا کرنا پڑتا - مؤرخ ابن خلکان اور سمعانی اور یافعی نے کہا ہی کہ طحاوی منسوب ہی طحا قریہ کی طرف جو مصر مین ہی - اور سیوطی نے کہا کہ طحاوی طحا قریہ کے رہنے والے نہ تھے بلکہ طحطوطہ کے باشندے تھے چونکہ انکو طحطوطی کہنا مکروہ و ناپسند معلوم ہوتا تھا لہذا طحاوی کہنے لگے -

ماتریدی

ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی امام الہدی کے لقب سے مشہور ہین انھون نے ابوبکر احمد جوزجانی سے پڑھا اُنھون نے ابو سلیمان جوزجانی سے انھون نے امام محمد سے انھون نے امام ابو حنیفہ سے فقہ حاصل کی - انکی تصانیف سے کتاب التوحید اور کتاب المقالات اور کتاب رد دلائل الکعبی اور کتاب تاویلات القرآن وغیرہا ہین ۳۳۳ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا اور سمرقند مین مدفون ہوئے - ماتریدی ماترید کی طرف منسوب ہی اور ماترید سمرقند کے علاقے مین ایک گانوٗن کا نام ہی یا سمرقند مین ایک محلہ ہی - ماترید بضم تاے مثناۃ فوقانیہ و راے مہملہ مکسورہ و سکون یا آخر الحروف و دال مہملہ یہ حنفی المذہب امام متکلم تھے امام رستغفنی اور ابو محمد عبد الکریم بزدوی اور قاضی اسحق سمرقندی آپکے تلامذہ سے تھے -

اسکاف

امام فقیہ محمد بن احمد بلخی ابوبکر بڑے جلیل القدر فقہا سے ہین آپنے ابو سلیمان جوزجانی کے

شاگرد محمد بن سلمہ سے فقہ پڑھی اور آپسے ابوبکر اعمش محمد بن سعید اور ابوجعفر ہندوانی نے فقہ پڑھی - نفحات الانس مین لکھا ہی کہ آپنے برابر تیس سال تک روزے رکھے اور نزع کے وقت بھی پانی نہ پیا بحالتِ روزہ ہی انتقال فرمایا وفات آپ کی ۳۳۳ سنہ ہجری مین ہوئی -

رُسْتُغْفَنِی

امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی ابومنصور ماتریدی کے شاگردون مین سے ہین - اور شمس الایمہ حلوانی سے مقدم ہین - یہ بھی اصحاب تخریج سے ہین - رستغفنی نسبت ہی رستغفن گانون کی طرف جو سمرقند مین ہی - رستغفن بضم راے مہملہ وضم تاے مثناۃ فوقانیہ وسکون سین مہملہ وغین معجمہ وفتح فا ہی انکا انتقال ۳۳۳ سنہ ہجری مین ہوا یہی ابوالحسن امام رستغفنی کے نام سے مشہور ہین اور اکثر فتاوی مین انھین کے اقوال امام رستغفنی کے نام سے منقول ہین - آپ کی تصنیفات سے ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد وکتاب الخلافیات ہی آپ سمرقند کے کبار مشایخ فقہا سے ہین -

کرخی

شیخ الحنفیہ ابوالحسن عبیداللہ بن حسین بن دلہم کرخی - کرخی کرخ بالفتح کی طرف منسوب ہی جو عراق مین ایک قریے کا نام ہی - اسکے سوا کرخ اور جگہ بھی ہی - فقہ ابوسعید بردعی تلمیذ اسمعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ سے پڑھی - نماز اور روزہ بہت کیا کرتے تھے اور زاہد متعفف تھے انھون نے فقہ مین ایک مختصر کتاب لکھی ہی - جسکی

مختصر کرخی کے نام سے شہرت ہی امام محمد رح کی جامع کبیر اور جامع صغیر کی شرح بھی آپکی یادگار ہی ۲۶۰؁ ہجری مین انکی ولادت ہوئی اور انتقال ۳۴۰؁ھ مین ہوا۔ ابوبکر رازی جصاص اور ابوعلی احمد شاشی فقیہ اور ابوحامد طبری اور تنوخی وغیرہم آپکے تلامذہ سے تھے آپ مجتہد فی المسائل تھے۔ مرض فالج مین آپ کا انتقال ہوا۔

طبری

امام ابوعمرو احمد بن محمد بن عبدالرحمن طبری فقیہ بغداد ہین۔ امام ابوالحسن کرخی کی حیات مین درس دیا کرتے تھے اِنھون نے ابوسعید بردعی سے اُنھون نے جناب قاضی اسمعیل سے اُنھون نے اپنے والد حماد سے اُنھون نے اپنے والد امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی سے فقہ پڑھی یہ بھی مثل کرخی کے شارح جامعین ہین ۳۴۰؁ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

ہندوانی

امام ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد بلخی ہندوانی فقیہ جلیل القدر فاضل عارف خداپرست زاہد مذہب حنفی کے بڑے مؤید استاد کامل تھے انھون نے ابوالقاسم صفا سے انھون نے نصیر بن یحیی سے انھون نے محمد بن سماعہ سے انھون نے ابویوسف سے انھون نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی اور ابوبکر اعمش سے بھی فقہ پڑھی ہی۔ ابوبکر اعمش نے ابوبکر اسکاف سے انھون نے محمد بن سلمہ سے انھون نے ابوسلیمان سے انھون نے امام محمد رح سے فقہ حاصل کی انکا ذکر شرح وقایہ کی

کتاب الطہارۃ مین ماء جاری کی بحث مین ہی۔ بڑے فتاوے اور اختلاف الروایات مین آپ کا بھی ذکر آیا کرتا ہی فقہ مین ایسی مہارت اور قابلیت تھی کہ جسکی وجہ سے آپ کو ابو حنیفۂ صغیر کہا کرتے تھے۔ ہندوانی نسبت بلخ کے ایک محلہ کی طرف ہی جسکو باب ہندوان کہتے تھے کہ وہان ہند کے آوردہ غلام اور لونڈیان ٹھہرائی جاتی تھین۔ ہندوان بکسر ہا وضم دال مہملہ وسکون نون اول ہی ان کا انتقال بخارا مین ۳۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

جصّاص رازی

امام ابو بکر احمد بن علی بن حسین اپنے وقت مین یہ امام الحنفیہ تھے پہلے انھون نے علوم ابو سہل[1] زجاجی سے پڑھے اور یہ زجاجی ابو الحسن کرخی کے شاگردون مین تھے بعد لیاقت ومہارت پیدا کرنے کے خود ابو الحسن کرخی سے علم فقہ کی تکمیل کی کرخی نے ابو سعید بردعی سے انھون نے موسی بن نصر رازی سے انھون نے امام محمد رح سے انھون نے امام اعظم سے فقہ پڑھی جصاص سے اہل اسلام کو عموماً اور حنفیہ کو خصوصاً بہت فائدے دینیہ پونہچے۔ آپ بغداد مین درس دیا کرتے تھے۔ لوگ اور طلبہ دور دراز مقامون سے آپکی تلمذی کا فخر حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے آپ بہت بڑے زاہد اور متورع تھے بعض لوگون کو اسکا دھوکا ہوا ہی کہ جصاص اور رازی

---

[1] یہ ابو سہل غزالی اور ابو سہل فرضی اور ابو سہل زجاجی کے نام سے مشہور ہین۔ یہ کرخی کے شاگرد اور جصاص کے اُستاد ہین فقہاے نیشاپور نے آپ سے فقہ حاصل کی ہی۔ شرح وقایہ کی کتاب الطہارۃ باب الحیض مین ان کا ذکر ہی انھون نے نیشاپور مین انتقال کیا ۱۲ منہ

دو شخص تھے حالانکہ یہی جصاص رے کے رہنے والے تھے اسیوجہ سے خلاف قیاس رے کی طرف یہ نسبت رازی کی ہی آپکے تصانیف بہت ہین ازانجملہ احکام القرآن وشرح مختصر کرخی وشرح مختصر طحاوی وشرح جامعین وشرح الاسماء الحسنی وادب القضاء وکتاب اصول الفقہ وغیرہ ہین بمقام نیشاپور ۳۷۰ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا اور پیدایش آپ کی ۳۰۵ھ ہجری مین شہر بغداد مین ہی چونکہ آپ چونا بنایا کرتے تھے اسوجہ سے جصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابو اللیث سمرقندی

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد سمرقندی فقیہ ابو جعفر ہندوانی مذکور کے شاگرد رشید ہین۔ یہ امام الہدی کے لقب سے مشہور تھے۔ کتب فتاویٰ مین انکی رائے اور اقوال بہت بڑے اعتماد کے ساتھ نقل کیے جاتے ہین۔ شرح وقایہ کی کتاب النکاح باب المہر مین بھی آپ کا ذکر ہی۔ آپکے تصانیف بہت ہین۔ ازانجملہ تفسیر القرآن۔ تنبیہ الغافلین۔ بستان العارفین۔ شرح جامع صغیر۔ النوازل۔ العیون الفتاوی۔ خزانۃ الفقہ۔ تاسیس النظائر۔ مختلف الروایہ۔ آپکے سن وفات مین اختلاف ہی ۳۷۳ھ ہجری و ۳۷۶ھ ہجری مشہور ہی اور ۳۷۵ھ ہجری اور ۳۹۳ھ ہجری بھی لکھتے ہین۔

حدائق الحنفیہ مین بقول مختار نواح بلخ مین منگل کی رات گیارہ ماہ جمادی الاخریٰ ۳۷۳ھ ہجری مین آپ کی وفات بتلائی ہی۔ سمرقند بفتح سین مہملہ ومیم وسکون را وفتح قاف وسکون نون معرب شمر کند ہی۔ شمر اگلے زمانے کے بادشاہون مین سے

ایک بادشاہ کا نام ہی۔ جسنے اس شہر کو تباہ کیا تھا پھر اُسکو سکندر نے بنایا کذا فی الفوائد البھیۃ۔

امام فضلی

یہ مشہور امام ابو بکر محمد بن فضل بخاری امام فضلی کے نام سے معروف ہین یہ بڑے امام زبردست عالم شیخ جلیل اُستاد کامل تھے۔ روایت و درایت مین ان پر بڑا اعتقاد کیا گیا ہی انھین حضرت کے فتاوی سے کتب فتاوی مشحون ہین یہ حضرت شیخ عبد اللہ سبذمونی کے شاگرد ہین اور سبذمونی ابو حفص صغیر محمد کے اور وہ ابو حفص کبیر احمد کے اور وہ امام محمدؒ کے شاگرد رشید تھے آپ کا انتقال سنہ ۳۸۱ ہجری مین ہوا۔ عالمگیری مین آپکے بہت اقوال امام فضلی کے نام سے لکھے ہین۔ استاد سبذمونی کا انتقال سنہ ۳۴۰ ہجری مین ہوا۔

خیزاخزی

نام انکا ابو محمد عبد اللہ بن فضل ہی۔ سمعانی اور سروجی اور سغناقی اور ملا علی قاری کا اسی پر اتفاق ہی اور مؤرخ کفوی اور ابن شحنہ کے نزدیک انکا نام عبد الرحمن ہی۔ یہ بہت بڑے عالم فقیہ متورع تھے۔ امام ابو بکر محمد بن فضل شاگرد عبد اللہ سبذمونی سے علوم پڑھے۔ خیزاخزی۔ خیزاخز کی طرف نسبت ہی جو قصبات بخارا سے ایک گانون کا نام ہی۔ خَیزاخز بفتح خاے معجمہ وسکون یا و زاے مفتوحہ قبل

[1] سبذمونی نسبت ہی سبذمون کی طرف جو بخارا مین ایک گانون کا نام ہی۔ سبذمون بضم سین مہملہ وفتح آن و فتح باے موحدہ و سکون ذال معجمہ و میم مضموم و سکون وا و معروف ۱۲ منہ

الف وخاے مفتوحہ قبل زاے معجمہ ہی۔

جُرجانی

فقیہ ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مہدی جرجانی اصحاب تخریج سے ہین۔ صاحب ہدایہ[۱]
اور عینی[۲] اور کفوی[۳] نے آپ کو اصحاب تخریج سے شمار کیا ہی۔ یہ فقیہ ابو عبداللہ جرجانی
ابوبکر جصاص رازی کے اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد ہین۔ ابوالحسین احمد
قدوری اور امام احمد بن محمد ناطفی صاحب الفتاوی آپکے شاگردون مین سربرآوردہ
شاگرد تھے۔ اصحاب تخریج مین امام رستغفنی اور زاہد[۴] صفار بھی شمار کیے گئے ہین
فقیہ جرجانی کا انتقال بمرض فالج ۳۹۸ سنہ ہجری مین ہوا۔ اور بغداد مین امام ابوحنیفہ رح
کی قبر کے پاس مدفون ہین۔

قدوری

یہ مشہور امام ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر فقیہ قدوری ہین۔ یہ بزرگ ابو عبداللہ
جرجانی مذکور کے شاگرد ہین۔ حدیث کی روایت مین صدوق و ثقہ مانے گئے ہین

ف۱ صاحب ہدایہ نے باب صفۃ الصلوۃ مین کہا ہی کہ قومہ اور جلسہ صاحبین کے نزدیک سنت ہی اور ایسے ہی طمانینت موافق تخریج جرجانی کے اور موافق تخریج کرخی کے واجب ہی۔ یہان تک کہ اُسکے ترک سے امام اعظم رح کے نزدیک سجدہ سہو کا واجب ہوتا ہی۔ ۱۲ منہ ف۲ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ مین باب صفۃ الصلوۃ مین صاحب ہدایہ کے اُس قول پر (فی تخریج الجرجانی) یہ حاشیہ چڑھایا ہی کہ وہ جرجانی صاحب تخریج ابو عبداللہ تلمیذ ابوبکر رازی کے ہین ۱۲ منہ ف۳ کفوی نے اعلام الاخیار مین آپ کے ترجمے مین اس امر کو تصریح کے ساتھ ظاہر کر دیا ہی کہ صاحب ہدایہ نے ان کو اصحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔ ۱۲ منہ ف۴ اُن کا نام رکن الاسلام ابراہیم بن اسمعیل ہی۔ ان کو صفار بفتح صاد مہملہ و تشدید فا اسلیے کہتے تھے کہ یہ تانبے کے برتنون کی تجارت کیا کرتے تھے۔ بخارا مین ۲۶۔ ماہ ربیع الاول ۵۳۴ سنہ ہجری مین ان کا انتقال ہوا یہی زاہد صفار قاضیخان کے اُستاد ہین۔ ۱۲۔ منہ عفا اللہ تعالے عنہ

خطیب[1] بغدادی وغیرہ محدث اِن کے شاگرد تھے۔ اِن کے تصانیف سے مختصر قدوری متن اور شرح مختصر کرخی اور تجرید خلافیات کے مسائل مین سات جلدون مین ہی۔ جسمین ابوحنیفہ وشافعی کے خلافیات مسائل مع ادلۂ فریقین کے بڑے بسط کے ساتھ لکھے ہین۔ اور کتاب التقریب فی الخلافیات بھی انھین کی تصنیف ہی اسمین فریقین کے اختیارات ومسائل مستنبطہ کا صرف ذکر کیا ہی اور دلائل سے بحث نہین ہی۔ انکو ابوالحسن کرخی کا شاگرد کہنا ہمارے نزدیک صحیح نہین کیونکہ کرخی کا انتقال بماہ شعبان ۳۴۰ھ ہجری مین ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ھ ہجری مین ہوئی اگر یہ سنِ وفات وولادت صحیح مانا جائے تو قدوری کرخی کے انتقال کے بائیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہان بالواسطہ[2] کرخی کے شاگردون مین ہو سکتے ہین فتفکر[3] قدوری کی وفات بماہ رجب ۴۲۸ھ ہجری مین ہوئی۔ قُدوری بضم قاف نسبت ہی قدورہ کی طرف جو بغداد مین ایک گانون کا نام ہی یا بیع قدور کے سبب سے انکی یہ نسبت ہوئی۔ قدور بضم قاف جمع قدر بالکسر بمعنی ھانڈی۔

دبوّسی

یہ قاضی ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسی ابوزید دبوّسی کے نام سے مشہور ہین

[1] نام انکا ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ بغداد مین بماہ ذی الحجہ ۴۶۳ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ ۱۲ منہ

[2] وہ واسطہ ابوعبداللہ جرجانی ہین کہ یہ جصاص رازی کے شاگرد ہین اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد تھے۔ پس قدوری دو واسطے سے کرخی کے شاگرد ہین ایسا ہی فوائد بہیہ مین قدوری کے ذکر مین ہی ۱۲ منہ

[3] فوائد بہیہ اور عمدۃ الرعایہ مین لکھا ہی کہ کرخی کا انتقال ۳۴۰ھ ہجری مین ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ھ ہجری مین ہوئی اور یہ صحیح ہی اور کرخی کے حالات مین لکھا ہی کہ کرخی اور ابوعبداللہ دامغانی اور علی تنوخی وغیرہم کرخی کے شاگرد تھے آہ پس جو شخص کہ بائیسوین سال کرخی کی وفات کے بعد پیدا ہوا وہ کیسے کرخی کا شاگرد ہو سکتا ہی۔ ۱۲ منہ

دبوسی نسبت ہی شہر دبوس (بفتح دال مہملہ) کی طرف جو بخارا اور سمرقند کے درمیان مین ہی۔ فقہاے احناف کے بڑے جلیل القدر مشایخ سے تھے۔ دلائل اور براہین کے استخراج اور مسائل کے استنباط اور نظر دقیق مین اپنے زمانے مین ضرب المثل تھے۔ یہ وہی حضرت ہین جنھون نے سب کے پہلے علم خلافیات مین کتاب تصنیف کی ہی۔ کتاب الاسرار اور تقویم الادلہ انھین کی یادگار ہین۔ شرح وقایہ کے کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الخارج مین اِنکا ذکر ہی۔ اِنکا انتقال ۴۳۰؁ ہجری مین ہوا۔ مزار بخارا مین ہی۔

مُسْتَغْفِرِی

ابوالعباس جعفر بن محمد بن المعتز بن محمد بن مستغفر نسفی بڑے فقیہ فاضل محدث صدوق ماوراءالنہر مین اُنکا مثل تصنیف کرنے اور معانی حدیث کے سمجھنے مین دوسرا نہ تھا۔ انکی ولادت ۳۵۰؁ ہجری مین اور وفات ۴۳۲؁ ہجری مین ہوئی۔ انھون نے قاضی ابو علی حسین نسفی سے انھون نے ابو بکر محمد بن فضل سے انھون نے استاذ سبذمونی سے علم پڑھا۔ یہ مستغفری صاحب تصانیف ہین ان کے بیٹے ابوذر محمد ابن جعفر مستغفری بھی بڑے عالم اور خطیب نسف تھے۔ مستغفری بضم میم وسکون سین مہملہ وغین معجمہ وفتح تا وکسر فا نسبت مستغفر کی طرف ہی جو اِن کے اجداد کے نامون مین سے ایک نام ہی۔

صَیْمَرِی

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی اکابر فقہا سے تھے ابو نصر محمد بن سہل بن ابراہیم سے

انھون نے ابوبکر جصاص رازی سے انھون نے ابوالحسن کرخی سے انھون نے ابوسعید بردعی سے انھون سے موسی بن نصر سے انھون نے امام محمد سے فقہ پڑھی۔ یہ مدائن کے قاضی بڑے دقیق النظر حسن العبارۃ تھے۔ اِن سے اکابر علما نے استفادہ کیا۔

صیمر بروزن حیدر ایک گانون کا نام ہی جو نہر بصرہ کے متصل ہی۔ اسنے قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن علی دامغانی نے تلمذ کیا ہی۔ ولادت انکی ۳۵۱ھ مین اور وفات بماہ شوال ۴۳۶ھ ہجری مین ہوئی۔ صیمر کے میم کو کبھی مضموم بھی پڑھتے ہین۔

ناطفی

ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر (یا عمرو) ناطفی طبری علماے عراقیین مین اکابر فقہا سے ہین۔ آپ ابوعبداللہ جرجانی کے وہ ابوبکر جصاص رازی کے وہ ابوالحسن کرخی کے وہ ابوسعید بردعی کے وہ قاضی ابوخازم کے وہ عیسیٰ ابن ابان کے وہ محمد بن حسن شیبانی کے وہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے آپ کو ناطفی اسواسطے کہتے تھے کہ ناطف حلوے کا کاروبار آپ کیا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف سے واقعات۔ اور نوازل۔ اور اجناس اور فروق۔ اور ہدایہ یادگار ہین۔ آپ نے ابوحفص بن شاہین وغیرہ سے حدیث پڑھی ہی۔ بمقام رے ۴۴۶ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

خمیر الوبری

زین الایمہ محمد بن ابوبکر خوارزمی معروف بہ خمیر الوبری بڑے زبردست عالم مناظر متکلم تھے۔ انکی تصنیف سے کتاب الاضاحی یادگار ہی۔ انھون نے ابوبکر محمد بن علی زرنجری سے انھون نے شمس الایمہ حلوانی سے علم فقہ حاصل کیا۔ وبری بفتح واو وسکون بالنسبت وبر کی طرف ہی۔ آپ صوف اور ریشم سے پوستین بنایا کرتے تھے۔

شمس الایمہ حُلوائی

امام ابومحمد عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الایمہ حلوائی کے نام سے انکی شہرت ہی۔ یہ اپنے زمانے مین رئیس الحنفیہ اور بڑے زبردست فقیہ بہت سے علوم کے عالم ماہر استاد کامل تھے۔ فقہ انھون نے ابوعلی حسین ابن خضر نسفی سے انھون نے امام فضلی سے انھون نے استاد سبذمونی سے انھون نے ابوحفص صغیر سے انھون نے ابوحفص کبیر سے انھون نے امام محمد رح سے پڑھی۔ شمس الایمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور بزدوی کے بھائی صدر الاسلام اور شمس الایمہ زرنجری وغیرہم اکابر علما آپ کی شاگردی کا فخر رکھتے ہین۔ انکی وفات کے سن مین اختلاف ہی۔ ذہبی نے ۴۵۶ھ ہجری اور سمعانی نے ۴۴۸ھ ہجری اور ۴۴۹ھ ہجری بتلایا ہی۔ شہر کش مین بماہ شعبان وفات پائی۔ بخارا کے قبرستان کلاباذ مین دفن ہوئے۔

تحقیق لفظ حلوانی - اس لفظ کی تحقیق مین تین قول بیان کیے جاتے ہین ایک[۱] یہ کہ حلوائی بفتح حاے مہملہ وہمزہ قبل یا ہی ذہبی اور سمعانی کا اسی پر اتفاق ہی-

دوسرے[۲] یہ کہ حلوانی بفتح حاے مہملہ ونون قبل یا ہی- علامہ عبدالقادر قرشی جواہر مضیہ فی طبقات حنفیہ والے اسیکے قائل ہین- انھین کی تبعیت کرکے اخی چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ معروف بہ چلپی مین کہا ہی انہ نسبة الی حلوان اسم بلد بالعراق وان شمس الایمة منسوب الیہا اھ مگر اسکو تعلیقات سنیہ مین غلط بتلایا ہی-

تیسرے[۳] یہ کہ حلوانی بضم حاے مہملہ ونون قبل یا ہی صاحب قاموس کا میلان اسی طرف ہی کہ یہ نسبت بیع حلاوہ کی طرف ہی چنانچہ وہ قاموس مین لکھتے ہین- حلوان بالضم بلد ان وقریتان ونسبة الی الحلاوة شمس الایمة عبدالعزیز بن احمد الحلوانی ویقال بھمزة بدل النون اھ یعنی حلوان بضم حا دو شہر اور دو گانوٗن کے نام ہین اور شمس الایمہ کی نسبت حلوا کی طرف ہی اور بعضون نے بجاے نون ہمزہ سے حلوائی کہا ہی- **حاصل** یہ کہ اگر حلوانی پڑھا جائے تو دو احتمال سے خالی نہین یا وہ نسبت حلوان شہر کی طرف ہوگی اور یہی ظاہر ہی جیسا کہ صاحب جواہر مضیہ اور چلپی کا مختار ہی- یا وہ نسبت حلوان مصدر بمعنی بیع حلوا کی طرف ہو جیسا کہ صاحب قاموس کا مقولہ ہی- اور اگر حلوائی پڑھا جائے تو بیع حلوا کی طرف نسبت ہوگی سمعانی اور ابن ماکولا وغیرہما کا یہی مختار ہی- صاحب ہدایہ کے شاگرد برہان الاسلام زرنوجی نے حلوائی پڑھنے کی

صحت پر یہ نقل پیش کی ہی کہ اِن کے والد احمد بن نصر حلوا بیچا کرتے تھے اور فقہا کو حلوا دیکر اپنے بیٹے کے لیے دعالیا کرتے تھے انھین کی دعا سے شمس الایمہ ہوگئے۔ راقم الحروف بالنون پڑھتا ہی اور مولانا سے یون ہی سنا ہی۔ اِن کے تصانیف سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور ہی۔

بزدوی

فخر الاسلام ابو الحسن علی بن محمد بزدوی یہ کبار مشایخ حنفیہ سے تھے اور اصول و فروع مین مسلّم امام مانے جاتے تھے۔ انکی تصنیف سے ایک کتاب مبسوط نام کی بھی ہی جو گیارہ جلدون مین ہی اور بھی ایک کتاب اصول فقہ مین اصول بزدوی کے نام سے مشہور ہی۔ اور علاوہ اسکے انکے تصانیف بہت ہین۔ از انجملہ شرح جامع صغیر اور شرح جامع کبیر اور تفسیر قرآن اور شرح صحیح بخاری وغیرہ ہین۔ انکا انتقال ۴۸۲ھ ہجری مین ہوا اور سمرقند مین مدفون ہین۔

بَزْدَوِی نسبت ہی بَزْدَہ کی طرف جو ایک قلعہ کا نام ہی۔ یہ قلعہ شہر نسف سے چھ فرسخ کی مسافت پر ہی۔ بَزدہ بفتح با و سکون زاے معجمہ و فتح دال مہملہ۔

سُغدی

امام رکن الاسلام قاضی ابو الحسن علی بن حسین بڑے فقیہ فاضل مناظر تھے بخارا مین مفتی اور قاضی اور مرجع حنفیہ تھے لوگ دور دور سے آپ کے پاس استفتے لایا کرتے تھے۔ شمس الایمہ سرخسی سے فقہ پڑھی اور انھین سے

شرح سیر کبیر کی روایت کی۔ فتاوی قاضیخان اور اکثر مشہور فتاوون مین ان کے بہت اقوال نقل کیے گئے ہین۔ ان کے تصانیف سے النتف فی الفتاوے اور شرح جامع کبیر یادگار ہین۔ بخارا مین ۴۶۱ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ سغد بضم سین مہملہ وسکون غین معجمہ سمرقند کے ایک گانون کا نام ہی۔

مفتی الثقلین

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل نسفی صاحب ہدایہ کے استاد اور صدر الاسلام[1] ابوالیسر بزدوی کے شاگرد اور بڑے زبردست فاضل اصولی محدث مفسر علم فقہ کے مشہور حافظ تھے۔ چارون مذہبون کے مسائل پر عبور تھا فقہ اور حدیث مین انکے تصانیف ہین اور جامع صغیر کو نظم بھی کیا ہی۔ علم فقہ اپنے والد محمد بن احمد سے انھون نے ابوالعباس جعفر مستغفری سے انھون نے ابوعلی نسفی سے انھون نے امام فضلی سے انھون نے سبذمونی سے حاصل کیا۔ انکے تصانیف سے التیسیر فی التفسیر راقم الحروف کے پاس موجود ہی سمرقند مین ۵۳۷ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ نسفی نسبت نسف کی ہی جو بلاد ماوراء النہر مین ایک شہر ہی۔ شہر نسف مین ۴۶۲ھ ہجری مین آپ پیدا ہوئے۔

شمس الائمہ سرخسی

[1] صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی فخر الاسلام ابوالحسن بزدوی کے بھائی تھے بعضون نے فخر الاسلام بزدوی کی کنیت ابوالعسر بھی لکھی ہی اغلب کہ یہ تصحیف خطی ہو۔ یہ صدر الاسلام ابومنصور ماتریدی کے شاگرد کے شاگرد تھے۔ یہ حنفیہ کے امام ماوراء النہر مین مانے گئے ہین ان کا انتقال بخارا مین ۴۹۳ھ ہجری مین ہوا۔ ۱۲ منہ

امام علامہ فہامہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی امام شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد اور برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بیکندی کے اُستاد اور بڑے مستند زبردست عالم تھے یہ سنہ ۴۸۳ ہجری مین پیدا ہوئے - اِن کے تصانیف سے شرح سیر کبیر - شرح کتاب العبادات اور شرح کتاب الاقرار اور شرح مبسوط وغیرہا ہین سنہ ۴۹۰ ہجری مین انکا انتقال ہوا - ابن کمال باشانی ان کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی - سرخسی نسبت سرخس کیطرف ہی جو ملک خراسان مین ایک پُرانے شہر کا نام ہی - سرخس نام اس شہر کا اس لیے مشہور ہوا کہ جس نے اس شہر کو آباد کیا تھا اس کا نام سرخس تھا اور یہ شخص اسی شہر کی درستی اور استحکام بناے تعمیرات مین مصروف اور وہین سکونت پذیر تھا کہ شکار پنجۂ اجل ہوا اور شہر اُسکی تمنا کے موافق مکمل نہوا آخر کو ذو القرنین نے اسکی تکمیل کر دی اور یہ شہر اُسی کے نام سے مشہور رہ گیا - سرخس بفتح سین و راء و سکون خاے معجمہ - آپ نے قید خانہ مین ایک کتاب اصول فقہ مین اور سیر کبیر کی شرح لکھی -

فائدہ شمس الایمہ کئی فقہا کے لقب تھے - از انجملہ ایک شمس الایمہ عبد العزیز حلوانی دوسرے شمس الایمہ ابو بکر محمد سرخسی تیسرے شمس الایمہ محمد بن عبد الستار کردری[۱] چوتھے شمس الایمہ محمود اوزجندی پانچوین شمس الایمہ بکر بن محمد زرنجری وغیرہم ہین اور یہ لقب سب کے پہلے حلوانی کو ملا - شمس الایمہ کردری صاحب ہدایہ کے

[۱] انکو محمود بن عبد الستار بھی کہتے تھے انکا انتقال سنہ ۶۴۲ ہجری مین ہوا کردری کردر کیطرف نسبت ہی کردر برو زن جعفر ایک گانون کا نام ہی ۱۲

اور شمس الایمہ زرنجری[1] شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد رشید تھے۔

صدر شہید

ابو محمد حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ فروع و اصول مین امام معقول و منقول مین فرد کامل مانے گئے اور بڑے اکابر ایمہ حنفیہ اور اعیان فقہا سے شمار کیے گئے ہین انھون نے فقہ اپنے والد بزرگوار برہان الدین کبیر عبد العزیز سے انھون نے شمس الایمہ سرخسی سے پڑھی ہے۔ خراسان کے بڑے بڑے فقہا اور علما اور فضلا سے مباحثہ اور مناظرہ مین غالب رہے ہے صاحب ہدایہ کے استادون[2] مین انکا شمار کیا جاتا ہے۔ ماوراء النہر مین انکی ایسی تعظیم و توقیر کیسیکی نہ تھی بادشاہ وقت اور وزرا اور ارکین سلطنت انکی بہت بڑی عزت کرتے تھے ا انکی تصانیف سے فتاوے صغریٰ اور فتاوے کبریٰ اور شرح ادب القضا مؤلفہ خصاف اور کتاب الواقعات اور شرح جامع صغیر وغیرہا ہین شہادت انکی ۵۳۶ھ ہجری مین بماہ صفر سمرقند مین بڑی دردناک حالت مین ہوئی۔

ظہیر بلخی

امام ابو بکر احمد بن علی بن عبد العزیز بلخی فروع و اصول مین استاد کامل معقول و منقول مین بڑے زبردست فاضل مشہور ہین۔ انھون نے امام نجم الدین ابو حفص عمر

---

[1] زرنجر بفتح زاے معجمہ و راے مہملہ و سکون نون و فتح جیم و در آخر راے مہملہ معرب زرنگر بخارا مین ایک گانون کا نام ہے انکا انتقال ۵۱۲ھ ہجری مین ہوا ۱۲ منہ [2] صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر مرغینانی نے اپنی معجم شیوخ مین انکو بھی اپنے استادون مین گنایا ہے ۱۲ منہ

نسفی سے انھون نے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بزدوی سے انھون نے ابو یعقوب سیاری سے انھون نے ابو اسحاق نوقدی سے انھون نے ابو جعفر ہندوانی سے انھون نے ابو بکر اعمش سے انھون نے ابو بکر اسکاف سے انھون نے محمد بن سلمہ سے انھون نے ابو سلیمان جوزجانی سے انھون نے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے علوم حاصل کیے ظہیر بلخی شہر مراغہ مین درس دیا کرتے تھے پھر حلب کے بعد دمشق مین درس دیا کیے۔ شرح جامع صغیر آپ کی یادگار ہے اور دمشق مین ۵۵۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ بلخی نسبت ہے بلخ شہر کی طرف۔

ولوالجی

ظہیر الدین ابو الفتح عبد الرشید ۴۶۷ھ ہجری مین شہر ولوالج مین پیدا ہوئے۔ ولوالج علاقۂ بدخشان مین ایک شہر کا نام ہے۔ بلخ مین جا کر فقہ ابو بکر قزار محمد بن علی اور علی بن حسن برہان بلخی سے پڑھی بعد ۵۴۰ھ ہجری کے ولوالج مین فوت ہوئے فتاوے ولوالجیہ آپ کی یادگار ہے۔

عتّابی

آپ کا نام نامی و اسم گرامی امام احمد بن محمد بن عمر ابو نصر عتابی ہے آپ بڑے زبردست عالم اور عارف زاہد متورع علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ آپ صاحب ہدایہ کے شاگرد شمس الائمہ کردری کے شاگرد رشید تھے دور دور سے طلبہ آپ کے حلقۂ درس مین استفادہ کے لیے آیا کرتے تھے آپ کے تصانیف سے شرح زیادات

اور شرح جامعین اور جوامع الفقہ جسکو فتاوےٰ عتابیہ کہتے ہین اور تفسیر قرآن وغیرہ ہین عتابی بفتح عین مہملہ وتشدید تاے مثناۃ فوقانیہ نسبت عتابیہ محلہ کی طرف ہی جو بخارا کے ایک محلہ کا نام ہی۔ فتاوےٰ عتابیہ جہان کہین فقہ کی کتابون مین مذکور ہو وہان آپ ہی کا فتاوےٰ مراد ہی بخارا[۱] مین آپ کا انتقال ۵۸۶ھ ہجری مین ہوا۔

قاضی خان

امام کبیر علامۂ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی ہین اور رکن الاسلام زاہد صفار سے بھی استفادہ کیا ہی فتاوےٰ قاضیخان آپ کی یادگار سے ہی جامع صغیر اور زیادات کی شرحین بھی آپنے لکھی ہین۔ اوزجندی نسبت ہی اوزجند کی طرف جو بلاد فرغانہ[۲] مین ایک گانون کا نام ہی۔ لفظ اوزجند بفتح ہمزہ وسکون واو وفتح زاے معجمہ وفتح جیم وسکون نون و دال مہملہ ہی آپ کا انتقال ۱۵۔ رمضان شب دوشنبہ کو ۵۹۲ھ ہجری مین ہوا آپ کی تصنیفات سے علاوہ فتاوےٰ قاضیخان کے واقعات اور امالی اور کتاب المحاضر اور شرح زیادات اور شرح جامع صغیر ہین اور شرح ادب القضاء جو خصاف کی تصنیف ہی اسکی بھی شرح آپ نے لکھی ہی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابین ہین۔ شمس الایمہ سرخسی سے آپ کا سلسلۂ تلمذ ملا ہی کہ ظہیر الدین حسن نے برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور محمد بن عبد العزیز سے اور اُن دونون نے شمس الایمہ سرخسی سے

---

[۱] بخارا بالضم باے موحدہ ایک مشہور شہر کا نام ہی جو ماوراء النہر کے ماتحت قدیم شہر ہی علم وفضل اور زہد وتقوی کے لحاظ سے اسکی عام شہرت ہی اس مبارک خطہ سے بڑے بڑے علما وفضلاء عالم خلق مین ظاہر ہوے ۱۲ [۲] عینی نے کہا ہی کہ فرغانہ اقلیم ماوراء النہر کا نام ہی اور اسمین بہت سے شہر ہین از انجملہ اوزجند ہی اور حدائق الحنفیہ مین لکھا ہی کہ اوزجند نواح اصفہان مین فرغانہ کے پاس واقع ہی ۱۲ منہ

انھون نے شمس الایمہ حلوانی سے انھون نے ابوعلی نسفی سے انھون نے امام فضلی سے انھون نے سبذ مونی سے انھون نے ابو عبداللہ بن ابوحفص سے انھون نے ابوحفص کبیر سے انھون نے حضرت امام محمدؒ سے فقہ پڑھی - ابن کمال باشانے آپکو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی - قاسم بن قطلوبغانے تصحیح القدوری مین لکھا ہی کہ قاضیخان کی تصحیح غیر کی تصحیح پر مقدم ہی -

صاحب ہدایہ

امام علامہ فہامہ فقیہ محدث مفسر محقق مدقق زاہد عابد اصولی ادیب شاعر ذہین وفطین ابوالحسن برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل فرغانی مرغینانی حنفیون کے پیشوا مذہب حنفی کے حامی تھے بروز دوشنبہ بوقت عصر ۸ - ماہ رجب ۵۱۱ھ ہجری مین آپ کی ولادت ہوئی - انھون نے مفتی الثقلین عمر نسفی اور صدر شہید اور ابو عمرو عثمان بیکندی تلمیذ شمس الائمہ سرخسی اور قوام الدین احمد بخاری وغیرہم سے فقہ حاصل کی - ابن کمال باشانے آپ کو طبقۂ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہی اسپر اعتراض کیا گیا ہی کہ آپ کی شان قاضیخان سے کچھ کم نہ تھی بلکہ آپ اس لائق ہین کہ آپ کو مجتہد فی المذہب کہین کذا فی حدائق الحنفیہ ان کے معاصرینؔ ان کے فضل وکمال کے مقر اور انکا لوہا مانے ہوئے تھے - ان سے بہت اکابر علمانے فقہ پڑھی ہی از انجملہ ان کے دونون صاحب زادے مولانا جلال الدین محمد اور مولانا نظام الدین عمر اور

لہ مثل امام فخر الدین قاضیخان اور محمد بن احمد مولف محیط اور شیخ زین الدین ابونصر عتابی اور ظہیر الدین محمد بخاری مولف فتاوی ظہیریہ وغیرہم ہین ۱۲ منہ

شیخ الاسلام عماد الدین ان کے پوتے اور شمس الایمہ کردری اور جلال الدین استروشی
صاحب فصول استروشی کے والد وغیرھم ہین انکی تصانیف بکثرت ہین ازانجملہ کتاب المنتقی اور
نشر المذہب اور التجنیس اور المزید اور مختارات النوازل اور کتاب الفرائض اور ہدایہ اور
مناسک الحج اور بدایہ اور کفایۃ المنتہی وغیرہا ہین۔ سمرقند مین انکا انتقال ۵۹۳ھ ہجری
مین ہوا مرغینانی نسبت ہی مرغینان کی طرف جو بلاد فرغانہ مین سے ایک شہر ولایت
ماوراءالنہر مین واقع ہی جسکے شرق مین کاشغر اور غرب مین سمرقند ہی۔

ابو حنیفۂ ثانی

ابو المکارم جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمیر
ابن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محمد بن محبوب بن
ولید بن عبادہ بن صامت انصاری محبوبی عبادی بخاری صدر الشریعہ اکبر کے
والد اور تاج الشریعہ کے دادا ہین عبادی ان کو اس لیے کہتے ہین کہ نسب انکا
عبادہ بن صامت انصاری تک پہونچتا ہی اور محبوبی محبوب بن ولید کی طرف
نسبت ہی فقہ مین ان کو ایسی دستگاہ حاصل تھی کہ ابو حنیفۂ ثانی کے لقب سے مشہور
ہوگئے بلاد ماوراءالنہر مین شیخ حنفیہ سمجھے جاتے تھے انھون نے علم ابو العلاء عمر
ابن بکر بن محمد زرنجری سے انھون نے شمس الایمہ سرخسی سے پڑھا اور فقہ
قاضیخان اور زرنجری سے حاصل کی بخارا مین چوراسی سال کی عمر مین ۶۳۰ھ
ہجری مین ان کا انتقال ہوا۔ آپ کے مصنفات سے شرح جامع صغیر اور
کتاب الفروق ہی آپ کے تلامذہ بکثرت تھے ازانجملہ آپ کے صاحبزادہ

صدر الشریعہ اول شمس الدین احمد اور ظہیر بلخی اور حافظ الدین بخاری وغیرہم ہین مزار اِن کا اور اِن کے اجداد اور اولاد کا مقبرۂ شرع آباد مین ہی۔

صدر الشریعہ اول

امام صدر الشریعہ شمس الدین احمد بن جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری تاج الشریعہ محمود کے والد ہین علم و فضل مین اپنے وقت کے امام محمد ثانی تھے انھون نے اپنے والد جمال الدین سے علم سیکھا انھون نے امام زادہ[1] چوغی رکن الاسلام محمد بن ابو بکر واعظ صاحب شرعۃ الاسلام سے پڑھا۔ یہ بڑے اصولی اور فقہ مین استاد کامل تھے۔ تاج الشریعہ اِن کے بیٹے نے فقہ انھین سے پڑھی۔ اِنکی تصنیف سے کتاب تلقیح العقول فی الفروق یادگار ہی۔

تاج الشریعہ

امام محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری مؤلف وقایہ اپنے والد صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ سے علم فقہ حاصل کیا ہی وقایہ کو ہدایہ سے منتخب کر کے اپنے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کے حفظ کرنے کی غرض سے تصنیف فرمایا انھین حضرت نے ہدایہ کی شرح نہایۃ الکفایہ نامی لکھی بعضون نے تاج الشریعہ کا نام عمر بتلایا ہی جیسا کہ قہستانی نے جامع الرموز مین کہا ہی کہ وقایہ کے

---

[1] یہ رکن الاسلام مفتی محمد بن ابو بکر واعظ معروف با امام زادہ چوغی متوفی ۵۷۳ھ ہجری علامہ عماد الدین بن شمس الائمہ زرنجری متوفی ۵۸۴ھ ہجری کے شاگرد رشید تھے۔ چوغی نسبت ہی چوغ گانوٗن کی طرف جو سمرقند مین ہی ۱۲ منہ

مصنف برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ تاج الشریعہ کے بھائی ہین اور تاج الشریعہ کا نام عمر ہے۔ صاحب کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ وقایہ امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ کی تصنیف سے ہے اور وقایہ اپنے ناتی کے لیے لکھی تھی آہ۔ صحیح یہ ہے کہ مصنف وقایہ تاج الشریعہ محمود ہین اور صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود اُن کے پوتے ہین ناتی نہین تحقیق کرنے سے یہی ظاہر ہوا ولیکن صدر الشریعہ ناتی ہی مشہور ہین تاج الشریعہ کا انتقال ۶۷۳ھ ہجری مین بخارا مین ہوا۔

صدر الشریعہ ثانی

امام علامہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری صاحب شرح وقایہ ہین یہ بڑے زبردست عالم کامل فاضل حافظ قوانین شریعت حلّال مشکلاتِ فروع و اصول واقف رموز معقول و منقول فقیہ اصولی محدث مفسر نحوی لغوی ادیب متکلم منطقی اپنے زمانہ مین علوم رسمیہ متعارفہ مین ضرب المثل تھے۔ اِن کے دادا تاج الشریعہ نے کما حقہ انکی پرورش اپنے سایۂ عاطفت مین کی اور تمام علوم و فنون بھی بکمال شفقت و فور الفت ان کو پڑھائے۔ اپنے دادا تاج الشریعہ کی وقایہ کی ایسی عمدہ مختصر بکار آمد شرح لکھی جو مقبول خلائق ہوگئی اور تمام دنیا مین جہان اسلام نے اپنا چمکتا ہوا نورانی چہرہ دکھلایا خدمت گزاری کو یہ شرح وقایہ بھی وہان حاضر و موجود سیکڑون بلکہ ہزارون علمانے اس سے فیض پایا صدر الشریعہ ثانی نے وقایہ کا مختصر بھی

بنام نقایہ تصنیف فرمایا مگر خداداد شہرت اور مقبولیت اُسکی ایسی نہوئی حالانکہ اِس شرح اور اس مختصر کے ایک ہی مصنف ہین۔

صدر الشریعۂ ثانی نے اصول فقہ مین ایک متن متین بنام تنقیح لکھا اور اسکی شرح بھی بنام توضیح ایسی عمدہ لکھی جو ہمیشہ سے علما کے درس و تدریس مین داخل ہی جسپر اکابر علما نے طبع آزمائیان کی ہین۔ اسکی شرح تلویح تفتازانی کی تصنیفات سے ہی جسپر اکابر اصولیون کے بہت سے حاشیے ہین۔ انکے تصنیفات سے مقدمات اربعہ اور تعدیل العلوم اور کتاب الشروط والمحاضر یادگار ہین شیخ ابوطاہر[۱] اور خواجہ پارسا[۲] نے آپ سے فقہ کو حاصل کیا ہی انتقال اِن کا ۷۴۷ھ ہجری مین ہوا۔

زَیلَعِی

علامہ فقیہ نحوی فرضی ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی بن محجن زیلعی قاہرہ مین ۷۰۵ھ ہجری مین تشریف فرما ہوکر تدریس و افتا مین مشغول رہے اور علم فقہ کی خوب اشاعت کی اور خلق اللہ کو آپ کی ذات سے بہت نفع پونہچا آپ نے جامع کبیر کی ایک شرح بھی لکھی ہی اور کنز الدقائق کی ایک شرح نہایت عمدہ مسمی بہ تبیین الحقائق تصنیف فرمائی جو حال مین چھپکر شائع ہوئی اور راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہی۔ اسکی نسبت فوائد بہیہ مین لکھا ہی کہ یہ شرح معتبر اور مقبول ہی اور بحر رائق مین شارح سے یہی زیلعی مراد ہین۔ زیلعی فقیہ کا انتقال ۷۴۳ھ ہجری مین ہوا۔

---

[۱] نام ابوطاہر کا محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری ہی انھون نے صدر الشریعۂ ثانی سے بخارا مین علم فقہ کی تکمیل کرکے ۷۲۵ھ ہجری مین سند فراغ حاصل کی ہی۔ ۱۲ [۲] صاحب فصل الخطاب علامہ محمد بن محمد بخاری معروف بخواجہ پارسا بخارا مین صدر الشریعہ سے ۷۴۰ھ ہجری مین فقہ پڑھکر اجازہ حاصل کیا۔ ۱۲ منہ

فائدہ جمال الدین زیلعی محدث صاحب تخریج احادیث ہدایہ کے نام مین اختلاف ہی یا یوسف بن عبداللہ ہی یا عبداللہ بن یوسف ہی۔ بہرحال زیلعی محدث فخرالدین زیلعی مذکور کے شاگرد اور حافظ زین الدین عراقی کے معاصر ورفیق تھے اور تخریج احادیث مین ایک دوسرے کی مدد کرتا تھا۔ نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ انھین کی تصنیف ہی احمد بن حجر عسقلانی نے نصب الرایہ کی تلخیص کر کے الدرایہ فی احادیث الھدایہ نام رکھا۔ زیلعی محدث صاحب تخریج کا انتقال ۷۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

اسبیجابی

شیخ الاسلام علی بن محمد بن اسمعیل بن علی بن احمد جو شیخ الاسلام اسبیجابی[1] کے نام سے مشہور ہین دوشنبے کے روز ۶۔ ماہ جمادی الاولی ۴۵۴ھ ہجری مین انکی ولادت ہوئی۔ ان کے زمانے مین مذہب حنفی کا حافظ و ماہر انکے سوا دوسرا ان کے مرتبے کا نہ تھا۔ اور یہ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے۔ انکے تصنیفات سے شرح مختصر طحاوی و مبسوط ہی۔ انکے شاگردون مین سے شاگرد رشید صاحب ہدایہ ہین۔ انکا انتقال سمرقند مین ۵۳۵ھ ہجری مین ہوا۔ ایک اسبیجابی اور گذرے ہین جنکا نام قاضی ابو نصر احمد بن منصور ہی اور شارح جامع صغیر بھی وہی ہین۔ صاحب کشف الظنون نے وفات اسبیجابی ثانی کی ۴۸۰ھ ہجری مین بتلائی ہی صاحب حدائق الحنفیہ نے قاضی ابو نصر احمد اسبیجابی کو شارح مختصر طحاوی

[1] اسبیجابی نسبت ہی شہر اسبیجاب کی طرف جو سرحدات ترک سے ہی کذا فی الحدائق دور صفحہ ۲۱۶، ۱۲ اسبیجابی منسوب طرف شہر اسبیجاب کے جو درمیان تاشکند اور سیرام کے واقع ہی۔ ۱۲ منہ

بتلایا ہی اور ایسا ہی فوائد بہیہ مین بھی ہی - اور محمد بن احمد بن یوسف مرغینانی (جو جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری کے اُستاد تھے) کی شہرت بھی اسبیجانی کے ساتھ ہی - فاحفظہ

بابرتی

امام محقق شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بن احمد بابرتی تقریباً ۷۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے - بابرتی نسبت ہی بابرتا کی طرف جو بغداد کے اطراف مین ایک گاؤن کا نام ہی - انھون نے ابو حیّان سے علم حاصل کیا اور ولاصی اور ابن عبد الہادی سے حدیث پڑھی - جامع الفنون اور بڑے عاقل فاضل قوی النفس عظیم الہیبت تھے - میر سید شریف نے ان سے بھی علم پڑھا ہی ان کے تصانیف سے تفسیر قرآن اور شرح مشارق الانوار اور شرح مختصر ابن حاجب اور شرح عقیدہ طوسی اور عنایہ شرح ہدایہ اور شرح سراجیہ اور شرح الفیہ اور شرح منار اور شرح تلخیص المعانی اور تقریر شرح تحریر اصول بزدوی وغیرہ ہین انکا انتقال ۷۸۹ھ ہجری مین ہوا اور مصر مین مدفون ہین -

تمرتاشی

شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب ابن خلیل تمرتاشی مصنف تنویر الابصار ہین - انکے تصانیف سے معین المفتی اور تحفۃ الاقران اور اسکی شرح مواہب الرحمن اور شرح زاد الفقیر مؤلفۂ ابن الہمام اور شرح وقایہ

اور شرح وہبانیہ اور شرح منار اور شرح مختصر منار اور شرح کنز اور شرح قطر الندی وغیرہ ہین۔ تمرتاشی نسبت ہی تمرتاش کی طرف جو خوارزم مین ایک گانون کا نام ہی۔ تمرتاش بضمتین وسکون را ے مہملہ وتا والف وشین معجمہ ہی یہ مصنف ابن نجیم مصری کے شاگرد تھے۔ ۶۵۔ سال کی عمر مین سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین انتقال فرمایا۔ تصانیف اِنکے تیس ۳۰ سے زیادہ ہین۔

ابن الہمام

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سیواسی کمال الدین ابن ہمام کے نام سے مشہور ہین۔ بقول سیوطی سنہ ۷۹۰ ہجری مین آپ پیدا[1] ہوئے انھون نے سراج الدین[2] قاری ہدایہ اور قاضی محب الدین بن شحنہ سے فقہ پڑھی اور حدیث ابو زرعۂ عراقی سے۔ اور ابن الہمام کہتے تھے کہ مین معقولات مین کسیکی تقلید نہین کرتا۔ کشف وکرامات مین یکتاے روزگار تھے۔ آپنے تجرد اختیار کیا تھا شب و روز عبادات خدا مین مصروف رہا کرتے تھے۔ اُس زمانے کے صوفیۂ کرام نے آپ کو بہت سمجھایا کہ آپ عزلت نشینی ترک کیجیے کہ آپکے علم کی لوگون کو بڑی حاجت ہی اور اس گوشہ نشینی کی عبادت سے زیادہ نفع خلق اللہ کی تعلیم وہدایت مین متصور ہی۔ اکثر آپ پر حالت اور کیفیت طاری ہوجایا کرتی تھی جیسا کہ باکمال سچے صوفیون پر کیفیت وحالت طاری ہوتی ہی مگر آپ فی الفور سنبھل جایا کرتے تھے اور لوگون کے ساتھ درس وتدریس کے شغل مین

[1] حدائق الحنفیہ مین پیدائش آپ کی ۷۸۸ ہجری کی بتلائی ہی۔ اور ایسا ہی فوائد بہیہ مین بھی ہی۔ ۱۲ منہ [2] نام اُنکا عمر بن علی تھا بماہ ربیع الآخر سنہ ۸۲۹ ہجری مین اِن کا انتقال ہوا کذا فی التعلیقات السنیۃ ۱۲ منہ عفی عنہ

مصروف ہوجایا کرتے تھے۔ اسیوجہ سے اسکا پتا بھی لوگون کو نہ لگتا تھا
آپ جامع شریعت وطریقت تھے علم اسرار اور علم احکام دونون علمون مین کامل
مکمل شیخ تھے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ کی کتاب الوکالۃ تک آپ ہی کے تصنیفات سے
ہے یہ فتح القدیر بے نظیر ہے اور کتاب التحریر اصول مین بھی ایک کتاب عدیم المثیل
تالیف کی ہے جسکی شرح ابن الہمام[1] کے شاگرد ابن امیر حاج[2] نے لکھی ہے۔ زاد الفقیر
بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ قاہرہ مین ۸۶۱ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔
سیواسی نسبت ہے شہر سیواس کی طرف جو ملک روم مین واقع ہے۔

عینی حنفی

علامہ محقق فہامہ مدقق قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد بن موسی بن
احمد حنفی مصر مین قاضی تھے۔ پیدایش انکی بماہ رمضان ۷۶۲ھ ہجری مین عینتا
مین ہوئی اور وہین نشوونما پائی۔ جبرئیل بن صالح بغدادی سے نحو اصول معانی
وغیرہ علوم پڑھے۔ اور جمال الدین یوسف ملطی اور علاء سیرامی اور زین الدین
عراقی وغیرہم سے علوم شرعیہ حاصل کیے ہر فن مین مہارت تامہ اور بڑا دخل
رکھتے تھے علوم عربیہ اور صرف اور معانی اور بیان مین استاد کامل مانے گئے ہین

[1] مورخ کفوی رومی نے امام ابوبکر احمد بن علی رازی تلمیذ حسن بن زیاد لولوئی اور ابن کمال باشا رومی اور مفتی ابو السعود عمادی مفسر رومی کو اور ابن نجیم مصری صاحب بحر رائق نے ابن الہمام کو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور ابن الہمام کے حق مین صاحب بحر نے کہا ہے کہ وہ رتبۂ اجتہاد کو پہونچے ہوئے تھے اسی طرح سے اصحاب ترجیح سے قدوری اور صاحب ہدایہ اور بزدوی اور قاضیخان بھی ہین اگرچہ طبقات کے شمار مین تقدیم و تاخیر ہوئی ہے لیکن ان لوگون کو ایک ہی طبقے مین شمار کرنا چاہیے کہ انکی قوت راسخہ کم و بیش ایک ہی قسم کی تھی اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین زیادہ ممتاز قاضیخان اور ابن الہمام تھے ۱۲ [2] انکا نام شمس الدین محمد بن محمد متوفی ۸۷۹ھ ہجری ابن الہمام کے شاگرد رشید تھے ۱۲ منہ

انکی حدیث دانی کی کیفیت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی۔ ذہانت کا اندازہ بنایہ شرح ہدایہ کے ملاحظہ سے دریافت کیا جاسکتا ہی۔ فقاہت کا حال شرح معانی الآثار کی شرح دیکھنے سے سمجھہ مین آسکتا ہی۔ تاریخی واقعات کے حالات مین انکے طبقات طبقات الشعرا کا دیکھنا کافی ہی۔ شرح المجمع اور شرح درر البحار انکی تصنیف سے ہی۔ عینی نسبت ہی عینتاب کی طرف انھون نے ۸۵۵ھ ہجری مین انتقال فرمایا یہ نسبت خلاف قیاس ہی۔

حصیری

جمال الدین ابو المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بن عثمان بخاری حصیری حسن بن منصور قاضیخان کے شاگرد تھے اور انکے باپ تاجر تھے۔ یہ شام مین درس دیا کرتے اور وہین کے مفتی بھی تھے۔ انکے تصانیف سے شرح سیر کبیر اور شرح جامع کبیر مختصر اور شرح جامع کبیر مطول اور بقول ملا کاتب چلپی شرح جامع صغیر بھی ان کی تصانیف سے ہی۔

حصیری بالفتح نسبت ہی بخارا کے ایک محلے کی طرف جہان حصیر کا کاروبار ہوتا تھا یعنے وہان چٹائی تیار ہوتی تھی انھون نے ۶۳۶ھ ہجری مین انتقال کیا

ابو حنیفہ اتقانی

امیر کاتب بن امیر عمر غازی قوام الدین فقہ لغت عربیت مین استاد کامل تھے بغداد اور دمشق اور مصر مین درس دیا ہی آپکے تصانیف سے غایۃ البیان۔ شرح ہدایہ

اور شرح منتخب حسامی وغیرہ ہین ۷۵۸ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ اتقانی نسبت ہی اتقان شہر کی طرف جو بلاد فاراب کے متعلقات سے ہے۔

قاسم بن قطلوبغا

ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی اپنے وقت کے امام فقیہ محدث علامہ جامع علوم و فنون تھے قاہرہ مین ۸۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ بعد قرآن شریف اور چند کتابون کے حفظ کرنے کے آپ خیاطت کا پیشہ کرتے تھے پھر تحصیل علوم مین مشغول ہوئے۔

علم حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم و فنون تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبد السلام بغدادی اور عبد اللطیف کرمانی سے حاصل کیے۔ ابن الہمام سے زیادہ فیض پایا۔ سخاوی شافعی نے قاسم کی تلمذی کی ہے۔ تصانیف آپ کے فقہ و حدیث مین ستر سے زیادہ شمار کیے گئے ہین از انجملہ شرح مصابیح السنۃ اور حاشیۂ فتح المغیث۔ اور حاشیۂ مشارق الانوار۔ منیۃ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی۔ تعلیقات نخبۃ الفکر۔ تخریج احادیث۔ تفسیر ابی اللیث۔ ترجیح الجوہر النقی۔ شرح مجمع البحرین۔ شرح مختصر المنار شرح درر البحار۔ معجم۔ حاشیۂ تفسیر بیضاوی وغیرہ ہین۔ مناظرہ اور اسکات خصم مین آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ وفات آپ کی بتاریخ چار ربیع الآخر ۸۷۹ھ ہجری مین ہوئی۔

ابن کمال باشا

امام عالم علامہ فہامہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا رومی۔ تمام علوم مین پوری دستگاہ رکھتے تھے کوئی فن ایسا نہین ہی جسمین انکی تصنیف نہو۔ شہر قاہرہ مین جب سلطان سلیم خان کے ہمراہ تشریف لائے تھے تو وہان کے اکابر علمانے آپکے فضل وکمال کا اعتراف کیا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ تینون زبان مین یکسان مہارت رکھتے تھے۔ اور تینون زبان مین آپکے تصنیفات ہین۔

ممالک روم مین کثرت تصانیف اور وسعت اطلاع اور جلد تصنیف کرنے مین آپ امام جلال الدین سیوطی کی طرح مانے جاتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی بھی ان اوصاف کے ساتھ دیار مصریہ مین متصف اور مشہور تھے۔

ابن کمال باشا کو مؤرخ کفوی نے اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہی اسکے متعلق عینی کے ترجمے کے حاشیے مین تصریح دیکھو۔

طبقات تمیمی مین ہی کہ میری رائے مین جلال الدین سیوطی سے زیادہ حسن فہمی اور دقیق النظری مین ابن کمال باشا تھے آہ۔ الغرض یہ دونون آفتاب ومہتاب بجائے خود آفتاب اسلام تھے۔ ابن کمال باشا ہمیشہ دار السلطنت روم مین مفتی رہے۔ انکے تصانیف تین سو سے زیادہ شمار کیے جاتے ہین۔ از انجملہ تفسیر قرآن۔ حاشیۂ کشاف۔ حاشیۂ اوائل بیضاوی۔ شرح ہدایہ۔ اصلاح ایضاح فقہ مین۔ تغییر التنقیح اصول مین۔ شرح تغییر التنقیح۔ تغییر السراجیہ۔ شرح تغییر السراجیہ۔ تغییر المفتاح

شرح تغییر المفتاح۔ حاشیۂ تلویح۔ شرح مفتاح۔ تاریخ آل عثمان ترکی وغیرہ ہین یہان ان کے تفصیلی حالات وتراجم لکھنے کی گنجایش نہین ہی سنہ ۹۴۰ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

ابن نجیم مصری

علامہ محقق فہامہ مدقق شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم فقیہ حنفی بڑے دقیق النظر محقق یکتاے روزگار تھے یہ حضرت صاحب تنویر الابصار کے اُستاد تھے اور صاحب درمختار کا سلسلۂ تلمذ بواسطۂ شیخ عبد النبی خلیلی ان تک پہونچتا ہی انھون نے بہت سے شیوخ علما سے علوم پڑھے۔ ازانجملہ شرف الدین بلقینی اور شہاب الدین شلبی اور امین الدین بن عبد العال اور ابو الفیض سلمی وغیرہم ہین اور اپنے استادون کے حیات ہی مین افتا اور تدریس مین شہرت تامہ پیدا کرلی تھی مرجع خلائق ومنبع حقائق سمجھے جاتے تھے طریقت مین بیعت انکو حضرت عارف بالله شیخ سلیمان خضیری سے تھی امام شعرانی فرماتے ہین کہ مین دس برس انکی صحبت مین تھا کوئی بات بُری اِن سے صادر نہوئی اور مین سنہ ۹۵۳ ہجری مین ان کے ہمراہ حج کے سفر مین تھا اُن کے خلق عظیم کو دجو اپنے ہمراہیون اور خادمون کے ساتھ کرتے تھے) دیکھکر مین متعجب ہوتا تھا باوجود اس کے کہ سفر مین لوگون کے اطوار وعادات کھل جایا کرتے ہین لان السفر یسفر عن اخلاق الرجال اھ بڑے بڑے علما ان کے شاگرد تھے ازانجملہ صاحب نہر فائق عمر بن نجیم فقیہ کہ ان کے بھائی ہین اِن کے تصانیف سے بحر رائق شرح کنز اور

اشباہ ونظائر اور شرح منار اور مختصر تحریر ابن الہمام اور حاشیۂ ہدایۂ اخیرین اور حاشیۂ جامع الفصولین اور الفوائد اور فتاوےٰ زینیہ وغیرہا ہین اِن کا انتقال سنہ ۹۶۹ ہجری مین ہوا ـ

خیرالدین رملی

شیخ الحنفیہ خیرالدین بن احمد بن نورالدین علی بن زین الدین بن عبدالوہاب فاروقی رملی ـ سراج الدین خانوتی اور احمد بن محمد امین الدین عبدالعال کے شاگرد رشید اور صاحب دُرمختار کے استاد ہین ـ آپ مفسر محدث فقیہ لغوی صوفی نحوی بیانی عروضی منطقی صاحب فتاوی مشہورہ ہین ـ آپکے تصانیف سے فتاوی خیریہ اور حاشیۂ منح الغفار اور حاشیۂ شرح کنز عینی اور حاشیۂ اشباہ اور حاشیۂ بحرالرائق اور حاشیۂ جامع الفصولین اور دیوان شعر وغیرہ رسائل ہین ـ راقم الحروف کے پاس فتاوی خیریہ موجود ہی ـ فی الواقع یہ حاوی مسائل کثیرۂ مفیدہ بی نظیر فتاوی ہی ـ ولادت آپکی سنہ ۹۹۳ ہجری مین اور وفات سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین ہی عمر آپ کی اَٹھاسی برس کے قریب ہوئی ـ رملی نسبت ہی رملہ شہر کی طرف جو ملک شام مین واقع ہی ـ

حَصکَفی

مفتی شام علاء الدین محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن صاحب دُرمختار شاگرد رشید شیخ خیرالدین رملی کے ہین ـ علاء الدین اُنکا لقب تھا ـ اِن کے والد شیخ علی

لہ نام انکا کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبدالواحد اسکندری تھا مؤلف فتح القدیر متوفی سنہ ۸۶۱ ہجری ۱۲ منہ

جامع بنی امیہ کے امام اور مفتی دمشق تھے۔ حصکفی کے نام سے اِن کی شہرت ہی۔ انکے استاد خیر الدین رملی نے انکی سند مین بہت کچھ انکے فضل وکمال کا اقرار کر کے انکی مدح مین بہت سے اشعار بھی کہے ہین۔ ان کے تصانیف سے شرح تنویر الابصار مسمی درمختار اور شرح ملتقی الابحر اور شرح منار اور شرح قطر الندی اور مختصر فتاوی صوفیہ اور حاشیۂ صحیح بخاری تیس جزء اور حاشیۂ تفسیر بیضاوی تا سورۂ اسریٰ اور حاشیۂ درر وغیرہا ہین۔ یہ بڑے زبردست عالم فقیہ محدث نحوی فصیح اللسان مقرر محرر تھے تریسٹھ سال کی عمر مین ۱۰۸۸ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ حصکفی بفتح حاے مہملہ وسکون صاد مہملہ وفتح کاف وکسر فا و یاے نسبت مشدد در آخر نسبت ہی حصن کیفا کی طرف جو دیار بکر مین ہی۔ یہ حصن کیفا جزیرۂ ابن عمر اور میا فارقین کے درمیان لب دجلہ ہی یہ نسبت خلاف قیاس ہی۔ اور موافق قیاس سے حصنی تھا۔

قاعدہ جب ایسے دو اسمون کی طرف نسبت کرین جو ایک دوسرے کیطرف مضاف ہو تو دو اسمون سے ایک اسم مرکب کر کے اُسکی طرف نسبت کرین گے جیسا یہان کیا گیا۔ اسکی نظیر رسعنی اور عبدلی اور عبشمی اور عبدری اور عبقسی وغیرہ ہی رسعنی نسبت راس عین کی طرف اور عبدلی عبد اللہ کی طرف اور عبشمی نسبت عبد شمس کی طرف اور عبدری نسبت عبد الدار کی طرف اور عبقسی نسبت عبد القیس کی طرف ہی۔

حسن چلپی

علامہ حسن چلپی بن شمس الدین محمد شاہ فاضل کامل اخی چلپی کے پہلے

گزرے ہین علوم عقلیہ ونقلیہ ملا علی طوسی اور مولی خسرو سے پڑھے ہین انکے تصانیف سے حواشی شرح مواقف ومطول وتلویح وتفسیر بیضاوی وشرح وقایہ وغیرہا پر ہین انکی پیدایش ۸۴۰ سنہ ہجری مین اور وفات ۸۸۶ سنہ ہجری مین ہی۔

اخی چلپی

فقیہ یوسف بن جنید توقانی حاشیۂ شرح وقایہ مسمی ذخیرۃ العقبی کے مصنف ہین سلطان بایزید خان بن سلطان محمد خان بن مراد خان کے عہد مین ۸۹۱ سنہ ہجری مین شروع کرکے ۹۰۱ سنہ ہجری مین ختم کردیا صاحب فتاوے بزازیہ کے شاگرد سید احمد سے انھون نے فقہ حاصل کی تھی اور سلطان بایزید خان کے اُستاد مولانا صلاح الدین اور ملا خسرو وغیرہ سے علوم سیکھے۔ یہ حاشیہ چندان معتبر نہین ہی۔ انکا انتقال ۹۰۵ سنہ ہجری مین ہوا۔

مولیٰ خسرو رومی

علامۂ فقیہ محمد بن فراموز رومی معقول اور منقول مین بحر زخار فروع اور اصول مین یکتاے روزگار تھے تفتازانی علامہ کے شاگرد برہان الدین حیدر سے علوم وفنون پڑھے فقہ مین ایک متن بنام الغرر پھر اُسکی شرح بنام الدرر اور حاشیۂ تلویح ومطول اور مرقاۃ الاصول اور اسکی شرح مرآۃ الاصول وغیرہ آپ ہی کی تصنیفت ہین قسطنطینیہ مین ۸۸۵ سنہ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

قاضی زادہ

مولانا شمس الدین احمد۔ یہ مولانا محمد (جوی زادہ) اور مولانا سعدی افندی محشی تفسیر بیضاوی کے شاگرد رشید تھے تکملہ فتح القدیر کتاب الوکالۃ سے آخر تک انھین کی تصنیف سے یادگار ہی کہ ابن الہمام نے کتاب الوکالۃ ہی تک لکھا تھا آپ کے تصانیف سے حاشیہ شرح مفتاح سید شریف اور حاشیہ شرح وقایہ اور حاشیہ تجرید ہی آپکا انتقال سنہ ۹۸۸ ہجری مین ہوا

برکلی

مولانا محی الدین محمد بن پیر علی برکلی قصبہ برکل کے باشندہ طریقہ محمدیہ کے مصنف شرح وقایہ کے محشی بڑے دقیق النظر حنفی المذہب عدیم المثیل فاضل مصنف کامل تھے آپ کی تصنیفات اور بھی ہین آپ کا انتقال سنہ ۹۸۱ ہجری مین ہوا۔

حموی

علامہ فہامہ فقیہ سید احمد بن محمد۔ حسن بن عمار شرنبلالی کے شاگرد رشید محشی اشباہ ہین۔

طحطاوی

علامہ فقیہ محدث محقق سید احمد طحطاوی ایک زمانہ تک مصر کے مفتی رہے درمختار کا حاشیہ بڑی تحقیق سے کے ساتھ لکھا علامہ شامی سے نے ردالمحتار

کی تصنیف کے وقت اسکو پیش نظر رکھا اور بہت نقل اس سے کیا ہی۔
سنہ ۱۲۴۳ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

تبصرہ

اقسام مجتہدین

اقسام مجتہدین کے بیان مین

واضح ہو کہ مجتہد کی تین قسمین ہین۔
ایک مجتہد مطلق مستقل جسکو مجتہد فی الشرع بھی کہتے ہین جو کسی کا مقلد نہو اور خود ادلۂ اربعہ قرآن۔حدیث۔اجماع۔قیاس۔سے مسائل نکالنے کی قوت اور حدیث کے ضعف اور قوت اور مراتب۔اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت۔اور عربیت مین پوری مہارت۔اور استعمال لغات ومحاورۂ عرب عربا مین پوری واقفیت رکھتا ہوا ور اصول اور فروع مین بھی کسی کی تقلید نکرتا ہو۔
دوسرے مجتہد مطلق منتسب جو کسی معین امام مجتہد کی طرف منسوب ہو مگر وہ بسبب شروط اجتہاد کے موجود ہونے کے اُس امام کی تقلید نہ مذہب مین نہ دلائل مین کرتا ہو بلکہ قوت اجتہادیہ کے سبب سے وہ خود تقلید سے معذور ہی۔ ہان طرز اجتہاد مین البتہ اُس مجتہد کے (جسکی طرف وہ منسوب ہی) طریقے کی پیروی کرتا ہی۔
تیسرے مجتہد فی المذہب جو کسی امام مستقل کا مذہب مین تابع ہو اور اُسکے اصول کو دلائل سے مستحکم کر رکھے اور اپنے امام کے اصول اور قواعد کے خلاف نکرے اُسکا یہ فرض ہی کہ اپنے امام کا مذہب اور اُسکے اصول مقررہ اور اُسکے

احکام کے دلائل کو تفصیلا جانے - اور نیز قیاسات کے طریقے سے بھی پورا واقف ہو اور تخریج اور استنباط مسائل کر سکے اور اپنے قیاس صحیح سے اون مسائل مین جنمین امام سے کوئی نص نہو یعنے غیر منصوص مین منصوص سے احکام اپنے امام کے اصول کے موافق نکال سکے - اور اپنے امام کے اصول مسلمہ و قواعد مقررہ کے خلاف نہ کرے پس پہلے درجے کے مجتہد ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد بن حنبل تھے - اور دوسرے درجے کے مجتہد ابو یوسف و محمد و زفر وغیرہم اور نووی اور ابن صلاح اور ابن دقیق العید اور تقی الدین سبکی اور ان کے فرزند تاج الدین سبکی وغیرہم تھے - اور تیسری صدی کے بعد دوسرے درجے کا مجتہد نہین ہوا - اور اس درجے والے کے واسطے ادنی شرط اجتہاد یہ ہی کہ مبسوط کو حفظ کرلے - اور تیسرے قسم کے مجتہد حنفیون مین بہت گذرے ہین جیسے خصاف اور ابو بکر رازی جصاص اور ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی اور حاکم شہید وغیرہم ہین -

انقطاع اجتہاد مطلق

فائدہ نافع کبیر مین ابن حجر کا قول نقل کیا ہی اُنھون نے کہا کہ ابن صلاح نے کہا ہی کہ اجتہاد مطلق تین سو برس سے موقوف ہو گیا ہی اور ابن صلاح کو گذرے ہوے تین سو برس گذرے تو چھ سو برس سے اجتہاد مطلق منقطع ہو گیا ہی بلکہ ابن صلاح نے بعض اصولیون سے یہ بھی نقل کیا ہی کہ امام شافعی کے زمانے کے بعد مجتہد مستقل نہوا -

میزان مین امام شعرانی نے ذکر کیا ہی کہ سیوطی کا قول ہی کہ اجتہاد مطلق کی دو قسم ہی ایک مطلق غیر منتسب جیسے اجتہاد ائمہ اربعہ کا اور دوسرے مطلق منتسب

نے جیسے اجتہاد اُن کے اکابر تلامذہ کا۔ اور اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی ایمۂ اربعہ کے بعد کسی نے سوائے محمد بن جریر طبری کے نہین کیا تو اُنکو اسمین کامیابی نہوئی اور علمانے اسکو تسلیم بھی نہین کیا اور جو اجتہاد مطلق کا مدعی ہوا اُسکا مطلب مطلق منتسب تھا جو اپنے امام کے اصول و قواعد کے خلاف نہین کرتا اور اجتہاد مطلق مستقل کی نفی کرنا کہ منقطع ہوگیا باین معنی کہ پھر ایسی قوت کا آدمی پیدا ہو ہی نہین سکتا بے دلیل بات ہے اس سے خدا کی قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔ بالکل قطعًا اسکا انکار کرنا ٹھیک نہین ہے اسکا امکان تو ضرور قدرت مین ہے لیکن ابتک ویسا ہونا یہ دوسری بات ہے۔

فائدہ امام ابن حنبل کو مجتہد مستقل کہنے مین شک کیا جاتا ہے امام ابو جعفر طبری نے اُن کو فقہا مین شمار ہی نہین کیا ہے اور کہا کہ وہ حفاظ حدیث سے تھے تو مجتہد مطلق مستقل یعنے مجتہد فی الشرع کیسے ہو سکتے ہین مگر جمہور علماے اہل سنت نے ان کو بھی مجتہد مطلق مانا ہے کما لا یخفے علی اولی النہے۔

تبصرہ طبقات فقہا رحمہم اللہ تعالی کے بیان مین

طبقات فقہا

نافع کبیر مین لکھا ہے کہ کفوی نے اعلام الاخیار مین فقہاے حنفیہ کو پانچ طبقون پر منقسم کیا ہے۔

پہلا طبقہ ابو حنیفہ کے شاگردون کا ہے جنکو متقدمین کہتے ہین۔ جیسے ابو یوسف اور محمد اور زفر وغیرہم ہین کہ یہ لوگ مجتہد فی المذہب تھے کہ ادلۂ اربعہ سے

موافق امام ابوحنیفہ کے قواعد واصول کے احکام نکالتے تھے اگرچہ بعض فرعی مسائل مین اُن سے اختلاف کیا ہی ولیکن اصول مین اُن کے مقلد ہی رہے۔ اس طبقہ کے لوگ اجتہاد کے دوسرے درجہ مین ہین۔

دوسرا طبقہ اکابر متأخرین کا ہی جو اُن مسائل مین اجتہاد کرسکتے ہین جنمین صاحب مذہب سے کوئی روایت نہین ہی مگر فروع واصول مین اُسکے خلاف نہین کرسکتے جیسے ابوبکر خصّاف اور طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور شمس الایمہ حلوانی اور شمس الایمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضیخان اور صاحب ذخیرہ صاحب محیط برہانی برہان الدین محمود اور صاحب نصاب اور خلاصۃ الفتاوےٰ شیخ طاہر احمد ہین

تیسرا طبقہ اصحاب تخریج کا ہی جنمین اجتہاد کی مطلق قدرت نہین ہی ولیکن وہ لوگ اصول مذہب پر ایسے حاوی ہین کہ اُن مین ایسی قدرت ہوگئی ہی کہ وہ قول مجمل کی جسمین دو وجہ ہو تفصیل کرسکتے ہین اور حکم مبہم کی جسمین دو امر کا احتمال ہو جو ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ سے منقول ہو تفریق کرسکتے ہین۔

چوتھا طبقہ اصحاب ترجیح کا ہی جو محض مقلد ہوتے ہین اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین اور ایک کی دوسرے پر فضلیت بتلاسکتے ہین اور ھٰذا اَوْلیٰ اور ھٰذا اَصَحُّ روایۃً اور ھٰذا اوضح درایۃً اور ھٰذا اوفق بالقیاس اور ھٰذا ارفق بالناس کہنے کا مادّہ رکھتے ہین جیسے ابوالحسین احمد قدوری اور شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ہدایہ وغیرہم ہین۔

پانچواں طبقہ اُن مقلدون کا ہی جنکو ایسی قدرت ہی کہ اقویٰ اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت اور روایات نادرہ مین تمیز اور فرق کر سکتے ہین اور اُن کی یہ کیفیت ہی کہ وہ لوگ اپنی کتابون مین اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ نہین نقل کرتے اور یہ فقہا کا ادنیٰ طبقہ ہی جیسے شمس الایمہ محمد کردری اور جمال الدین حصیری اور حافظ الدین لنسفی اور اسیطرح متون معتبرہ والے متاخرین علما جیسے مصنف مختار اور مصنف وقایہ اور مصنف مجمع وغیرہم ہین اور جو اس درجہ کے نہین ہین وہ ناقص اور عامی ہین اِن کو اپنے زمانہ کے علما کی تقلید کرنا چاہیے ایسون کو حلال نہین ہی کہ فتویٰ دیوین مگر بطریق حکایت کے اُن کے اقوال نقل کر دین۔

اور ابن کمال باشا رومی نے فقہا کے سات طبقے بیان کیے ہین۔

پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا جیسے ایمہ اربعہ ہین کہ یہ کسیکے مقلد نہین ہین خود اصول متقرر کیے اور احکام اور فروع ادلۂ اربعہ سے نکالتے ہین۔

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا جیسے ابو یوسف اور امام محمد اور سوا اِن کے اور امام صاحب کے شاگرد ہین کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کے اصول وقواعد کے موافق ادلۂ اربعہ سے مسائل واحکام نکالنے کی قدرت رکھتے ہین۔ اِن لوگون نے اگرچہ بعض فروعی احکام مین امام کی مخالفت کی ہی لیکن اصول مین اُن کے مقلد ہین۔

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی یعنے اس طبقہ کے لوگ اُن مسائل مین جن مین امام سے کوئی روایت نہین ملتی موافق اصول مقررہ وقواعد مبسوطہ کے

اجتہاد کرکے اُسکے احکام نکالتے ہین اور مسائل منصوصہ سے انکا حکم نکال لیتے ہین یہ لوگ فروع و اصول مین اپنے امام کی مخالفت نہین کر سکتے جیسے خصّاف اور طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور حلوانی اور سرخسی اور بزدوی اور قاضی خان وغیرہم ہین۔

چوتھا طبقہ مقلدین اصحاب تخریج کا ہی جیسے رازی وغیرہ ہین کہ اُنکو اجتہاد کی قدرت نہین ہوتی لیکن اصول مقررہ پر حاوی ہونے اور ماخذ کے ضبط کر لینے کے سبب سے ایسے قول مجمل کی کہ جسمین دو وجہ ہون اور ایسے حکم کی جو متحمل دو امرون کے ہون۔ (جو صاحب مذہب یا اُن کے اصحاب سے منقول ہون) اپنی راے سے اصول پر نظر کرکے اور اُسکے فروعی نظیرون مین قیاس کرکے تفصیل کر سکتے ہین

پانچوان طبقہ مقلدین اصحاب ترجیح کا ہی جو بعض روایتون کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین جیسے ابو الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ ہین۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدون کا ہی جنکو اَقوے اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت اور روایت نادرہ مین فرق اور تمیز کرنیکی قدرت ہی جیسے متاخرین سے متون اربعہ معتبرہ والے صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع ہین

ساتوان طبقہ اُن مقلدون کا ہی جنکو ایسی بھی قدرت نہین بلکہ جو پاتے ہین اُسکو جمع کر ڈالتے ہین۔ ابن کمال پاشا کے اس قول مین کئی شبہے ہین اول یہ کہ انھون نے خصاف اور طحاوی اور کرخی کے حق مین یہ جو کہا ہی کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کے خلاف اصول و فروع مین نہین کر سکتے یہ ٹھیک نہین ہی اس لیے کہ ان لوگون نے بہت سے مسائل مین امام کا خلاف کیا ہی اور

اصول اور فروع مین ان لوگون کے اختیارات بھی بہت سے مخالف امام کے
ہین اور قیاس اور علمی قوت سے بہت سے اقوال اُن کے مستنبطہ ہین جیسا
کہ کتب فقہ اور خلاقیات کی تتبع سے ظاہر ہوتا ہی۔ دوسرے یہ کہ ابوبکر رازی
جصاص کا درجہ گھٹا دیا اور اُن کو اُن کے درجہ سے گرا دیا اور اُنکو یہ کہدیا کہ
انمین مطلق اجتہاد کرنے کی قدرت ہی نہ تھی تتبع کتب پر پوشیدہ نرہے گا کہ
جنکو انھون نے مجتہدون مین شمار کیا ہی جیسے شمس الایمہ وغیرہ وہ سب کے
سب ابوبکر جصاص کے عیال ہین سب اِن سے مستفید ہین۔ اِن کی نشوونما
دار العلم بغداد مین ہوئی اور دوسرے دور دور ملکون مین تحصیل علم وکمال کے لیے
سفر بھی بہت کیے اور فقہ وحدیث بڑے بڑے مشائخ علما سے حاصل کی۔ اِنکی
شان مین شمس الایمہ حلوانی نے کہا ہی کہ یہ بہت بڑے عالم تھے ہم لوگ ان کی
تقلید کرتے ہین اور اِن کے قول کو لیتے ہین یہ شمس الایمہ حلوانی جنکو تیسرے
طبقہ مین مجتہد بتلایا ہی اور اِن کے بعد والے سب کا سلسلۂ روایت وتلمذ
ابوبکر رازی جصاص تک پہونچتا ہی۔ دیکھیے ابوبکر رازی کے شاگرد ابوجعفر
استروشنی ہین اور اِن کے شاگرد قاضی حسین نسفی ہین اور اِن کے شمس الایمہ
حلوانی ہین اور ان کے سرخسی اور قاضیخان سرخسی کے شاگردون کے شاگرد
ہین پس اس قول کے مان لینے مین تامل کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اُنھون
نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو اصحاب ترجیح سے بتلایا ہی اور قاضیخان
کو مجتہدون مین شمار کیا ہی حالانکہ قدوری شمس الایمہ کے پہلے اور
اُن سے علم مین کہین زیادہ ہین قاضی خان کو اُن سے کیا نسبت ہی۔

ہان قاضیخان البتہ اصحاب ترجیح سے ہین ان کا ذکر پانچوین طبقہ مین اور قدوری اور صاحب ہدایہ کا ذکر تیسرے طبقہ مین کرنا مناسب تھا کہ صاحب ہدایہ کے فضل اور تقدم کو قاضیخان اور زین الدین عتابی مانے بیٹھے ہین یہان تک کہ اُنکی شان مین اِن لوگون نے کہا ہی کہ وہ فقہ مین اپنے ہمعصرون پر فوقیت رکھتے ہین بلکہ اپنے اُستادون سے بھی اس فن خاص مین سبقت لے گئے۔ پس اس حال مین اُن کا درجہ قاضی خان سے کیسے کم ہو سکتا ہی بلکہ قاضیخان سے زیادہ وہی مستحق تھے کہ تیسرے طبقہ مین اُنھین کا نام لیا جاتا۔ علامۂ شامی نے بھی اس بحث کو ردالمحتار مین اچھی طرح بیان کیا ہی۔

طبقات مسائل

طبقات مسائل

مسائل کے بھی باعتبار ضعف و قوت کے تین طبقے ہین۔

ظاہر روایت

پہلا طبقہ مسائل اصول یعنے کتب ظاہر روایت کا۔ اصول اور کتب ظاہر روایت امام محمد صاحب کی چھ کتابون کو کہتے ہین مبسوط۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر کبیر۔ سیر صغیر۔ زیادات۔

اور حاکم شہید کی منتقے مین مسائل ظاہر روایت کے ہین بعد کتب ستہ امام محمد حاکم کی منتقے کو اصل مانتے ہین مگر اس زمانہ مین یہ کتاب نایاب ہو گئی ہی۔ اسیطرح حاکم کی کافی بھی مثل کتب اصول کے سمجھی گئی ہی۔ اور اسکی شرح کرخی اور اسبیجابی نے کی ہی اور اسی طبقہ مین تصنیفات ابوجعفر طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور حاکم شہید اور قدوری کو بھی شمار کرتے ہین۔ چونکہ اِن لوگون کی تصانیف مین اقوال صاحب مذہب کے

اور اُن کے فتاوے جو بسند متصل اُن سے مروی ہین موجود ہین اس لیے انکو بھی بسبب صحت روایت کے مسائل اصول اور ظاہر روایت کے ساتھ ملحق کر دیا ہی۔ اسی بنا پر مشہور ہی کہ ان المتون کالنصوص یعنے اِن لوگون کے متون اصول کی طرح ہین۔ اور متون شروح پر اور شروح فتاوے پر مقدم ہین۔ متون سے انھین حضرات ثقات کے مختصرات مصنفات مراد ہین اور وہ مختصرات متون جو اِن لوگون کے بعد متأخرین نے جمع کیے ہین جیسے وقایہ کنز نقایہ وغیرہا تو وہ اس درجہ مین نہین ہین اسیلیے کہ ان مین کچھ تغیر و تصرف اور خلط ملط بھی ہو گیا ہی۔

دوسرا طبقہ مسائل نوادر کا ہی جو ظاہر روایت کے سوا ہین یعنے جنکی روایات کتب ستہ مین تو نہین ہین مگر کتب امام محمد مین ہین جیسے کیسانیات اور رقیات اور جرجانیات اور ہارونیات کے مسائل و روایات یا امام محمد کی کتاب کے سوا مین ہون جیسے مجرد حسن بن زیاد مین یا امالی مین ہون۔ یا روایات متفرقہ مین ہون جیسے روایات ابن سماعہ وغیرہ ہین جو امام محمد کے شاگردون مین تھے۔ اِن کے مسائل اصول کے مسائل کے خلاف ہین تو انکو غیر ظاہر الروایہ کہتے ہین اور انھین نوادر بھی کہتے ہین چنانچہ نوادر ابن سماعہ۔ نوادر ابن ہشام۔ نوادر ابن رستم وغیرہ مشہور ہوے۔

تیسرا طبقہ فتاوے کا ہی اور اسکو واقعات بھی کہتے ہین اور اسمین وہ مسائل ہین جنکا استنباط اُن واقعات مین جن مین ائمۂ ثلثہ سے کوئی روایت نہو۔ امام محمد کے اصحاب اور شاگردون کے شاگردون نے کیا ہی۔ اور اسمین ہر قسم کے مسائل ہوتے ہین اس کا درجہ دوسرے طبقہ کے درجہ سے کم ہی

کیونکہ اسمین متاخرین کے استنباطی مسائل اُن واقعات کے جواب مین ہین
کہ جن مین ائمہ ثلثہ سے کوئی روایت نہین پائی گئی۔

علامۂ شامی رحمہ اللہ نے بھی اس بحث کو مفصل بیان کیا ہی جسکا خلاصہ
یہ ہی کہ مسائل حنفیہ کے تین طبقے ہین۔

اوّل طبقہ کے مسائل کو جو صحاب مذہب ابوحنیفہ اور ابو یوسف
اور امام محمد سے مروی ہون۔ مسائل اصول اور ظاہر روایت کہتے ہین اور امام زفر
اور حسن بن زیاد وغیرہما امام ابوحنیفہ کے شاگردون کی بھی روایات کو مسائل اصول
کے ساتھ ملحق کرتے ہین۔ لیکن مشہور یہی ہی کہ امام اور صاحبین رحمہم اللہ کے
قول کو ظاہر روایت کہتے ہین اور ظاہر روایت کی کتابین کتب ستۂ امام محمد ہین

دوسرے طبقہ کے مسائل کو مسائل نوادر کہتے ہین جو اُن ایمہ ثلثہ
سے مروی تو ہین مگر کتب ستۂ امام محمد رح مین نہین ہین بلکہ امام محمد کی اور دوسری
کتابون مین پائے جاتے ہین جیسے کیسانیات وغیرہا ہین۔ یا امالی امام ابو یوسف رح
یا مجرد ابن زیاد مین ہون۔ یا روایات مفردہ مین ہون جیسے روایت محمد بن سماعہ
اور معلّی بن منصور وغیرہما کے چند مسائل معینہ مین ہی۔

تیسرے طبقہ کے مسائل کو واقعات کہتے ہین جنکو متاخرین
مجتہدین نے (یعنے صاحبین کے شاگرد اور اُن کے شاگردون کے
تلامذہ) استفسار کے وقت صاحب مذہب سے اُس واقعۂ خاص مین
کوئی روایت نپانے کے سبب سے خود اپنے اجتہاد سے مسائل استنباط
کیے اور واقعۂ خاص کے جوابات تبلائے۔

اس طبقہ کے لوگ امام ابو یوسف اور امام محمد کے اصحاب اور اُن کے اصحاب کے تلامذہ ہین اسی طرح یہ سلسلہ بہت چلا ہی اور اس طبقہ مین بہت سے علما گذرے ہین۔

صاحبین کے اصحاب مین عصام بن یوسف اور ابن رستم اور محمد بن سماعہ اور ابو سلیمان جوزجانی اور ابو حفص بخاری وغیرہم شمار کیے جاتے ہین۔

اور صاحبین کے اصحاب کے تلامذہ اور شاگردون مین محمد بن سلمہ اور محمد بن مقاتل اور نصیر بن یحیی اور ابو نصر قاسم بن سلام وغیرہم شمار کیے گئے ہین اور اِن لوگون نے اصحاب مذہب کی بدلائل کچھ مخالفت بھی کی ہی۔

فائدہ واقعات اور فتاوے مین سب کے پہلے امام الہدیٰ فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی نے کتاب النوازل تصنیف فرمائی اور اُس مین متأخرین مجتہدین یعنے اپنے مشایخ اور اُستادون کے فتاوے اور اختیارات بھی جمع کیے جیسے محمد بن مقاتل رازی اور محمد بن سلمہ اور نصیر بن یحیی وغیرہم پھر اُنکے بعد کے علما نے اُنکے ایجاد کا تتبع کرکے واقعات کی کتابین لکھنی شروع کردین۔ ناطفی نے کتاب مجموع النوازل اور واقعات اور صدر شہید نے کتاب الواقعات لکھین۔ پھر متأخرین نے بھی اسی طرز پر تصنیف کرنا شروع کیا۔ اور مسائل مختلطہ متفرقہ کو بترتیب حسن جمع کرڈالا جیسے فتاوے قاضی خان اور خلاصہ ہی۔ اور بعضون نے مسائل کو جُدا جُدا کرکے بالترتیب جمع کیا جیسا کہ محیط رضوی مصنفہ رضی الدین سرخسی مین ہی کہ پہلے مسائل اصول کے پھر مسائل نوادر کے پھر مسائل واقعات کے

لکھے اور یہ بہت عمدہ طریقہ ہی - یہ اُن کے کمال تبحّر پر دلالت کرتا ہی -

فائدہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہی کہ محققین فقہا کے نزدیک مسائل کی چار قسمین ہین -

ایک۱ ظاہر مذہب کے مسائل ان کا حکم یہ ہی کہ وہ ہر حال مین قبول کیے جائین گے -

دوسرے۲ روایات شاذہ امام اعظم اور صاحبین اُنکا حکم یہ ہی کہ وہ جب تک اصول مقررہ کے موافق نہون گے تسلیم نہ کیے جائین گے -

تیسرے۳ متاخرین کے مستنبطات (یعنے اُن کے نکالے ہوئے مسائل) جن پر جمہور فقہا کا اتفاق ہو اِن کا حکم یہ ہی کہ ہر حال مین اُن سے فتویٰ دیا جائے -

چوتھے۴ وہ مسائل مستنبطہ ہین کہ جن پر جمہور فقہا کا اتفاق نہوا انکا یہ حکم ہی کہ مفتی اُن کو اصول مقررہ اور کلام سلف صالح سے ملائے اگر موافق اُنکے پائے تو تسلیم کرے ورنہ اُنکو چھوڑ دے انتہی -

اصحاب ترجیح

اصحاب ترجیح مین قاضی خان اور خجندی اور اسبیجابی اور علی رازی اور قدوری اور صاحب ہدایہ اور ابن الہمام اور ابن کمال باشا اور مفتی ابو السعود عمادی مفسر وغیرہم ہین اِن لوگون مین سے قاضی خان اور ابن الہمام کا بڑا درجہ ہی کہ اصحاب ترجیح مین بھی اِن کا شمار کیا جاتا ہی اور مجتہدین فی المسائل مین بھی

ان کا نام لیا جاتا ہی۔ ابن ہمام کے شاگرد قاسم بن قطلوبغا حنفی نے کہا ہی کہ قاضیخان کی تصحیح دوسرون کی تصحیح پر مقدم ہی کیونکہ وہ فقیہ النفس ہین۔ شامی کے حاشیہ مین ہی کہ کئی بار مین نے کہا ہی کہ ابن ہمام ارباب ترجیح سے ہین جیسا کہ قضائجر مین ہی بلکہ اُن کے بعض ہمعصر نے کہا ہی کہ وہ اہل اجتہاد سے ہین یعنے ابن ہمام مجتہد فی المسائل ہین۔

اصحاب تخریج

اصحاب تخریج

اصحاب تخریج مین کرخی اور ابو بکر جصاص رازی تلمیذ کرخی۔ اور ابو عبداللہ فقیہ جرجانی تلمیذ ابو بکر رازی اور ابو الحسین احمد قدوری تلمیذ ابو عبداللہ جرجانی وغیرہم ہین۔ اور قدوری کا اصحاب ترجیح مین بھی شمار کیا جاتا ہی۔ اور اصحاب تخریج مین بھی انکا نام لیا جاتا ہی۔

بیان متون کا

تبصرہ متون کے بیان مین

مراد متون سے مُتُونِ ثلثہ وقایہ اور مختصر قدوری اور کنز الدقائق ہین متاخرین نے اسی پر اعتماد کیا ہی۔ اور بعض متاخرین کے نزدیک متون اربعہ وقایہ اور کنز اور مختار اور مجمع البحرین معتمد ہین۔ فقہاے متاخرین نے کہا ہی کہ تعارض کے وقت انھین پر اعتماد کیا جائے کیونکہ ان کے مصنفین بڑے جلیل القدر فقہا تھے جنھون نے اس کا التزام کر لیا ہی کہ اسمین ظاہر روایت ہی کے اقوال اور مسائل معتمدہٗ

مشائخ ہون گے اسکے سوا کچھ نہ درج کیا جائے گا۔ تصیحح التزامی کے یہی معنے ہین۔اور تصیحح صریح کا بیان آگے آئے گا۔

تبصرہ متون کے مصنفون کے بیانمین

وقایہ کے مصنف امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد ابن عبید اللہ جمال الدین عُبَّادی محبوبی بخاری ہین جنھون نے اپنے والد بڑے صدر الشریعہ احمد سے علم حاصل کیا ہی۔ یہ وقایہ کتاب ہدایہ سے منتخب کر کے اپنے چھوٹے پوتے صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود کے لیے تصنیف کی۔ صاحب شرح وقایہ عبید اللہ بن مسعود بن محمود تاج الشریعہ نے اپنے دادا سے فقہ پڑھی۔ یہی تاج الشریعہ ہدایہ کے شارح ہین جنھون نے علامہ حافظ الدین نسفی کو ہدایہ کی شرح لکھنے سے روک دیا۔

مختصر قدوری کے مصنف ابوالحسین احمد قدوری ہین آپ بغداد کے باشندے اور بڑے جلیل القدر فقیہ اور حدیث مین صدوق تھے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے آپ سے حدیث پڑھی ہی بغداد مین بماہ رجب ۴۲۸ھ ہجری مین آپ نے انتقال فرمایا۔

کنز الدقائق کے مصنف امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن مسعود نسفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری ہین۔ یہ اپنے زمانے مین اصول و فروع مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ انھون نے شمس الائمہ کردری سے (جو صاحب ہدایہ کے شاگرد تھے) فقہ پڑھی ہی۔

مختار کے مصنف ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی ہین۔ یہ مشہور فتاوے کے حافظ اور اصول و فروع کے مدرس و عارف اور شیخ فقیہ اور اکابر علما سے تھے۔ موصل مین ۵۹۹ھ ہجری مین یہ پیدا ہوے اور مختصرات اپنے والد ابو الثنا محمود سے پڑھے۔ پھر دمشق پہونچکر جمال الدین حصیری سے اور علوم و فنون حاصل کیے۔ پھر وطن واپس آکر قاضی کوفہ ہو گئے اور بعد معزول ہو جانے کے بغداد گئے اور وہان امام ابو حنیفہ کے مزار مین مقیم ہو کر درس و تدریس مین مصروف رہے یہان تک کہ ۶۸۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ ابتداے جوانی مین یہی متن فقہ مختار نامی تیار کیا پھر انھون نے خود ہی اس متن کی شرح بنام اختیار لکھی۔

مجمع البحرین کے مصنف صاحب کنز کے شاگرد مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب ساعاتی بعلبکی متوفی ۶۹۴ھ ہجری ہین۔ اِن کی نشو و نما بغداد مین ہوئی۔ ظہیر الدین صاحب فتاوے ظہیریہ کے شاگرد تاج الدین علی سے علم کی تکمیل کی۔ ان کے اُستادون نے ان کی تعریف مین بہت کچھ مبالغہ کیا ہی۔ یہ علم شریعت مین بڑا ملکہ اور ایسا کمال رکھتے تھے کہ علوم شرعیہ مین یہ اپنے وقت کے امام کہلائے۔

فائدہ متاخرین علما کے نزدیک متون سے انھین علما کے متون مراد ہون گے۔ اور ان علما کے پہلے والے علما کے نزدیک متون سے مختصرات طحاوی اور کرخی اور جصاص اور خصاف

اور حاکم وغیرہم مراد ہین۔

تبصرہ متقدمین اور متأخرین کے فرق کے بیانمین

فقیہ کو لازم ہی کہ فقہاے متقدمین اور متأخرین کا فرق یاد رکھے متقدمین اُن لوگون کو کہتے ہین کہ جنھون نے امام اعظم اور صاحبین کا زمانہ پایا اور اُن سے فیض حاصل کیا ہو۔ اور جنھون نے ایمہ ثلثہ سے فیض نہین پایا اُن کو متأخرین کہتے ہین۔ اکثر جا بجا فقہا کے استعمال سے یہی معنی سمجھے جاتے ہین اور یہی ظاہر ہی۔

اور ایک قول یہ بھی ہی کہ امام ہمام ابو حنیفہ سے امام ربانی شیبانی تک متقدمین ہین اور شمس الایمہ حلوانی سے حافظ الدین بخاری تک متأخرین ہین۔

اور ذہبی کی میزان مین یون ہی کہ متقدمین اور متأخرین کا حد فاصل تیسری صدی کا شروع ہی۔ یعنے تیسری صدی کے پہلے کے لوگ متقدمین اور دوسری صدی کے بعد کے لوگ متأخرین کہلاتے ہین۔

فائدہ فقہا کی اصطلاح مین ابو حنیفہ سے امام محمد تک سلف ہین اور امام محمد سے شمس الایمہ حلوانی تک خلف ہین۔

تبصرہ مشایخ واصحاب کے فرق مین

فقہا اکثر بوقت تصحیح فرمایا کرتے ہین ھٰذا قول المشائخ اور کبھی وعلیہ عامۃ المشائخ اور کبھی یون کہتے ہین عند اصحابنا پس اس مقام پر اصطلاح فقہا مختلف ہی بعضون کے نزدیک مشایخ سے وہ فقہا مراد ہین جنھون نے امام اعظم کو نپایا ہو اور اسی کو نہر فائق مین عمر بن نُجیم مصری نے اختیار کیا اور یہ قول علامہ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی سے منقول ہی۔ انھون نے فرمایا ہی کہ یہی اصطلاح ہی کہ جو امام اعظم سے فیضیاب نہوے ہون اور امام کو نہ پایا ہو وہی مشایخ ہین اور بعضون کے نزدیک مشایخ سے امام اعظم اور صاحبین مراد ہین چنانچہ علامۂ شامی کا قول ہی کہ مشایخ سے شارح حصکفی نے یہان امام اور صاحبین مراد لیا ہی آہ اور اصحاب سے صاحبین مراد ہون گے لیکن مشہور یہ ہی کہ اصحاب کا اطلاق ایمۂ ثلثہ (امام اعظم اور صاحبین) پر ہوا کرتا ہی۔ اور عامۃ المشایخ سے اکثر مشایخ مراد ہوتے ہین۔ فتح القدیر کے باب ادراک الجماعۃ مین یہی منقول ہی۔

تبصرہ اصطلاح فقہا کے بیانمین

اصطلاح فقہا

فقہا کی اصطلاح مین لفظ شیخین صاحبین طرفین بہت مستعمل ہی جاننا چاہیے کہ اہل سیر کی اصطلاح مین صاحبین اور شیخین سے ابوبکر اور عمر مراد ہوتے ہین اور محدّثون کی اصطلاح مین امام بخاری اور امام مسلم مراد ہوتے ہین لیکن فقہا کی اصطلاح مین شیخین امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کو کہتے ہین کہ یہ دونون

امام محمد کے شیخ اور اُستاد ہین۔ اور صاحبین ابو یوسف و امام محمد کو کہتے ہین کہ یہ دونون امام کے رفیق تھے۔ اور طرفین امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کو کہتے ہین۔

فائدہ فقہا کی اصطلاح مین امام اعظم ابو حنیفہ کو کہتے ہین اور امام ثانی ابو یوسف کو اور امام ربانی امام محمد کو کہتے ہین۔ اور ایمۂ ثلثہ امام اعظم اور امام ثانی اور امام ربانی کو کہتے ہین! اور ایمۂ اربعہ امام اعظم اور مالک اور شافعی اور ابن حنبل اصحاب مذہب کو کہتے ہین۔

تبصرہ

کتب فقہیہ حنفیہ مین جہان کہین مطلق حسن بولین وہان اُس سے حسن بن زیاد شاگرد امام اعظم مراد ہون گے اور کتب تفسیر مین جب مطلق حسن بولین تو وہان حسن بصری مراد ہونگے۔

تبصرہ

جہان کتب فقہ مین مطلق فضلی یا امام فضلی بولا جائے وہان مراد اُس سے ابوبکر محمد بن فضل بخاری متوفی ۳۸۱ھ ہجری ہونگے۔

تبصرہ

جہان شمس الایمہ بلا قید وصفی کے مطلق بولا جائے وہان شمس الایمہ سرخسی

مراد ہون گے۔ اور اِن کے سوا کو جب کسی مقام مین شمس الایمہ کہین گے تو ضرور مقید ذکر کیے جائین گے اور کہین گے شمس الایمہ حلوانی اور شمس الایمہ زرنجری اور شمس الایمہ کردری اور شمس الایمہ اوزجندی۔ وہکذا۔

تبصرہ

فقہا جب کراہت مطلق بلا قید بولین تو اُس کراہت سے کراہت تحریمیہ مراد ہوتی ہی۔ مگر اُس صورت مین کہ جب کراہت تنزیہی پر کوئی نص یا دلیل موجود ہو۔ [ف: مذا لخط]

تبصرہ

لفظ عندہ اور لفظ عنہ کا فرق یہ ہی کہ اول اس پر دلالت کرتا ہی کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب ہی اور ثانی اس پر دلالت کرتا ہی کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب نہین ہی۔ بلکہ اُن سے یہ روایت ہی۔ [ف: عندہ و عنہ کا فرق]

فائدہ جب کوئی حنفی کسی مسئلہ مین ھذا عندنا کہے تو مراد اُسکی یہی ہوگی کہ یہ قول امام اور صاحبین کا ہی۔ اور جب کسی مسئلہ مین عند الائمۃ الثلثۃ کہے تو اس سے مراد مالک شافعی ابن حنبل ہون گے جیسا کہ مدت حمل کے مسئلہ مین کہا ہی اکثر مدۃ الحمل عندنا سنتان وعند الائمۃ الثلثۃ اربع سنین یعنے حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک دو برس ہی اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک

چار برس ہی - یہان ائمہ ثلثہ سے امام مالک اور امام شافعی اور امام ابن حنبل مراد ہین

معنی عندہ

تبصرہ ۱۲

جب بلاذکر مرجع فقہا لفظ عندہ کسی حکم کے بعد بولین یا جملۂ ھذا مذھبہ بلاذکر مرجع بولین تو مراد اُس مرجع سے امام اعظم ہون گے اسیطرح لفظ عندھما کی ضمیر کا مرجع صاحبین کو قرار دین گے - اور کبھی لفظ عندھما سے ابو یوسف اور امام اعظم اور کبھی امام محمد اور امام اعظم اُس سے مراد ہون گے - اور جب تیسرے کا ذکر اُس حکم کے مخالف مین صریحی ہو جیسے کہین عند محمد کذا و عندھما کذا تو یہان لفظ عندہما سے شیخین مراد ہونگے اور اگر کہین یون بولین عند ابی یوسف کذا و عندھما کذا تو اُس وقت اس عندہما سے طرفین مراد ہون گے -

ضابطہ دفع تعارض

تبصرہ ۱۳ قاعدۂ دفع تعارض کے بیان مین

جب متون اور شروح اور فتاوے مین تعارض ہو تو اعتبار متون کا کیا جائیگا کہ انمین رطب و یابس نہین ہوتا - بلکہ اصول اور ظاہر روایت کے موافق مسائل لکھنے کا اُن کے مصنفین نے اپنے پر التزام کر لیا ہی اور اعلی طبقے کو ادنی پر ترجیح ہوگی اور یہ ظاہر ہی کہ متون کا درجہ شروح کے مرتبہ سے افضل اور اعلی ہی - پھر شروح معتبرہ کو فتاوے پر ترجیح ہوگی مگر جب تصحیح صریح متون مین نہو اور شروح

اور فتاوے مین ہو تو اُسوقت البتہ ادنےٰ اعلیٰ پر مقدم اور مرجح کیا جائے گا اور مفضول افضل ہو جائے گا۔ علمانے اسکی تصریح کردی ہی کہ مضمون متون مضمون شروح پر مقدم کیا جائے گا اسی طرح مطالب شروح معانی فتاوے پر مرجح ہوگا یہ اُسوقت ہی کہ جب دونون مضمون کی بالتصریح تصحیح موجود ہو یا سرے سے مطلق تصحیح ہی نہو لیکن کوئی مسئلہ متون مین ہو اور اسکی صریح تصحیح نہ کی گئی ہو بلکہ اُسکے مقابل کی تصحیح پائی جائے تو اُسکے مقابل کو اُس پر ترجیح ہوگی اسواسطے کہ تصحیح صریح کے مقابل مین تصحیح التزامی مقدم نہ کی جائیگی اور قاعدہ مسلمہ ہی کہ تصحیح صریح تصحیح التزامی پر مقدم کی جاتی ہی۔ یعنے متون کی تصحیح التزامی ہی کہ مصنفین نے اپنے اوپر اسکا التزام کرلیا ہی کہ ظاہر روایت کے موافق اصح اقوال ہی جمع کرینگے اور شروح و فتاوے مین اس شرط کا التزام نہین کیا گیا۔ بلکہ ضرورتون کے لحاظ سے ہر قسم کی روایات اُسمین مندرج رہا کرتی ہین۔

تبصرہ ۱۱ آداب مفتی کے بیان مین

آداب مفتی کے بیان مین

واضح ہو کہ اِس تبصرہ مین کئی فوائد ہین جنکی نگہداشت فتوانویسون کو بہت ضروری ہی۔

فائدہ ۱ مفتی کو لازم ہی کہ فتوا امام اعظم ہی کے قول پر دیا کرے کہ اسمین غالباً ہر صورت سے اطمینان اور احتیاط ہی۔ فتاوے سراجیہ مین ہی کہ فتوا علی الاطلاق امام ابو حنیفہ کے قول پر ہوگا پھر ابو یوسف کے قول پر پھر امام محمد کے قول پر پھر امام زفر کے قول پر پھر حسن بن زیاد کے قول پر ہوگا

اور بعضون نے یہ بھی کہا ہی کہ جب امام ابو حنیفہ کی رائے کسی مسئلہ مین ایک جانب ہوا ور اُسکے خلاف ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ہو تو مفتی کو اختیار ہی جس پر چاہے فتوا دے اور اول اصح ہی جبکہ مفتی مجتہد نہو تو یعنے امام کے قول پر فتوا دینا اُسکو لازم ہی اگر ایسے موقع پر صاحبین کے قول پر فتوا دیگا تو حقیقت مین وہ بھی امام ہی کا قول مانا جائے گا ہان اتنا ہی کہ وہ سابق کا قول اور پہلے کی رائے کے موافق ہی اور یہ صاحبین کا قول گویا امام ہی کا قول ہی جیسا کہ صاحبین نے کہا ہی کہ ہم لوگ کسی مسئلہ مین کچھ نہین کہتے جبتک کہ ہمکو امام سے اُسمین روایت نہین پہونچتی۔

فائدہ جب امام سے کوئی روایت کسی مسئلہ مین نہ پائی جائے اُسوقت امام قاضی ابو یوسف کا قول معتبر مانا جائے گا اور جب ان سے بھی اُسمین کوئی روایت نہو گی تو امام محمد صاحب کا قول معتبر مانا جائے گا بعد اُسکے امام زفر بعد اُسکے حسن بن زیاد کا قول قابل سند ہو گا۔ پس مفتی کو اس ترتیب کا نگاہ رکھنا لازمی ہی۔

فائدہ جب ایک مسئلہ مین کئی اقوال ہون اور مفتی مجتہد ہو تو جسکے قول کی دلیل اقوے دیکھے اُسیکے قول کے موافق فتوا دے ورنہ ترتیب سابق فتوا دے یعنے قول امام کا مقدم ہو گا پھر ثانی پھر ثالث کا۔ اسی طرح جب امام سے ایک مسئلے مین کئی روایت ہون اور وہان دوسرے اصحاب کا قول نہ ملے تو جس قول کی دلیل اقوے ہو اُسی پر عمل کیا جائے گا۔

فائدہ جب کسی حادثہ مین اول طبقہ کے لوگون مین سے کسی کے
قول سے حادثہ کا جواب نہ معلوم ہوا اور اسمین مشایخ متاخرین کا کوئی قول ملے
تو اُس پر عمل کیا جائے گا پھر اگر متاخرین فقہا کا بھی اُسمین اختلاف ہو تو جسپر
اکابر فقہا ہون (اور وہ کبار مشاہیر کے معتمد علیہ ہون جیسے ابو حفص کبیر اور
امام فضلی اور خصاف اور ابو اللیث اور طحاوی وغیرہم ہین) اُسی پر عمل
کیا جائے گا اور جب اِن لوگون سے بھی اُسکے جواب مین کوئی قول نہو تو
مفتی تامّل اور تدبّر اور اجتہاد کی نظر سے کام لے گا اور تلاش کرتا رہے گا
تاکہ اُسکے جواب کے واسطے کوئی ایسی صورت پائے جس سے وہ اپنے فرض
منصبی کو ادا کر سکے اور اُسکو آسان سمجھکر بیہودہ کلام اُسمین نکرے اور وہ
خداوند کریم سے ڈرے کہ یہ بڑا بھاری کام ہے اِس پر سوا ے جاہل بدبخت کے
کوئی جسارت وہمت نہین کرتا اور اسکا خیال رکھے کہ یہ معاملہ بینی وبین اللہ ہے۔
فائدہ علما نے اسکو مسلم کرلیا ہے کہ عبادات مین مطلقًا امام اعظم ہی
کے قول پر فتوا ہوگا جب تک کہ امام اعظم سے کوئی روایت مخالف کے
موافق نہو اور امام محمد کے قول پر مسائل ذوی الارحام مین فتوا ہوگا اور
امام ابو یوسف کے قول پر قضا اور شہادت کے مسائل مین فتوا ہوگا اور
امام زفر کے قول پر صرف سترہ مسئلے مین فتوا ہوگا جو بجاے خود مصرح
ہین اور یہ جب ہوگا کہ متون مین تصحیح مسائل نہو۔ ورنہ متون کے موافق
فتوا ہوگا کیونکہ وہ متواتر ہوگئے ہین اور اُس پر وثوق زیادہ ہے۔
فائدہ اب اس زمانے مین مفتی کا وجود مفقود ہے۔ فتح القدیر مین

اس بات کو ظاہر کر دیا ہی کہ مفتی مجتہد کو کہتے ہین اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال کو حفظ رکھتا ہی تو وہ مفتی نہین ہی اُسپر واجب ہی کہ جب اُس سے سؤال کیا جائے تو مجتہد امام کا قول بطور حکایت کے ذکر کرے آہ مگر اس زمانے مین جو لوگ اقوال صاحب مذہب کے نقل کر دیتے ہین اُن کو مفتی کہتے ہین۔ تو اُن کو مفتی کہنا حقیقۃً نہین ہی بلکہ یہ کہنا مجازاً ہی۔

فائدہ مفتی کو ضرور ہی کہ جسکے قول کے موافق فتوا دیتا ہی اُسکا حال خوب جانے۔ فقط نام اور نسب کا جاننا کافی نہین ہی بلکہ اُسکی روایت کے حال اور اُسکے درایت کے درجہ اور اُسکے طبقہ کو بھی پورے طور سے جانے کہ یہ کس طبقہ کا شخص ہی تاکہ اُسکو اچھی طرح دو مخالف قولون مین ترجیح دینے کا موقع ملے۔ اور دو مخالف قائل کے کلام کے درجہ و مرتبہ کو تمیز کر سکے اور یہ مفتیون کا اعلیٰ درجہ ہی۔

تبصرہ

جامع المضمرات مین ہی کہ مفتی کو حلال نہین ہی یہ کہ اپنے فائدہ کی غرض سے اقوال مهجورہ سے فتوا دے آہ اور اشباہ کی کتاب القضا مین ہی کہ مفتی مصلحت دیکھکر فتوا دیگا آہ سید احمد حموی نے اپنے حاشیہ مین اس پر یہ لکھا ہی کہ مفتی سے اُنکی مراد شاید مجتہد ہی تو یہ بات اُسی کے لیے کہی گئی ہی اور مقلد کا تو یہ حکم ہی کہ وہ فتوا صحیح روایت کے موافق دیوے گا چاہے اُسمین مستفتی کی مصلحت کے موافق حکم ہو یا نہو اور اشباہ مین جو

مفتی کا حکم بیان کیا ہی تو اُس سے مقلد مراد لینا بھی جائز ہی اُس صورت مین کہ جب مسئلہ مین دو قول مصحح ہون ایسی حالت مین وہ مفتی مقلد مخیر بالفتوے ہی یعنے اُسکو مصلحت دیکھکر فتوا دینے کا اختیار ہی۔

تبصرہ

فقیہ پر واجب نہین ہی کہ ہر مسئلہ کا جواب دے مگر یہ اُسوقت واجب ہوتا ہی کہ جب جان لے کہ میرے سوا اس مسئلہ کا جواب کوئی اسکو نہ دے سکے گا بس ایسی حالت مین فتوا بتلانا اور تعلیم علوم کرنا فرض کفایہ ہو جاتا ہی۔

فائدہ اکثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ کے جواب دینے مین ایک برس تک رُکے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ خطا کرنا سمجھنے کے بعد بہتر ہی اس سے کہ بے سمجھے بوجھے ٹھیک کہے۔ سنن سعید بن منصور اور دارمی اور بیہقی مین ابن مسعود کا قول مروی ہی کہ اُنھون نے فرمایا من افتی الناس فی کل ما یستفتونہ فھو مجنون یعنے جو ہر مسئلہ مین لوگون کو فتوا دے تو وہ پاگل ہی اور سنن بیہقی مین ابن عباس کا قول بھی ایسا ہی ہی۔ اور ایسا ہی فتاوے سراجیہ اور تنقیح حامدیہ مین بھی ہی

تبصرہ

مفتی پر واجب ہی کہ فتوا نقل کرتے وقت کتب معتبرہ کیطرف

رجوع کرے اور ہر کتاب پر اعتماد نہ کرے خاصکر فقہائے کی کتاب پر کہ وہ ایک بڑے وسیع میدان کی طرح ہے کہ ہر قسم کے مسائل اُسمین ہوا کرتے ہین مگر اُسکا اعتبار جب ہوگا کہ اسکے مصنف کا حال اور اُسکی علمی کیفیت اور جلالت قدر معلوم ہو۔ اگر کسی کتاب مین کوئی ایسا مسئلہ ملے کہ کتب معتبرہ مین اسکا وجود نہو تو واجب ہے کہ اسکو کتب معتبرہ مین خوب ڈھونڈھے اگر مراجعت تامہ اور تحقیق کثیر کے بعد اسمین ملجائے تو خیر ورنہ اُسکے موافق فتوا دینے مین کبھی جرأت اور ہمت نہ کرے۔ اسی طرح کتب مختصرہ معتبرہ سے بھی بغیر اُسکے حواشی و شروح کی استعانت کے فتوا دینے کی ہمت نکرے ہو سکتا ہے کہ اُسکا اختصار غلطی مین ڈال دے اور نفس مسئلہ کی صورت سمجھنے مین دھوکا ہو۔

تبصرہ علامات مفتی بہ کے بیان مین

مفتی کو لازم ہے کہ اقوال مفتے بہ کی علامات کو یاد رکھے اور علامات مفتی بہ کے یہ ہین (۱) وعلیہ الفتوٰی (۲) وبہ یفتی (۳) وبہ ناخذ (۴) وعلیہ الاعتماد (۵) وعلیہ عَمَلُ الیوم (۶) وعلیہ عمل الامۃ (۷) وھو الصحیح (۸) وھو الاصحّ (۹) وھو الاظھر (۱۰) وھو الاشبَہُ (۱۱) وھو الاَوجَہُ (۱۲) وھو المختار (۱۳) وبہ جرَی العُرف (۱۴) وھو المتعارف (۱۵) وبہ اخذ علماؤنا۔

تبصرہ ۲۰ الفاظ مستعملۂ فقہا کے بیان مین

کبھی لفظ یجوز کا اطلاق بمعنے یصح اور کبھی بمعنے یحل ہوتا ہی اسیوجہ سے فقہا مکروہ نماز پر جاز ذلک اور صح ذلک بول جایا کرتے ہین اور اس سے مراد اُنکی نفس صحت ہوتی ہی جو بطلان کا مقابل ہی وہان اباحت اور عدم کراہت مراد نہین ہوتی اِسی خیال سے شراح اور محشی لوگ لفظ جاز اور لفظ صح کی تصریح اسطرح کر دیا کرتے ہین (صح) ای مع الکراهة یا بلفظ بغیر الکراهة پس جواز جب مطلق بلا قید کے مذکور ہو تو کبھی اُس سے غیر ممنوع بمعنے عام مراد لیا جاتا ہی کہ مباح اور مکروہ اور مندوب اور واجب سب کو شامل رہے۔

تبصرہ ۲۱

لفظ قالوا کا استعمال فقہا اُس مقام پر کرتے ہین جہان مسئلہ مین مشایخ کا اختلاف ہو۔ علامۂ تفتازانی نے حاشیۂ کشاف مین حتی یتبین لکم الخیط الابیض کے تحت مین لکھا ہی کہ لفظ قالوا مین اشارہ اس طرف ہی کہ مقولۂ قول ضعیف ہی یعنے جو انھون نے کہا ہی ضعیف ہی۔ لیکن فقہا کے عرف مین وہی شائع ہی جو پہلے لکھا گیا۔

تبصرہ ۲۲

قیل کے ساتھ بہت سے مسئلے کے حکم بیان کیے جاتے ہین
اور شرّاح اور محشیون کی عادت ہو کہ اُس کے نیچے یہ لکھا کرتے ہین کہ
یہ اشارہ ضعف کی طرف ہو یعنے جو کہا گیا ہو یہ مضمون ضعیف قول ہو تو
اس امر کی تحقیق یہ ہو کہ اگر کتاب کے لکھنے والے نے اسکا التزام کر لیا ہو کہ جو
مرجوح نقل کیا جاویگا وہ اسی صیغۂ قیل کے ساتھ لکھا جائے گا اور یہ ضعف
کی طرف اشارہ کریگا تو البتہ یہ قیل ضعف کے واسطے مسلم مانا جائے گا
اور اس قیل کے مقولہ کو ضعیف ہی تصور کرین گے جیسا کہ کتاب ملتقی الابحر
کے مصنف نے اسکا التزام کر لیا ہو اور کتاب مذکور کے دیباچہ مین ظاہر
بھی کر دیا ہو کہ قیل اور قالوا سے مین مرجوح قول کی طرف اشارہ کرتا ہون
اور علامہ حسن شرنبلالی نے کہا ہو کہ صیغۂ قیل لیس کل ما
دخلت علیہ یکون ضعیفا اھ یعنے یہ بات نہین ہو کہ جس پر صیغۂ قیل
ہو وہ ضعیف ہی ہو۔ پس یہ جو مشہور ہو کہ قیل اور یقال وغیرہما صیغۂ
تمریض ہین تو اسکے یہ معنی نہین ہین کہ یہ صیغے اسواسطے موضوع ہین اور
جہان صیغۂ تمریض مستعمل ہوگا وہان ضعف ہی کی طرف اشارہ ہوگا
بلکہ ایسا اسوقت خیال کیا جائے گا کہ جب قائل اسکا التزام بھی اپنے
اوپر کر لے کہ جہان مین قیل کہون وہان تمریضی صیغہ ہوگا اور
اُس سے ضعف اور مرجوح کی طرف اشارہ سمجھنا یا سیاق
وسباق اور مقام کے قرینے سے ظاہر ہو لے کہ مقولۂ قیل
مرجوح وضعیف ہو۔

تبصرہ ۲۳

استعمال ینبغی

لفظ ینبغی متأخرین فقہا کے نزدیک مستحب کے محل مین اور لفظ لا ینبغی کا استعمال مکروہ تنزیہی کی جگہ مین مشہور ہی اگرچہ متقدمین فقہا کے عرف مین اسکا استعمال اعم ہی اور ایسا قرآن شریف مین جابجا ہی جیسا کہ اس آیت ماکان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء مین اور آیت کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور آیت شریفہ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا مین ہی۔
اور مصباح المنیر کی عبارت کا خلاصہ یہ ہی کہ کبھی اُسکے معنے یجب کے ہوتے ہین اور کبھی یندب کے جیسا موقع ہوگا ویسا استعمال کیا جائے گا۔
اور علامۂ شامی نے کہا ہی کہ فقہا نے لفظ ینبغی سے وجوب مراد لیا ہی باوجود اسکے کہ غیر وجوب مین اِسکا استعمال غالبًا ہوتا ہی۔

تبصرہ ۲۴

استعمال لاباس

لفظ لا بأس کا استعمال ترک اولی کے واسطے مطرد نہین ہی بلکہ مندوب مین بھی یہ استعمال کیا جاتا ہی۔ لفظ لا بأس دلیل اسی کی ہی کہ اُسکا غیر مستحب ہی۔ یعنے مدخول علیہ لا بأس مستحب نہین ہی اسواسطے کہ بأس کے معنے شدت ہی۔ اور مندوب مین لفظ لا بأس کا جو استعمال ہوتا ہی تو یہ وہین ہوگا جہان بأس اور شدت کا توہّم ہو۔ مثلاً وضو

موجود رہنے پر پھر دوبارہ وضو کرے تو یہ فعل مستحب ہی اور وانہ نور علی نور آیا ہی۔ اور یہان کہین الوضوء علے الوضوء لاباس بہ تو مطلب اسکا یہ ہوگا کہ یہ مستحب ہی مکروہ نہین اگرچہ اسکا زیادہ استعمال ترک اولے کے محل پر ہوتا ہی لیکن مندوب و مستحب مین بھی کبھی استعمال کر لیا جاتا ہی۔ ایسطرح فقہا کہتے ہین لا بأس بتکبیر التشریق عقب العید۔ تو یہان اس سے استحباب مراد ہی یعنے یہ فعل مستحب ہی اسواسطے کہ مسلمانون کا اسپر توارث اور تعامل ہی یعنے علما و فقہا کا ہمیشہ سے اس پر عملدرآمد ہی تو اُنکی اتباع و پیروی واجب ہی۔ تنویر الابصار اور درمختار اور بحر رائق اور رد المحتار کے مضمون کا خلاصہ یہ ہی۔ اسکو یاد رکھنا چاہیے۔

تبصرہ [۲۵]

تین قسم کی کتابون سے فتوا دینا جائز نہین ہی۔ جیسا کہ شامی نے شرح اشباہ سے نقل کیا ہی۔

ایک [۱] کتب مختصرہ سے چاہے وہ معتبر ہون یا نہون محض اختصار کی وجہ سے منع کیا گیا ہی کہ اختصار مخل ہو سکتا ہی بعضے مقام پر بغیر شرح اور حاشیہ دیکھنے کے مطلب سمجھا نہین جاتا جب بخوبی اصلی مطلب اور نفس مسئلہ کو عبارت کتاب سے نہ سمجھے گا تو غلطی کرنے کا احتمال قوی ہی مثال کتب مختصرہ کی نھر اور شرح کنز عینی کی اور درمختار شرح تنویر الابصار اور اشباہ وغیرہ ہی۔

دوسرے[۲] اُن کتابون سے جنکے مصنف کا حال خوب معلوم نہو کہ بڑا معتمد علیہ فقیہ تھا یا معمولی فقیہ رطب یابس کا جامع تھا جیسے شرح کنز ملا مسکین کی ہی کہ ملا مسکین کا حال مجہول ہی۔ اسی طرح جامع الرموز نقایہ کی شرح جو قہستانی کی مشہور کتاب ہی اسمین بھی رطب و یابس بھرا ہی۔ اور وہ معتمد فقیہ بھی نہ تھا۔

تیسرے[۳] اُن کتابون سے جنمین اقوال ضعیفہ اور مسائل شاذہ غیر معتبر کتابون سے منقول ہون جیسے زاہدی غزمینی معتزلی کی قنیہ اور حاوی ہی۔ پس ان کتابون سے فتوا دینا جائز نہین ہی جب تک کہ منقول عنہ اور ماخذ کا پتہ نہ لگے۔

تبصرہ[۲۶] جامع الرموز کے حال مین

حال جامع الرموز

کتاب جامع الرموز مصنفہ شمس الدین محمد قہستانی کو بسبب رطب و یابس مسائل کے جمع ہونے اور مصنف کے حال اچھی طرح نہ معلوم ہونیکے کتب غیر معتبرہ مین شمار کیا ہی۔ یہان تک کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق مین صاف صاف کہدیا ہی کہ وہ فقہ وغیرہ کچھ نہین جانتا تھا وہ شیخ الاسلام ہروی کے زمانے مین کتابون کا دلال تھا اور وہ حاطب لیل ہی۔ دبلا موٹا صحیح ضعیف سب کچھ جمع کر لیتا ہی اور یہ عارضہ رافضیون کا سا ہی۔ یہ مضمون کشف الظنون وغیرہ مین ہی۔

تبصرہ قنیہ کے حال مین

قنیہ کو کتب غیر معتبرہ مین شمار کیا ہی۔ اسکے مصنف کا نام ابوالرجا مختار بن محمود زاہدی غزمینی معتزلی ہی۔ چونکہ اس مین روایات ضعیفہ اور مسائل شاذہ ہین اور نیز غیر معتبر کتابون سے اسمین نقل کرتے ہین لہذا علما نے اسکو بھی غیر معتبر بتلایا ہی یہان تک کہ مولانا برکلی رومی نے صاف قنیہ کے حق مین کہا ہی کہ اسکا درجہ کتب غیر معتبرہ سے اوپر ہی اور بعضے عالمون نے اپنی کتابون مین اُس سے نقل کیا ہی لیکن یہ قنیہ علما کے نزدیک ضعف روایت کے ساتھ مشہور ہی اور اُسکا مصنف معتزلی تھا آھ اور علامہ طحطاوی نے حاشیۂ درمختار کے باب مایفسد الصوم مین لکھا ہی کہ جو قنیہ مین یہ لکھا ہی کہ (دسوین محرم عاشورا کے روز سرمہ نہ لگانا واجب ہی) اسپر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ قنیہ حنفی فقہ کی معتبر کتابون سے نہین ہی آھ اور فتاوے تنقیح حامدیہ کے کتاب الاجارہ مین صاف لکھدیا ہی۔ کہ زاہدی مصنف حاوی و قنیہ کا قول جب کسی فقیہ کے مخالف ہو تو اُسکا اعتبار نہین ہی اور یہ قول ابن وہبان علامہ کا ہی آھ اور ایسا ہی کشف الظنون اور نافع کبیر وغیرہما مین بھی ہی۔

اور واضح ہو کہ فتاوا تنقیح حامدیہ کے مصنف علامہ محمد امین مشہور بابن عابدین شامی متوفی سنہ ۱۲۵۲ ہجری ہین۔

فہرست کتب غیر معتبرہ

جن سے فتوا دینا منع کیا گیا ہی

مع نام مصنفِ کتب و نام علماے مانعین رحمہم اللہ

یہان کتب غیر معتبرہ کی ایک فہرست پیش کیجاتی ہی جن سے فتوا دینا منع کیا گیا ہی- اور ہر غیر معتبر کتاب کے مقابل اُسی سطر مین اُسکے مصنف کا نام بھی لکھدیا ہی- اور مانعین علما کا نام بھی درج کردیا گیا تاکہ فتوا نویس لوگ تامل کے بعد فتوا نقل کرین اور دھوکا نہ کھاوین وما علینا الا البلاغ –

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف کتاب	نام مانعین
۱	قنیہ	ابوالرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی غزمینی معتزلی-	ابن وہبان مولانا برکلی شامی طحطاوی-
۲	حاوی	ایضاً-	ابن عابدین شامی-
۳	جامع الرموز	شمس الدین محمد خراسانی قہستانی-	مولانا عصام الدین
۴	السراج الوہاج	ابوبکر بن علی بن محمد حدادی-	مولانا برکلی-
۵	مشتمل الاحکام	فخر الدین رومی	ایضاً
۶	کنز العباد	علی بن احمد غوری-	جمال الدین مرشدی ملا علی قاری
۷	مطالب المومنین	بدر الدین بن تاج بن عبد الرحیم لاہوری-	ابن عابدین شامی
۸	خزانۃ الروایات	قاضی جگن حنفی ساکن قصبہ گن ضلع گجرات-	ایضاً

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف کتاب	نام ناقلین
۹	شرعۃ الاسلام	رکن الاسلام امام زادہ محمد بن ابو بکر جوغی۔	ابن عابدین شامی
۱۰	الفتاوی الصوفیہ	فضل اللہ محمد بن ایوب۔	مولانا برکلی۔ ابن کمال باشا
۱۱	فتاوی طوری	+	ابن عابدین شامی
۱۲	فتاوے ابراہیم شاہی	قاضی شہاب الدین ملک العلما یا نظام الدین گیلانی۔	مولانا عبد القادر بدایونی۔
۱۳	خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ نسفی۔	مولانا عبد الحی لکھنوی
۱۴	فتاوی ابن نجیم	زین العابدین مصری۔	ابن عابدین شامی
۱۵	شرح کنز	ملا مسکین۔	ایضاً
۱۶	شرح مختصر وقایہ	ابو المکارم۔	ایضاً

نقشہ موالید و وفیات ائمہ اربعہ مع ذکر اعمار و مزار

نمبر شمار	نام	موالید	وفیات	عمر	مزار
۱	امام ابو حنیفہ رح	سنہ ۸۰ ھ	سنہ ۱۵۰ ھ	۷۰	دار السلام بغداد
۲	امام مالک رح	سنہ ۹۰ ھ	سنہ ۱۷۹ ھ	۸۹	دار الہجرۃ مدینہ منورہ
۳	امام شافعی رح	سنہ ۱۵۰ ھ	سنہ ۲۰۴ ھ	۵۴	مصر
۴	امام احمد رح	سنہ ۱۶۴ ھ	سنہ ۲۴۱ ھ	۷۷	بغداد

تذکرہ اکابر علماے اسلام کے مختصر تراجم ووفیات کے بیان مین

یہان دوسری صدی سے تیرھوین صدی تک کے اکابر علماے اسلام کے مختصر تراجم ووفیات لکھے جاتے ہین۔ اسمین مراتب علما کا لحاظ نہین کیا گیا ہے۔ بلکہ تقدیم وتاخیر باعتبار سال وفات کے ہے فافہم

دوسری صدی کے علما

ابراہیم بن میمون مروزی محدث صدوق امام ابوحنیفہ اور عطاء سے روایت کرتے تھے۔ امام بخاری نے اِن سے معلق روایت کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اپنی اپنی سنن مین ان سے تخریج کی ہے۔ مرو مین ان کا انتقال ہوا ہے۔

فائدہ امام ہمام ابوحنیفہ سے اگرچہ صریحی روایت صحیحین مین نہین ہے مگر امام اعظم کے تلامذہ کی روایتون سے صحیحین بلکہ صحاح ستہ بھری ہین۔ اور حافظ ابوعیسے الکہ ترمذی جو امام بخاری ومسلم کے ایک حدیث مین استاد بھی ہین کتاب العلل مین یعنے جامع ترمذی کے آخر مین امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ یعنے توثیق وتعدیل اور جرح مین امام ہمام ابوحنیفہ کے قول کی تقلید کی۔ صاحب بصیرت اسی مقام پر اگر خوض کرے تو امام کے پایہ ومرتبہ کو بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن

لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

دیکھو جامع ترمذی مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۲ ہجری جلد ۲- صفحہ ۳۳۳ مین ترمذی روایت کرتے ہین **حدثنا** محمود بن غیلان حدثنا ابو یحیی الحمانی قال سمعت ابا حنیفة یقول ما رائت احدا اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن ابی رباح قال (ابو عیسیٰ) وسمعت الجارود یقول سمعت وکیعا یقول لولا جابر الجعفی کان اهل الکوفة بغیر حدیث ولولا حماد لکان اهل الکوفة بغیر فقه اھ اگر کسی کو شبہہ ہو تو راقم الحروف کے پاس آکر دیکھ جائے فوراً وسواسِ خناس دور ہو جائے گا انشاء اللہ تعالی-

مِسْعَر بن کِدام ہلالی کوفی ابو سلمہ حافظ احادیث ثقہ امام ابو حنیفہ اور قتادہ اور عطاء سے روایت کرتے تھے- اور اِن سے سُفیان ثوری نے روایت کی ہے- سفیان ثوری اور شعبہ کے مباحثہ مین یہی حکم مانے جاتے تھے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سُفیانین آپ کے شاگرد تھے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے- وفات آپ کی سنہ ۱۵۲ ہجری یا سنہ ۱۵۵ ہجری مین ہے-

داؤد بن نصیر طائی کوفی ابو سلیمان محدث ثقہ تھے- انھون نے اعمش اور ابن ابی لیلی سے حدیث اور امام ابو حنیفہ سے فقہ پڑھی- سفیان بن عُیَینہ نے اِن سے روایت کی ہے- اور نسائی نے اِن سے تخریج کی ہے- اِن حضرت نے امام ابو حنیفہ کی بیس برس تک شاگردی کی ہے-

سُفیان بن سعید بن مسروق شیخ الاسلام سید الحفاظ ابو عبد اللہ ثوری کوفی فقیہ- امیر المؤمنین فی الحدیث تھے- آپ کے والد بھی علمائے کوفہ سے تھے

آپ کا حافظہ بہت ہی قوی تھا آپ کا قول ہے کہ مین نے جس چیز کو اپنے دل مین رکھا پھر مین بھولا نہین۔ آپ نے اپنے والد سعید اور زبید بن حارث اور حبیب بن ابی ثابت اور اسود بن قیس اور زیاد بن علاقہ اور محارب بن دثار وغیرہم سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے ابن مبارک اور یحیی قطّان اور وکیع وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ابن جوزی علامہ نے آپ کے مناقب مین ایک مجلد تصنیف کی ہے۔ جسکا خلاصہ ذہبی نے اپنی تاریخ مین داخل کرلیا ہے۔ ثوری کی ولادت ۹۷ھ ہجری مین ہوئی۔ خلیفہ مہدی کے خوف سے آپ روپوش ہوکر بصرہ بھاگے اور وہین بماہ شعبان ۱۶۱ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

عمرو بن میمون بلخی محدث فقیہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ حافظ ترمذی رحمہ اللہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ یہ اخیر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔ ۱۷۱ھ

شریک بن عبداللہ کوفی امام ابو حنیفہ کی صحبت مین بہت رہے اور امام سے روایت بھی کی ہے۔ آپ سے عبداللہ بن مبارک اور یحیی بن سعید نے روایت کی۔ امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ کو امام ابو حنیفہ رح نے کثیر العقل کا خطاب عطا فرمایا مگر اخیر عمر مین آپ کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور اکثر روایت مین خطا کرنے لگے تھے۔ ۱۷۷ھ

عافیہ بن یزید بن قیس ازدی کوفی۔ امام ابو حنیفہ رح کے اصحاب مین سب سے بڑے درجے کے آپ فقیہ اور محدث تھے۔ اور آپ روایت حدیث مین صدوق مانے گئے ہین۔ امام اعمش اور ہشام بن عروہ سے

آپ سے حدیث پڑھی ہی۔ آپ کوفہ کے قاضی بھی تھے۔ نسائی نے آپ سنہ ۱۸۰ھ
سے تخریج کی ہی۔

عبدالکریم بن محمد جرجانی قاضی فقیہ محدث تھے اور امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی ہی۔ سنہ ۱۸۱ھ

عبداللہ بن مبارک مروزی شہر مَرْو کے باشندہ تھے۔ مَرو سے بغداد آئے اور امام ابوحنیفہ کی خدمت مین مدت تک حاضر رہ کر فیض ظاہری وباطنی سے مالامال ہوئے۔ پھر بعد وفات امام ابوحنیفہ رح کے آپ نے امام مالک اور سُفیانین اور ہشام اور عاصم احول اور سلیمان تیمی وغیرہم سے استفادہ کیا۔ اور سفیان ثوری نے بھی آپ سے اخذ کیا ہی۔ یحییٰ ابن معین اور امام احمد بن حنبل اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم آپ کے شاگردون مین سے تھے۔ آپ مجاب الدعوات تھے۔ اور سنہ ۱۱۸ ہجری مین پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۸۲ھ

یحییٰ بن زکریا ہمدانی کوفی ابوسعید حافظ حدیث فقیہ جامع فقہ وحدیث تھے۔ امام ابوحنیفہ رح کے چالیس اصحاب جو تدوین کتب فقہ مین مشغول تھے اُنمین سے آپ عشرہ مُتقدمین مین داخل تھے۔ آپ نے مدت تک دارالسلام بغداد مین حدیث کا درس دیا۔ امام احمد اور یحیی بن معین اور قتیبہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے آپ سے حدیث پڑھی ہی۔ ۹۳ سال کی عمر مین آپ نے شہر مدائن مین وفات پائی۔ سنہ ۱۸۷ھ

فُضَیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی عالم ربانی عابد زاہد ثقہ

صاحب کرامات امام اعظم ابو حنیفہ رح کے شاگرد تھے۔ ایک مدت تک امام صاحب کی خدمت مین رہکر فقہ و حدیث پڑھی۔ اور آپ سے امام شافعی وغیرہ نے روایت کی۔ اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہی۔ آپ نے کوفہ سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ کی مجاورت اختیار کی اور وہین محرم الحرام کے مہینے مین آپ کا وصال ہوا۔

عیسیٰ بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے۔ حدیث کو اعمش اور امام مالک سے سنا۔ اور علم فقہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے پڑھا۔ آپ نے ۴۵ غزوے اور ۴۵ حج کیے۔ امام بخاری و مسلم وغیرہما نے آپ سے تخریج کی ہی۔

علی بن مُسہر کوفی ابو الحسن فقیہ محدث صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے۔ حدیث اعمش اور ہشام بن عُروہ سے سُنی۔ اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم اور اُنکی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ عرصہ تک آپ موصل کے قاضی تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہی۔

عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن اودی کوفی فقیہ محدث امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ اور اعمش اور ابن جریج اور ثوری اور شعبہ سے بھی روایت کی ہی۔ اور آپ سے امام مالک اور ابن مبارک اور امام احمد نے روایت کی۔ بواسطہ اِن کے بھی امام مالک امام ابو حنیفہ کے تلامذہ مین ہوئے۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہی۔

حفص بن غیاث بن طلق کوفی عالم محدث ثقہ زاہد امام ابو حنیفہ کے

اصحاب سے تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے اور حدیث امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریج اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن سعید القطان نے روایت کی۔ اور آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی۔

سنہ ۱۹۷ھ **وکیع بن جرّاح** کوفی فقہ و حدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد امام شافعی اور امام احمد کے شیخ تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے پڑھی۔ اور علم حدیث امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور ابن جریج اور سُفیانین اور اوزاعی اور اعمش وغیرہم سے پڑھا۔ اور آپ سے ابن مبارک اور یحییٰ بن اکثم اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن راہویہ نے حدیث پڑھی۔ اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ امام ابو حنیفہ ہی کے قول پر فتوا دیتے اور یحییٰ بن سعید القطان آپ ہی کے قول پر فتوا دیا کرتے تھے۔ ستر سال کی عمر مین آپ کی وفات ہوئی۔

سنہ ۱۹۸ھ **سُفیان بن عُیَینہ** بن میمون ہلالی کوفی محدث علامہ حافظ شیخ الاسلام ثقہ فقیہ کوفہ مین ۱۵۔ شعبان سنہ ۱۰۷ہجری مین پیدا ہوئے۔ پھر بیس سال کی عمر مین مکہ سے کوفہ آئے اور امام ابو حنیفہ سے ملے اور اُن سے حدیث کی روایت کی امام ابو حنیفہ ہی نے آپ کو درس حدیث کے لیے جامع مسجد مین پہلے پہل بٹھایا تھا۔ اور آپ نے عمرو بن دینار اور زہری اور زیاد بن علاقہ اور ابو اسحٰق سبیعی اور اسود بن قیس اور زید بن اسلم اور عبد اللہ بن دینار اور محمد بن المنکدر اور منصور بن معتمر اور قاری امام عاصم اور اعمش اور عبد الملک بن عُمیر سے

حدیث پڑھی۔ اور آپ سے اعمش اور ابن جریج اور شعبہ وغیرہم آپ کے استادون نے اور ابن مبارک اور ابن مہدی اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور اسحق بن راہویہ اور احمد بن صالح اور زعفرانی اور علی بن حرب اور محمد بن عیسے بن حیان مدائنی اور زکریا بن یحییٰ مروزی اور احمد بن سنان رملی اور محمد بن اسحق اور زہیر بن بکّار اور عبد الرزّاق بن ہمام اور یحییٰ بن اکثم نے روایت کی ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے بکثرت آپ سے تخریج کی۔ اور آپ نے ستر حج کیے اور مکہ معظمہ مین آپ نے وفات پائی آپ مدلس بھی تھے۔

شعیب بن اسحق بن عبد الرحمن دمشقی امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے محدث ثقہ فقیہ جید متہم بالارجاء تھے۔ آپ سے شیخین اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی۔

حفص بن عبد الرحمن بلخی امام ابوحنیفہ کے اصحاب مین محدث صدوق اور فقیہ تھے۔ آپ نے سفیان ثوری سے بھی روایت کی ہے۔ آپ پہلے بغداد کے قاضی تھے۔ پھر قضا چھوڑ کر عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے آپ سے نسائی نے اپنی کتاب مین تخریج کی ہے۔

معروف کرخی بن فیروز قطب وقت مجاب الدعوات تھے۔ آپ امام علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور آپ نے داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہ سے ظاہری وباطنی علوم کی تکمیل کی۔ سری سقطی نے آپ ہی سے ظاہری وباطنی علوم پڑھے۔

حماد بن دلیل ابو زید فقیہ محدث صدوق امام ابوحنیفہ کے اُن بارہ اصحاب

مین سے تھے جنکی طرف امام صاحب نے اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ یہ لوگ قضا کی صلاحیت رکھتے ہین۔ حدیث امام ابو حنیفہ اور ثوری اور حسن بن عمارہ سے پڑھی۔ مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے اپنی سنن مین آپ سے تخریج کی ہے۔

تیسری صدی کے علما

۲۰۰ھ تا ۲۰۸ھ **ابو سلیمان** موسی بن سلیمان جوزجانی فقیہ متبحر محدث حافظ تھے فقہ امام محمدؒ سے اور حدیث عبد اللہ بن مبارک اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ سے پڑھی۔ آپ ہی استاذ الفقہا ہین۔

۲۰۶ھ **یزید بن ہارون** ابو خالد واسطی اپنے زمانے کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے۔ حدیث امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور سفیان ثوری سے پڑھی۔ اور آپ سے یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے روایت کی۔ آپ شہر واسط کے رہنے والے تھے۔

۲۱۰ھ تا ۲۱۱ھ **حسین بن حفص** بن فضل ہمدانی اصفہانی فقیہ جید محدث صدوق تھے۔ آپنے فقہ امام ابو یوسف سے پڑھی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتوا دیتے تھے اسلیے امام اعظم کی فقہ ملک اصفہان مین آپ ہی کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی تھے۔ مسلم اور ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

معلیؒ بن منصور ابو یحییٰ رازی حافظ حدیث فقیہ متورع امام ابو یوسف سنہ ۲۱۱ھ
اور امام محمد کے اصحاب کبار سے تھے۔ حدیث امام مالک اور لیث اور حماد اور ابن عیینہ سے روایت کی اور آپ سے علی بن مدینی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ صحاح کی کتابون مین آپ سے بکثرت روایات ہین۔ اور آپ سے امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتابون اور امالی اور نوادر کی روایتین لوگون نے کی ہین۔

ضحّاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی بصری امام ابو حنیفہ کے سنہ ۲۱۲ھ
اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ معتمد تھے۔ اور ابو عاصم کنیت رکھتے تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح مین آپ سے تخریج کی۔ نوّے ۹۰ سال کی عمر مین بصرہ مین وفات پائی۔

خلف بن ایوب بلخی امام محمد اور امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ سنہ ۲۱۵ھ
محدث عابد زاہد صالح تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور معمر وغیرہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی۔ ترمذی مین آپ سے روایت موجود ہے۔ آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین بہت رہے اور اُن سے فیض لیا۔

محمد بن عبد اللہ بن مثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک انصاری صحابی سنہ ۲۱۵ھ
امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ تھے۔ آپ سے امام احمد اور علی ابن مدینی اور ائمہ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

علی بن معبد بن شداد رقیّ امام محمد کے اصحاب مین سے محدث ثقہ سنہ ۲۱۸ھ

مستقیم الحدیث فقیہ حنفی المذہب امام احمد کے طبقے کے تھے۔ حدیث ابن مبارک اور امام محمد اور امام مالک اور امام لیث اور امام شافعی اور وکیع اور ابن عیینہ وغیرہم سے پڑھی۔ آپ سے یحییٰ بن معین اور محمد بن اسحٰق اور قاسم بن سلام اور علی بن معبد ابن نوح اور اسحاق بن منصور اور یونس بن عبد الاعلی وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی کتاب مین آپسے تخریج کی ہے۔

۲۲۱ ہجری عیسی بن ابان بن صدقہ ابو موسی حفاظ حدیث مین افقہ تھے پہلے آپ کو امام محمد کی مجلس درس مین حاضر ہونے سے انکار تھا اور امام محمد کو مخالف حدیث سمجھا کرتے تھے ایک روز محمد بن سماعہ نے زبردستی آپ کو امام محمد کی مجلس مین حاضر کر دیا۔ بعد درس کے امام محمد سے عیسی نے ۲۵۔ باب حدیث کے پوچھے امام محمد نے ہر ایک کا جواب مع دلائل وشواہد وناسخ ومنسوخ کے بڑی شرح و بسط کے ساتھ دیا کہ آپ قائل ہو گئے۔ اور چھ ماہ تک امام محمد سے فقہ پڑھی اور آپ سے شیخ طحاوی[۱] نے تفقہ کیا۔

۲۲۸ ہجری ۲۲۹ خزاعی نعیم بن حماد مروزی محدث صدوق فقیہ فاضل تھے۔ آپ ہی نے پہلے پہل مسند جمع کی۔ اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت وتر کی روایت کی یہ وہی خزاعی ہین جو امام بخاری اور یحییٰ بن معین کے شیخ ہین۔ آپ نے بمقام سامرہ بحالت حبس وفات پائی۔

۲۳۰ ہجری فرخ محدث ثقہ فقیہ فاضل امام ابو یوسف کے غلام تھے۔ آپ نے صغر سنی مین امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا۔ اور امام صاحب کے جنازے کی نماز مین

---

[۱] یعنی قاضی ابو حازم عبد الحمید محدث اُستاد امام طحاوی نے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

شریک تھے۔آپ نے فقہ امام ابویوسف سے پڑھی۔اور آپ سے امام احمد اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ابوزرعہ اور بغوی نے حدیث لی ہے۔اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے فقہ پڑھی ہے اور احمد بن ابی عمران سے امام طحاوی نے فقہ پڑھی۔

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی امام ابویوسف کے اصحاب مین سے
حافظ حدیث ثقہ صدوق تھے۔آپنے امام ابوحنیفہ کو دیکھا اور اُن کے جنازے مین سنہ ۲۳۰ ہجری
شریک تھے۔حدیث جریر بن عثمان اور شعبہ اور سفیان ثوری اور امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہم سے سُنی اور پڑھی۔اور آپ سے امام بخاری اور ابوداؤد اور یحییٰ بن معین اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوقلابہ اور زیاد بن ایوب اور خلف بن سالم اور ابن ابی الدنیا اور حافظ ابوزرعہ اور ابویعلی اور ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی وغیرہم نے روایت کی ہے۔آپ کا حافظہ بیحد قوی تھا۔

محمد بن سماعہ تمیمی کوفی سنہ ۱۳۰ ہجری مین پیدا ہوئے۔آپ فقیہ محدث حافظ
ثقہ صدوق امام محمد کے اجل تلامذہ سے تھے۔فقہ ابویوسف اور حسن بن زیاد سنہ ۲۳۳ ہجری
سے اور حدیث امام لیث بن سعد اور امام ابویوسف اور امام محمد سے پڑھی اور آپ سے احمد بن ابی عمران شیخ طحاوی اور ابوبکر بن محمد قمی وغیرہ نے فقہ پڑھی ہے۔نوادر محمد بن سماعہ اور کتاب ادب القاضی اور کتاب المحاضر والسجلات آپ کی یادگار ہے۔جب آپ فوت ہوئے تو یحیی بن معین نے بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا
قَدْ مَاتَ رَيْحَانَةُ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الرَّاْیِ باوجود اسکے کہ آپ نوّے سال کے تھے آپ روزانہ دو سو رکعات نفل پڑھا کرتے تھے۔رحمۃ اللہ علیہ۔

سنہ ۲۳۸ ہجری **بشر** بن ولید بن خالد کندی فقیہ محدث ثقہ صالح عابد فقہ مین وہ امام ابو یوسف کے اور حدیث مین امام مالک وغیرہ کے شاگرد تھے اور آپ سے حافظ ابو نعیم موصلی اور ابو یعلی اور حامد بن شعیب نے تلمذ کیا۔ ابو داؤد نے اپنی سنن مین آپ سے روایت کی۔ معتصم باللہ کے عہد مین آپ قاضی بغداد تھے مسالہ خلق قرآن کے بارے مین معتصم نے آپ کو قید کیا تھا پھر متوکل کے عہد مین رہا ہوے زمانۂ پیری مین باوجود مفلوجی کے بھی آپ روزانہ دو سو رکعات نفل پڑھتے تھے ابن عیینہ آپ ہی سے فتوا دلواتے تھے۔

سنہ ۲۳۹ ہجری **داؤد** بن رشید خوارزمی امام محمد و حفص بن غیاث کے اصحاب سے محدث ثقہ فقیہ تھے امام مسلم و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائی نے آپ سے روایت کی بخاری نے بالواسطہ آپ سے ایک حدیث لی۔

سنہ ۲۴۱ ہجری **ابراہیم** بن یوسف بلخی شیخ اجل محدث ثقہ صدوق تھے امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین آپ کی بڑی عزت تھی۔ مدت تک امام ابو یوسف کی خدمت مین رہکر استفادہ کیا۔ حدیث سفیان اور امام مالک اور وکیع سے پڑھی امام نسائی نے اپنی کتاب مین آپ سے روایت کی ہے۔ اور آپ کو ثقہ بتلایا ہے۔

سنہ ۲۴۲ ہجری ۲۴۳ **یحیی** بن اکثم مروزی قاضی علامہ فقیہ محدث صدوق عارف مذہب بصیر احکام تھے۔ مامون عباسی کے بڑے رفیق تھے۔ حدیث امام محمد اور ابن مبارک اور سفیان بن عیینہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام بخاری نے غیر جامع مین اور ترمذی نے روایت کی ہے۔ تراسی سال کی عمر مین وفات پائی۔

سنہ ۱۶۲ ہجری **ابراہیم** بن ادہم بلخی محدث صدوق عارف ولی تارک الدنیا

صاحب کرامات تھے۔ مدت تک امام ابوحنیفہ کی صحبت مین رہکر اُن سے علم حاصل کیا۔ آپ فضیل بن عیاض کے مرید و خلیفہ تھے۔ پادشاہی چھوڑکر آپ نے فقر اختیار کیا۔ اور بہت سے مشایخ طریقت سے بھی آپنے فیض لیا۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیحین مین آپ سے روایت کی ہی۔

بکّار بن قتیبہ بن اسد بصری فقیہ زاہد محدث ثقہ تھے۔ بصرے مین ۱۸۲ سنہ ہجری مین پیدا ہوسے۔ فقہ ہلال رازی کے بیٹے یحییٰ تلمیذ امام ابویوسف سے پڑھی۔ اور امام زفر سے بھی استفادہ کیا ہی۔ اور آپ سے ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کی ہی۔ ۲۷۰ سنہ ہجری

محمد بن سلمہ بلخی فقیہ کامل عالم متبحر تھے اور ۱۹۲ سنہ ہجری مین پیدا ہوے فقہ ابوسلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی۔ اور محمد بن شجاع سے بھی بہت روز تک فقہ پڑھی ہی۔ اور آپ سے ابوبکر اسکاف نے تفقہ کیا ۲۷۸ سنہ ہجری

سلیمان بن شعیب امام محمد کے اصحاب مین سے بڑے فقیہ تبحر تھے۔ نوادر آپ کی تصنیفات سے یادگار ہی۔ آپ سے ابوجعفر طحاوی محدث نے روایت[1] کی۔ ۲۶۸ سنہ ہجری

احمد بن ابی عمران بن عیسیٰ بغدادی محدث فقیہ محمد بن سماعہ کے شاگرد تھے۔ امام طحاوی نے آپ سے بکثرت روایت کی ہی۔ ۲۸۰ سنہ ہجری

اسی صدی مین محمد بن مقاتل رازی اور ہشام بن عبداللہ رازی اور علی رازی اور ابوعلی دقاق اور احمد بن اسحٰق جوزجانی بھی گزرے ہین۔

---

[1] امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ کی معانی الآثار دیکھنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوسکتی ہی - ۱۲ منہ

چوتھی صدی کے علما

محمد بن سلام بلخی ابو حفص کبیر کے معاصر فقیہ متبحر صاحب فتاوی تھے۔ سنہ ۳۰۵ ہجری

ابو سعید احمد بردعی ابو علی دقاق اور اسمعیل بن حماد کے شاگرد رشید اور سنہ ۳۱۷ ہجری
ابوالحسن کرخی کے اُستاد تھے۔

طحاوی ابو جعفر احمد بن محمد ازدی نے۔ مذہب شافعی چھوڑکر مذہب حنفی سنہ ۳۲۱ ہجری
اختیار کیا بڑے فقیہ جید اور محدث جلیل القدر تھے۔ شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار
اور شرح جامعین آپ کی یادگار ہی۔

اِسکاف ابوبکر محمد بن احمد بلخی محمد بن سلمہ کے شاگرد۔ اور ابو جعفر ہندوانی سنہ ۳۳۳ ہجری
کے اُستاد۔ اور بڑے جلیل القدر فقیہ جید تھے۔

حاکم شہید محمد بن محمد بن احمد بلخی مروزی فقیہ محدث حاکم صاحب سنہ ۳۳۴ ہجری
مستدرک کے اُستاد تھے۔

صفار ابوالقاسم احمد بن عصمہ بلخی شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ محمد بن سماعہ کے سنہ ۳۳۶ ہجری
تھے۔ آپ اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ جید تھے۔

کرخی عبیداللہ بن حسن امام مجتہد فی المسائل فقیہ عابد زاہد ابو سعید بردعی سنہ ۳۴۰ ہجری
کے شاگرد۔ اور ابوبکر جصاص رازی کے اُستاد تھے۔ اکابر فقہا آپ
کے تلامذہ تھے

سَبَذمُونی المعروف بلقب استاذ۔ ابو عبداللہ بن ابو حفص کبیر سنہ ۳۴۰ ہجری
کے شاگرد۔ اور ابن مندہ محدث کے اُستاد تھے۔ آپ اصحاب وجوہ سے

تھے آپ کا ذکر مقدمے مین بعنوان سبذمونی کر دیا گیا ہی۔

طَبَری احمد بن محمد بن عبدالرحمن بغداد کے اکابر فقہا سے تھے۔ آپ ابو سعید بردعی کے شاگرد اور کرخی کے معاصر۔ شارح جامعین تھے۔ آپ طبرستان کے باشندہ تھے۔ سنہ ۳۴۰ ہجری

قاضی الحرمین ابو الحسن احمد بن محمد نیشاپوری شیخ حنفیہ۔ اور امام ابو الحسن کرخی کے شاگرد فقیہ کامل امام فاضل تھے۔ سنہ ۳۵۱ ہجری

ہندوانی امام محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بلخی فقیہ محدث۔ ابو حنیفہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ فقیہ ابو اللیث کے اُستاد تھے۔ آپنے ابو بکر اسکاف کے شاگرد ابو بکر اعمش سے فقہ پڑھی۔ اور آپ روزانہ اپنی والدۂ ماجدہ کا قدم چوما کرتے تھے۔ آپ کا ذکر مقدمے مین کر دیا گیا ہی۔ سنہ ۳۶۲ ہجری

سیرافی قاضی ابو سعید حسن بن عبداللہ۔ شہر سیراف کے باشندہ جامع علوم و فنون ابو الفرج اصفہانی کے معاصر۔ اور ابن دُرید لغوی اور ابن سراج نحوی کے شاگرد تھے۔ پچاس برس تک آپ صافہ مین مفتی حنفیہ رہے۔ سیبویہ نحوی کی الکتاب کی شرح بھی آپ نے لکھی ہی۔ سنہ ۳۶۸ ہجری

جَصَّاص ابو بکر احمد بن علی رازی۔ ابو سہل زجاج سے فقہ اور ابو حاتم اور عثمان دارمی سے حدیث پڑھی۔ آپ کو اصحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔ مگر آپ کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین کہنا بجا ہی۔ آپ کی عمر پینسٹھ برس کی تھی۔ سنہ ۳۷۰ ہجری

ابو اللیث سمرقندی امام الہدیٰ نصر بن محمد فقیہ محدث لاکھ حدیث کے حافظ تھے۔ علوم صفار سے حاصل کیے۔ آپ تمام عمر مین کبھی جھوٹ سنہ ۳۷۳ ہجری

نہین ہوئے۔ آپ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کتب امام محمد و امام وکیع و ابن مبارک و امالی امام ابو یوسف سب آپ کو حفظ تھین۔ بستان العارفین وغیرہ آپ کی یادگار ہی۔

سنہ ۳۹۳ ہجری

زعفرانی ابو الحسن محمد بن احمد فقیہ ثقہ صالح ابو بکر رازی کے شاگرد تھے۔ زعفرانی یا تو نسبت ہی شہر زعفرانیہ کی طرف جو بغداد کے قریب ایک گانوٗن کا نام ہی۔ یا نسبت ہی بیع زعفران کی طرف۔ اور نیز زعفران دو شہرون کا نام بھی ہی۔ ایک تو علاقہ بغداد مین۔ اور دوسرا ہمدان اور اسد آباد کے درمیان مین ہی واللہ اعلم۔

سنہ ۳۹۸ ہجری

فقیہ جرجانی ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ علامۂ فہامہ افقہ الفقہا ابو بکر رازی کے شاگرد۔ اور قدوری اور احمد ناطفی کے اُستاد تھے۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو اصحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔

اسی صدی کے علما سے امام رستغفنی[1] اور دامغانی[2] اور زجاجی[3] اور خیزاخزی اور ابو جعفر اشتروشنی اور ابو بکر محمد کلاباذی اور ابو عبداللہ حسن زعفرانی وغیرہم ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

---

۱ نام آپ کا علی بن سعید سمرقندی ہی۔ آپ ابو منصور ماتریدی کے صحبت یافتہ اور بڑے فقیہ اصولی قصبۂ رستغفن کے باشندے تھے اور آپ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ مقدمے مین آپ کا ذکر کردیا گیا ہی فانظرثمہ۔ ۱۲

۲ آپ کا نام ابو بکر احمد بن محمد ہی۔ آپ بڑے فقیہ محدث امام طحاوی اور ابو سعید بردعی اور امام کرخی کے شاگرد تھے۔ آپ شہر دامغان کے باشندے تھے جو خراسان مین کوہستان کے پاس واقع ہی۔ ۱۲

۳ آپ کی شہرت ابو سہل کے نام سے ہی آپ بڑے فقیہ اور عالم جید تھے آپ امام کرخی کے شاگرد تھے۔ ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہا آپ کے تلامذہ سے تھے۔ ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ ماجناہ

پانچوین صدی کے علما

قدوری ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد جعفر فقیہ محدث صدوق تھے۔ فقیہ جرجانی کے شاگرد اور خطیب عہ بغدادی کے اُستاد تھے آپ اجل فقہا تھے کتاب مختصر قدوری آپ کی یادگار ہی۔ مقدمے مین آپ کا حال لکھا گیا ہی۔ وفات سنہ ۴۲۸ ہجری

ابن سینا رئیس الحکما۔ شیخ رئیس۔ ابوعلی حسن بن عبداللہ بن سینا اہل اسلام مین اعلیٰ درجے کا حکیم طبیب عالم جامع علوم وفنون صاحب تصانیف یہ شخص گزرا ہی شفا کتاب انھین کی یادگار ہی۔ اِن کا خاتمۂ موت بہت اچھا ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ وفات سنہ ۴۲۸ ہجری

دبوسی ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ قاضی فقیہ جید تھے۔ مدت تک علماے بخارا و سمرقند سے مناظرہ کیا کیے۔ مقدمے مین آپ کا حال گزرا ہی۔ وفات سنہ ۴۳۰ ہجری

صیمری حسین بن علی بن محمد بن جعفر محدث صدوق تھے۔ ۳۵۱ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ آپ شہر صیمر کے پہاڑ پر رہا کرتے تھے جو ملک خورستان مین نہر بصرہ پر واقع ہی۔ آپ نے ابوالحسین دارقطنی سے حدیث پڑی ہی۔ آپ قاضی القضاۃ دامغانی کے اُستاد اور خطیب بغدادی کے شیخ تھے۔ بغداد مین آپ کا انتقال ہوا۔ وفات سنہ ۴۳۶ ہجری

ناطفی احمد بن محمد ابوالعباس فقیہ محدث تھے۔ آپ نے فقہ ابوعبداللہ جرجانی سے پڑھی ہی اور جرجانی ابوبکر جصاص رازی کے شاگرد تھے۔ وفات سنہ ۴۴۶ ہجری

عہ صاحب تاریخ ابوبکر احمد بن علی بغدادی ہیں ماہ ذی الحجہ ۴۶۳ھ ہجری مین ان کا انتقال ہوا ۱۲ تاریخ خمیس صفحہ ۴۰۱ منہ

مقدمے مین آپ کا حال گذر چکا ہی۔

شمس الایمہ حلوانی عبد العزیز بخاری بڑے علامہ فقیہ جید تھے ابن کمال باشانے آپ کو مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی۔ شمس الایمہ سرخسی اور شمس الایمہ زرنگری اور فخر الاسلام بزدوی اور صدر الاسلام بزدوی آپ کے تلامذہ سے تھے۔

عکبری ابو القاسم عبد الواحد بن علی بڑے فقیہ نحوی نغوی مؤرخ ادیب تھے حنبلی مذہب سے رجوع کر کے حنفی المذہب اختیار کیا۔ یہ احمد قدوری کے شاگرد تھے۔ عکبر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلے پر دریاے دجلہ پر واقع ہی۔

سُغدی رکن الاسلام ابو الحسن علی شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد تھے۔ آپ بخارا کے قاضی بھی تھے۔ قاضیخان وغیرہ فتاوے مین آپ کے مکرر جابجا اقوال مذکور ہین۔ سُغد سمرقند کے نواح مین ایک علاقے کا نام ہی۔

کرابیسی ابو المظفر جمال الاسلام اسعد بن محمد بن حسین نیشاپوری فقیہ ادیب اصولی تھے۔ کرابیس کرباس کی جمع ہی۔ اور وہ ایک قسم کے کپڑے کو کہتے ہین۔ یا تو آپ اسکی تجارت کرتے تھے یا بیع و شرا کرتے تھے۔

دامغانی ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد حنفی۔ صیمری کے شاگرد تھے۔ اور فقہ قدوری سے پڑھی۔ دامغان مین ۳۹۸ھ ہجری مین پیدا ہوے تیس سال سے زیادہ آپ بغداد مین قاضی تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قُبّے کے زیر سایہ آپ کا مزار ہی۔ قاضی القضاۃ بڑے دامغانی آپ ہی ہین چھوٹے

دامغانی چھٹی صدی کے ہین۔

اسبیجابی ابو نصر احمد بن منصور امام متبحر فقیہ جید تھے۔ بعد وفات سید ابو شجاع کے آپ ہی کو لوگون نے فتوے فرائض مین اُن کا قائم مقام سمجھا مختصر طحاوی کی شرح نہایت ہی عمدہ آپ نے لکھی ہی۔ سمرقند کے علما و فقہا سے آپ سے بہت مناظرے ہوے۔ وفات ۴۸۰ ہجری

بزدوی علی بن محمد سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوے۔ فقیہ محدث اصولی حفظ مذہب مین ضرب المثل اپنے زمانے کے امام۔ شیخ حنفیہ مرجع انام تھے آپ نے اصول بزدوی و شرح جامعین کے علاوہ قرآن شریف کی ایک بڑی تفسیر ایک سو بیس جلدون مین لکھی ہی۔ وفات ۴۸۲ ہجری

شمس الائمہ سرخسی محمد بن احمد سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوے اپنے زمانے کے امام علامہ متکلم مناظر اصولی فقیہ محدث مجتہد تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی۔ آپ شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد۔ اور برہان الائمہ عبد العزیز اور محمود اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بیکندی وغیرہم کے استاد تھے۔ آپ کا حافظہ امام شافعی سے زیادہ قوی تھا چنانچہ کسی نے آپ کے سامنے امام شافعی کا ذکر کیا کہ اُن کو تین سو جلد کتابون کی یاد تھین اس پر آپ نے اپنی محفوظ جلدون کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار نکلین واللہ اعلم۔ وفات ۴۹۰ ہجری ۱۰۵۵ء

سید ابو شجاع محمد بن احمد بن حمزہ بڑے عالم فقیہ۔ رکن الاسلام علی سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے۔ آپ کے زمانے مین جس

فتوے پر اِن تینون کے دستخط ہوتے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

اسی صدی مین عطا بن حمزہ سغدی استاد نجم الدین عمر نسفی اور صیمری کے شاگرد ابو الحسن نیشاپوری مفسر صاحب تفسیر وغیرہما تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

چھٹی صدی کے علما

سنہ ۵۱۲ ہجری **شمس الایمہ** زرنگری بکر بن محمد ہجری مین بخارا کے قریب قصبۂ زرنگر مین پیدا ہوے یہ ابو حنیفہ صغیر کے نام سے پکارے جاتے تھے کیونکہ یہ بڑے اعلی درجہ کے فقیہ تھے۔

سنہ ۵۱۳ ہجری **دامغانی** قاضی القضاۃ ابو الحسن علی بن قاضی القضاۃ محمد بن علے دامغانی حنفی بڑے جلیل القدر فقیہ تھے۔ بغداد مین چونسٹھ برس کی عمر مین آپ کا انتقال ہوا۔

سنہ ۵۱۸ ہجری **خیزاخزی** احمد بن عبد اللہ فقیہ محدث امام جامع بخارا تھے۔ آپ قصبۂ خیزاخز کے رہنے والے تھے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی۔

سنہ ۵۲۰ ہجری **کشانی**[1] ابو سعید رکن الدین مسعود بن حسین فقیہ محدث شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد اور صدر شہید کے استاد اور کتاب مختصر مسعودی کے مصنف تھے۔ مزار آپ کا سمرقند مین ہی۔

سنہ ۵۳۴ ہجری **صفار** ابو اسحق رکن الاسلام ابراہیم بن اسمعیل معروف بہ زاہد صفار

---

[1] کشانی کشانیہ کی طرف منسوب ہی جو نواح سمرقند مین ایک شہر کا نام ہی۔ ۱۲ منہ

فخرالدین قاضیخان سے کے استاذ اور بڑے فقیہ عابد تھے۔ آپ تانبے کے ظروف بیچا کرتے تھے۔

اسبیجابی[ا] علی بن محمد بن اسمٰعیل شیخ الاسلام صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ مختصر طحاوی اور مبسوط کی شرح بھی آپ نے لکھی ہی۔ سمرقند ہی مین ۶ جمادی الاولی ۴۵۴ھ ہجری مین آپ پیدا ہوے۔ سنہ ۵۳۵ ہجری

منہاج الشریعۃ محمد بن محمد بن حسین اپنے زمانے کے امام بڑے ذی عزت کثیر العلم صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ کے وقت مین آپ سا فاضل دوسرا نہین تھا۔ سنہ ۵۳۵ ہجری

صدر شہید ابو محمد حسام الدین عمر بن عبد العزیز فقیہ محدث عالم یگانہ امام زمانہ صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ نے علوم اپنے والد برہان الدین کبیر سے پڑھے۔ سنہ ۵۳۶ ہجری

مفتی الثقلین نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی بڑے اصولی فقیہ محدث مفسر لغوی نحوی ادیب صاحب ہدایہ کے استاد صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی کے شاگرد تھے۔ سنہ ۵۳۷ ہجری

زمخشری ابو القاسم محمود بن عمر امام علامہ نحوی لغوی فقیہ محدث مفسر ادیب بیانی مناظر کلامی حنفی معتزلی تھے۔ تفسیر حدیث لغت ادب مین آپ نے اپنا اعجاز دکھایا ہی آپ شہر زمخشر علاقہ خوارزم مین ۴۶۷ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ سنہ ۵۳۸ ہجری

[ا] اسبیجابی نسبت ہی اسبیجاب کی طرف جو تاشکند اور سیرام کے درمیان ایک شہر ہی۔ ۱۲ منہ

سنہ ۵۴۰ ہجری **ولوالجی** ابوالفتح عبدالرشید صاحب فتاوے ولوالجیہ علامہ فاضل فقیہ کامل تھے۔ مقدمے مین آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔

سنہ ۵۴۲ ہجری **طاہر بخاری** افتخارالدین امام مجتہد فی المسائل اور قاضیخان کے شاگرد تھے۔ خلاصۃ الفتاوے اور خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب کے مصنف تھے۔

سنہ ۶۴۲ ہجری **شمس الایمہ کردری** عبدالغفور بن لقمان بن محمد شارح جامعین اور زیادات تھے۔ حیرۃ الفقہا آپ کی تصنیف سے ہے۔ آپ شہر کردر کے رہنے والے تھے جو خوارزم مین واقع ہے۔ ابوالمفاخر آپ کی کنیت اور تاج الدین اور شمس الایمہ لقب تھا۔

سنہ ۵۷۳ ہجری **امام زادہ** چوغی رکن الاسلام محمد بن ابوبکر ادیب واعظ صوفی مفتی بخارا۔ شمس الایمہ بکر زرنگری کے شاگرد اور برہان الاسلام زرنوجی صاحب تعلیم المتعلم اور عبیداللہ محبوبی اور محمد بن عبدالستار کردری کے استاد تھے۔ چوغ ایک شہر کا نام ہے جو سمرقند کے علاقے مین ہے۔

سنہ ۵۶۲ ہجری **بقالی** زین المشایخ محمد بن ابوالقاسم خوارزمی امام فقیہ محدث مناظر ادیب شاعر جاراللہ زمخشری کے شاگرد تھے۔ آپ ترکاری وغیرہ بیچا کرتے تھے۔

سنہ ۵۸۶ ہجری **عتّابی** ابونصر زاہدالدین احمد بن محمد۔ بخارا کے محلے عتّاب کے رہنے والے شارح جامعین و زیادات تھے۔ فتاوے عتابیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔

سنہ ۵۸۴ ہجری **شمس الایمہ** عمادالدین بن شمس الایمہ بکر بن محمد بن علی زرنگری اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے۔ جمال الدین عبیداللہ محبوبی اور شمس الایمہ بکر ابن عبدالستار کردری آپ کے تلامذہ سے تھے۔

قاضیخان ابو المفاخر فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی مجتہد فی المسائل تھے۔ جمال الدین حصیری اور شمس الائمہ محمد کردری اور نجم الائمہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہم اکابر علما آپکے تلامذہ سے تھے۔ مقدمہ مین آپ کا حال گذر چکا ہی۔ سنہ ۵۹۲ ہجری

صاحب ہدایہ ابو الحسن علی بن ابو بکر فرغانی مرغینانی ملقب برہان الدین ۵۱۱ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ اپنے زمانے کے امام اعظم تھے۔ بدھ کے روز بعد نماز ظہر بماہ ذیقعدہ ۵۷۳ھ ہجری مین آپ نے ہدایہ لکھنا شروع کیا۔ تیرہ برس مین آپ نے ہدایہ کو تمام کیا اور اس مدت تصنیف مین آپ برابر روزہ رکھتے تھے۔ بلاد فرغانہ مین سے مرغینان ایک شہر کا نام ہی آپ وہین کے باشندہ تھے۔ سنہ ۵۹۳ ہجری

صاحب محیط برہانی محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبد العزیز مجتہد فی المسائل مصنف محیط او ذخیرہ اور تجرید اور تتمۃ الفتاوی اور شرح جامع صغیر وغیرہا۔ اور حمیر الوبری محمد بن ابو بکر خوارزمی زین الائمہ شاگرد ابو بکر محمد بن علی زرنگری اسی صدی مین تھے۔ رحمہ اللہ علیہم اجمعین

ساتوین صدی کے علما

صاحب مغرب ناصر الدین ابو الفتح خوارزمی فقیہ ادیب لغوی اصولی حنفی معتزلی تھے کتاب مغرب لغات فقہ مین اور ادب مین اصلاح المنطق اور ایضاح شرح مقامات حریری وغیرہ آپ کی تصنیف سے ہی۔ اسی ایضاح کو شرح مطرزی کہتے ہین۔ سنہ ۶۱۰ ہجری

صاحب ظہیریہ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری بڑے فقیہ تھے۔ آپ کے سنہ ۶۱۹ ہجری

تصانیف سے فوائد ظہیریہ اور فتاوے ظہیریہ مشہور ہے۔

اُستروشنی مجد الدین محمد بن محمود صاحب فصول استروشنی ٦٣٢ھ
صاحب ہدایہ کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب فصول تنیس[۳] فصلون پر مشتمل ہی۔ ٦٣٣ھ

خواجہ معین الدین حسن حسینی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور حنفی المذہب تھے۔ ہندوستان مین مروج اسلام آپ ہی ہین۔ آپ جناب حضرت شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے اور
آپ جناب حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ ٦٣٢ھ
کے ہمعصر تھے۔

شمس الایمہ محمد بن عبد الستار کردری امام محقق فقیہ محدث صاحب ہدایہ
اور قاضی خان کے شاگرد تھے۔ اور مطرزی صاحب مغرب سے بھی فقہ پڑہی ٦٥٠ھ

صَغانی رضی الدین حسن بن محمد جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ فقہ۔ حدیث لغت۔ وغیرہ مین امام زمانہ ماہر یگانہ۔ استاد مسلم الثبوت تھے۔ آپ کے آبا و اجداد شہر صغان کے باشندہ تھے مگر آپ لاہور مین پیدا ہوسے اور غزنہ مین نشو و نما پائی۔ آپ نے تصانیف بکثرت کئے ازانجملہ مشارق الانوار۔ شرح صحیح بخاری۔ تکملۂ صحاح جوہری۔ مجمع البحرین۔ کتاب لعباب۔ کتاب العروض۔ زبدۃ المناسک۔ مصباح الدجی۔ شرح ابیات مفصل غیرہا ہین۔ خلیفہ معتصم کے عہد مین آپ کے وفات ہی۔

زاہدی ابو الرجا مختار بن محمود غزمینی حنفی معتزلی صاحب قنیہ
و مجتبی شرح قدوری بڑے علامہ تھے۔ مگر ان کی قنیہ غیر معتبر ہے۔ ٦٥٨ھ

ومجتبیٰ شرح قدوری بڑے علامہ تھے۔ مگر انکی قنیہ غیر معتبر ہی

صاحب وقایہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ محبوبی بخاری بڑے جید فقیہ حنفی اصولی تھے۔ اِن کے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود تھے۔ انھون نے اپنے پوتے کے حفظ کرنے کے لیے وقایہ لکھی تھی۔ ۶۷۳ ہجری

نسفی محمد بن محمد بن محمد ابو الفضل اپنے زمانے کے امام مفسر محدث فقیہ اصولی متکلم تھے۔ آپ نے علم کلام مین ایک نفیس رسالہ تصنیف کیا جسکو عقائد نسفی کہتے ہین اسکی شرح علامۂ تفتازانی نے کی ہی جو متداول اور داخل درس ہی ۶۸۷ ہجری

صاحب مختار ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی جمال الدین حصیری کے شاگرد تھے۔ اور آپ کو اکابر علماء کے بڑے بڑے فتاوے حفظ تھے۔ متون اربعۂ معتبرہ مین آپ ہی کی تصنیف کتاب مختار داخل ہی۔ ۶۸۳ ہجری

اِسی صدی مین صاحب فصول عمادیہ عبد الرحیم اور صاحب اصول شاشی نظام الدین اور شارح مشکوۃ علامۂ تورپشتی محدث اور ابو الفرج بن جوزی کے نواسے علامۂ یوسف صاحب تاریخ مرآۃ الزمان اور عیسی بن ملک عادل سیف الدین حنفی وغیرہم اکابر علما تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آٹھوین صدی کے علما

نسفی ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد شہر نسف کے رہنے والے ۷۱۰ ہجری

محقق مدقق فقیہ اصولی مفسر چھٹے طبقے کے فقہا سے تھے۔ آپ تاج الشریعہ کے ہمعصر تھے۔ اور فقہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور مولانا حمید الدین ضریر اور خواہر زادہ بدر الدین سے پڑھی ہے۔

سنہ ۷۱۱ ہجری **سغناقی** حسام الدین حسن بن علی فقیہ نحوی شہر سغناق کے رہنے والے تھے جو ترکستان میں واقع ہے۔ نہایہ شرح ہدایہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ علامہ قوام الدین محمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے آپ ہی سے فقہ پڑھی ہے۔

سنہ ۷۲۵ ہجری **حضرت نظام الدین** اولیا سلطان المشایخ۔ سلطان الاولیا محمد بن احمد بن علی بخاری بدایونی دہلوی صوفی کامل بکمل فقیہ محدث مفسر نحوی منطقی ادیب تھے۔ مقامات حریری کو آپ نے حفظ کر لیا تھا۔

سنہ ۷۴۲ ہجری **یوسف** بن عمر صوفی۔ فضل اللہ صاحب فتاوائے صوفیہ کے استاد تھے آپ کے تصنیفات سے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری ہے۔

سنہ ۷۴۳ ہجری **زیلعی** ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی مفتی مدرس فقیہ نحوی محقق مدقق تھے۔ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح لکھی ہے۔ اور کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق آپ کی تصنیف راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

سنہ ۷۵۸ ہجری **طرسوسی** قاضی القضاۃ نجم الدین ابراہیم بن علی مصنف فتاوائے طرسوسیہ اور انفع الوسائل فقیہ اصولی دمشق کے مدرس اور قاضی تھے۔

سنہ ۷۶۲ ہجری **امام زیلعی** جمال الدین فقیہ محدث محقق حافظ مدقق۔ شارح کنز فخر الدین زیلعی کے شاگرد اور حافظ زین عراقی کے معاصر اور دوست تھے۔ احادیث

ہدایہ وخلاصہ وتفسیر کشاف کی تخریج آپ ہی نے کی ہے۔ آپ کی تخاریج سے حافظ ابن حجر نے بڑی مدد لی ہے۔

بابرتی اکمل الدین محمد بن محمد امام محقق فقیہ مدقق محدث جید لغوی نحوی صرفی قوی النفس عظیم الہیبت وافر العقل میر سید شریف علی جرجانی کے استاد تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ اور شرح تجرید طوسی اور شرح اصول بزدوی اور شرح مشارق الانوار وغیرہا آپ کے تصانیف سے ہے۔ بابرتی شہر بابرتا کی طرف نسبت ہے جو بغداد کے ضلع مین ہے۔ ۷۸۶ ہجری

علامہ تفتازانی سعد الدین مسعود بن عمر شافعی۔ شہر تفتازان واقع خراسان مین ۷۲۲ھ ہجری مین تولد ہوے۔ آپ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ صاحب تصانیف کثیرہ وسیع النظر تھے۔ آپ کے تصانیف سے شرح زنجانی اور سعدیہ اور فتاوے حنفیہ اور شرح تہذیب اور مقاصد اور شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفی اور مطول اور مختصر اور تلویح اور تکملہ شرح ہدایہ وغیرہا ہین۔ چونکہ آپ حنفیہ کے اصول وفروع کے عالم اور احناف کے مفتی تھے اسلیے یہان آپ کا بھی ذکر استطرادًا کر دیا گیا۔ ۷۹۱ ہجری

اسی صدی مین مصنف کفایہ سید جلال الدین خوارزمی کرلانی اور ابوبکر بن علی مفسر فقیہ عابد مصنف سراج الوہاج شرح قدوری۔ اور جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری اور تفسیر کشف التنزیل۔ اور قاضی عبد المقتدر اُستاد جناب حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری مصنف شرح ہندی کافیہ اور علی سیرافی اور محمود قونوی اور محمد قونوی وغیرہم ہین۔

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

نوین صدی کے علما

ابن شحنہ محب الدین ابو الولید محمد بن محمد ۷۴۹ھ ہجری مین پیدا ہوے سنہ ٨١٥ ہجری
اکابر علما سے فقہ ادب نحو معانی بیان وغیرہ علوم پڑھے۔ اور آپ سے ابن الہمام
نے تلمذ کیا۔ آپ کے تصانیف سے سیرۃ نبویہ اور روضۃ المناظر تاریخ مین یادگار ہی
آپ کا قول بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہی۔

سید شریف علی بن محمد جرجانی بڑے ذکی و فطین اکمل الدین بابرتی کے سنہ ٨١٦ ہجری
فقہ مین شاگرد تھے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ آپ نے سترہ مرتبہ شرح مطالع
پڑھی۔ تصانیف بھی پچاس سے زیادہ آپ نے کیے ہین۔ ازانجملہ شرح وقایہ
شرح سراجیہ۔ شرح مواقف۔ شرح مفتاح۔ شرح کافیہ۔ حاشیۂ ہدایہ۔ حاشیۂ مشکوۃ
حاشیۂ تلویح۔ حاشیۂ نصاب الصبیان۔ نحو میر۔ صرف میر۔ صغری۔ کبرے۔
حاشیۂ کشاف۔ حاشیۂ قطبی وغیرہا ہین۔

گردری محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے سنہ ٨٢٧ ہجری
شمس الدین فناری سے اور آپ سے روم مین بہت مباحثے ہوے۔ کتاب وجیز
جسے فتاوی بزازیہ بھی کہتے ہین آپ ہی کی تصنیف ہی۔

قاری الہدایہ سراج الدین عمر بن علی بڑے مستند فقیہ تھے۔ تعلیقات سنہ ٨٢٩ ہجری
ہدایہ اور فتاوے آپ کا یادگار ہی۔

محمد بن علامہ سید شریف جرجانی جامع عالم تھے علوم اپنے والد سید شریف سنہ ٨٣٨ ہجری

سے پڑھے۔ اور تفتازانی کی ارشاد فی النحو کی شرح لکھی۔ اور نیز ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد غیاثیہ کی شرح لکھی اور منطق مین بھی ایک رسالہ تصنیف کیا۔

ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری فقیہ مفسر نحوی لغوی ادیب بلیغ بیانی وحید العصر فرید الدہر صاحب تصانیف قاضی عبد المقتدر کے شاگرد تھے۔ آپ کے تصنیفات سے شرح کافیہ اور ارشاد النحو اور بدیع البیان بلاغت مین اور تفسیر بحر مواج فارسی اور شرح اصول بزدوی تا بحث امر۔ اور رسالہ مناقب السادات۔ اور شرح قصیدہ بانت سعاد۔ اور رسالہ تقسیم علوم۔ اور رسالہ تقسیم صنائع وغیرہا ہین آپ کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ مزار آپ کا بجانب دکن مسجد اٹالہ واقع جونپور مین ہی۔ بعضون کے نزدیک فتاوے ابراہیم شاہی آپ ہی کی تصنیف ہی۔ سنہ ۸۴۹ ہجری

عینی قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد محدث فقیہ لغوی علامہ فہامہ سریع الکتابۃ اکابر علماے احناف سے تھے۔ حدیث زین الدین عراقی سے حاصل کی۔ صحیح بخاری اور ہدایہ اور کنز اور تحفۃ الملوک اور معانی الآثار اور درر البحار اور منار کی شرحین لکھین ہین۔ اور آپ نے نوے سال کی عمر مین بنایہ شرح ہدایہ لکھی ہے عینی عین تاب کی طرف منسوب ہی۔ سنہ ۸۵۵ ہجری

شیخ ابو الفتح جونپوری عالم فاضل فصیح بلیغ جامع معقول و منقول اپنے جد امجد قاضی عبد المقتدر کے شاگرد اور مرید تھے۔ موافق وصیت قاضی صاحب کے ہمیشہ افادۂ علوم مین مشغول رہے۔ عربی و فارسی مین قصائد بھی آپ کہا کرتے تھے۔ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے اور آپ سے سنہ ۸۵۷ ہجری

بہت مباحثے ہوے - ملک العلما اور شیخ موصوف وغیرہما اکابر علما امیر تیمور کے واقعہ مین دہلی سے جونپور آئے اور وہین سکونت پذیر ہوے - پیدائش شیخ ابوالفتح کی ۷۷۱ سنہ ہجری مین ہی -

۸۶۱ھ ہجری **ابن ہمام** کمال الدین محمد بن عبد الحمید امام محقق علامۂ مدقق فقیہ اصولی مفسر حافظ نحوی کلامی منطقی تھے - بعضون نے آپ کو طبقۂ اہل ترجیح سے اور بعضون نے طبقۂ اہل اجتہاد سے شمار کیا ہی - آپکے والد شہر سیواس کے قاضی تھے اسیوجہ سے ابن الہمام کو سیواسی کہتے ہین -

۸۷۰ھ ہجری **خیالی** شمس الدین احمد بن موسی بڑے ذکی معقولی تھے - عقائد النسفی کا بہت مختصر اور نہایت ہی عمدہ حاشیہ آپنے لکھا ہی - اور خیالی کے حاشیے پر مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ لکھا - اور خیالی نے اوائل شرح تجرید پر بھی حاشیہ لکھا - افسوس کہ اس علامہ نے کل تینتیس ۳۳ سال کی عمر پائی -

۸۷۹ھ ہجری **ابن امیر حاج** شمس الدین حلبی شاگرد ابن ہمام فقیہ محدث مفسر تھے - آپکے تصانیف سے ذخیرۃ الفقر فی تفسیر سورۃ العصر اور حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی اور شرح مقدمۂ ابو اللیث سمرقندی ہی -

وفات ۸۷۹ھ ہجری **قاسم بن قطلوبغا** حنفی فقیہ محدث علامۂ فہامہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے - حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام سے حدیث پڑھی -

۸۸۵ھ ہجری **ملا خسرو** محمد بن فراموز فقیہ اصولی تھے - غرر الاحکام اور درر الحکام اور مرقات الاصول وغیرہ کتب معتبرہ آپ کی تصنیفات سے یادگار زمانہ ہین -

اِسی صدی مین علامۂ حسن چلپی اور ملا نور الدین عبد الرحمن جامی اور قاضی زادہ رومی اور ابن ملک اصولی وغیرہم بھی ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دسوین صدی کے علما

اخی چلپی یوسف بن جنید توقانی ذخیرۃ العقبی حاشیۂ شرح وقایہ کے (سنہ ۹۰۵ ہجری) مصنف جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حاوی فروع واصول تھے۔ یہ ملا خسرو مذکور کے شاگرد تھے۔ حاشیۂ چلپی انھین کے حاشیہ کو کہتے ہین جو شرح وقایہ کے ساتھ کلکتہ مین چھپا ہی۔ آپ نے اس حاشیہ کو دس برس مین لکھا ہی۔ تلویح اور بیضاوی کے محشی آپ نہین ہین بلکہ وہ حسن چلپی نوین صدی کے ہین۔

کاشفی صاحب تفسیر حسینی حسین بن علی واعظ بڑے عالم ماہر کامل (سنہ ۹۱۰ ہجری) تھے لیکن علم نجوم اور انشا مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ جواہر التفسیر اور روضۃ الشہدا اور انوار سہیلی اور اخلاق محسنی اور مخزن الانشا اور رشحات وغیرہا آپ کی تصنیفات سے ہین۔

مولانا عبد الغفور لاری ملقب بہ رضی الدین مولانا جامی کے اجلۂ (سنہ ۹۱۲ ہجری) تلامذہ واعاظم خلفا سے تھے۔ آپ حضرت سعد بن عبادہ کی اولاد سے جامع علوم ظاہریہ وباطنیہ تھے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیۂ شرح جامی اور حاشیۂ نفحات الانس یادگار ہی۔ حضرت جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک مرید کامل واکمل عبد الغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہی۔

مولانا الہداد جونپوری دار السرور جونپور کے اکابر علما سے تھے۔ (سنہ ۹۲۳ ہجری)

ہدایہ واصول بزدوی وقنیہ ومدارک وکافیہ کی شرح لکھی ہی- آپ بیک واسطہ حضرت ملک العلما قاضی شہاب الدین کے شاگرد تھے-

سنہ ۹۴۰ ہجری **ابن کمال** پاشا رومی شمس الدین احمد بن سلیمان جامع جمیع علوم وفنون فقیہ محدث (مثل علامۂ امام سیوطی) تھے- کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح مین شمار کیا ہی- مقدمہ مین آپ کا ذکر کیا گیا ہی-

سنہ ۹۴۴ ہجری **مولانا عصام الدین** ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ فقیہ کامل صاحب تصانیف کثیرہ تھے- شرح عقائد نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے ہین- اور شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح بنام اطول تصنیف کی ہی-

سنہ ۹۴۵ ہجری **سعدی چلپی** سعد اللہ بن عیسی بن امیر خان رومی مفتی ومدرس بڑے زبردست عالم تھے- آپنے عنایہ اور بیضاوی پر حواشی لکھے ہین-

سنہ ۹۵۰ ہجری **عرب چلبی** قاضی احمد بن حمزہ فقیہ محشی شرح وقایہ تھے-

سنہ ۹۵۱ ہجری **شیخ زادہ** رومی محی الدین محمد بن مصلح الدین جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول- وقایہ اور مفتاح اور سراجیہ کے شارح تھے- آپ نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بہت ہی نفیس آٹھ جلدون مین لکھا ہی-

سنہ ۹۵۶ ہجری **حلبی** ابراہیم بن محمد بن ابراہیم فقیہ محدث حلب کے رہنے والے اور ملتقی الابحر کے مصنف تھے- اسی ملتقی الابحر کی شرح مجمع الانہر ہی- آپنے منیۃ المصلی کی دو شرحین لکھی ہین ایک کبیری دوسری صغیری اور دونون چھپ گئی ہین-

سنہ ۹۷۵ ہجری **علی متقی** جونپوری بڑے جید محدث علامہ تھے- آپ کے استاد

ابن حجر ہیتمی نے آپ سے بیعت ارادت اور خرقۂ خلافت حاصل کی۔ آپ کے تصانیف ایک سو سے زیادہ ہین۔ کنز العمال آپ ہی کی تصانیف سے یادگار ہے۔

اِسی صدی مین مولانا معین الدین فراہی واعظ جامع ہرات اور مصنف معارج النبوت اور میر جمال الدین عطاء اللہ محدث صاحب روضۃ الاحباب اور طاشکبری زادہ۔ اور عرب زادہ۔ اور مولانا محمد برکلی صاحب طریقۂ محمدیہ۔ اور مفتی ابو السعود مفسر رومی۔ اور مولانا کلان اُستاد علی قاری۔ اور مؤرخ نامی محمود بن سلیمان کفوی مصنف اعلام الاخیار۔ اور علامہ عبد العلی برجندی شارح مختصر وقایہ۔ اور شیخ اسمعیل حقی افندی حنفی مصنف تفسیر روح البیان وغیرہم ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

گیارھوین صدی کے علما

شیخ عبد الوہاب متقی شیخ الحرمین تھے۔ بیس سال کی عمر مین ۹۶۳ھ ہجری مین حج سے فارغ ہوکر علی متقی کی خدمت مین رہکر بارہ سال تک علوم پڑھے اور جملہ علوم شرعیۂ نقلیہ مین ماہر اُستاد ہوے۔ اور نیز آپ علی متقی کی بیعت وخلافت سے مشرف ہوکر چھبّیس سال تک مکۂ معظمہ مین ظاہری و باطنی علوم کی اشاعت مین مصروف رہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے آپ ہی سے حدیث پڑھی ہے۔ اور شیخ نے آپ ہی سے بیعت کی اور خلافت لی ہے۔ شیخ نے کتاب اخبار الاخیار مین آپ کا حال بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ ۱۰۰۱ ہجری

سنہ ۱۰۰۴ ہجری **تمرتاشی** محمد بن عبد اللہ صاحب تنویر الابصار بڑے فقیہ زین الدین ابن نجیم مصری صاحب بحر رائق کے شاگرد تھے۔ اور منح الغفار شرح تنویر الابصار آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ مقدمہ مین آپ کا حال لکھا گیا ہے۔

سنہ ۱۰۰۵ ہجری **ابن نجیم** مصری عمر بن ابراہیم بن محمد سراج الدین لقب تھا۔ اپنے بھائی صاحب بحر رائق زین العابدین ابن نجیم کے شاگرد۔ نہر الفائق شرح کنز کے مصنف تھے۔ علوم شرعیہ مین بڑے ماہر اور متبحر اور فقیہ محقق تھے۔

سنہ ۱۰۱۲ ہجری **باقی باللہ** حضرت خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی رح نہایت کم گو کم خور کم خواب فقیہ محدث مفسر تھے۔ آپ بعد نماز عشا تہجد تک دو ختم قرآن شریف کا کرتے تھے۔ آپ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے مگر امام اعظم ابو حنیفہ رح کی روح پر فتوح کے منع کرنے سے آپ نے قرارت خلف الامام ترک کر دی۔ آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

سنہ ۱۰۱۱ ہجری **ملا علی قاری** علی بن سلطان محمد ہروی ملقب بہ نور الدین مجاور مکہ معظمہ حنفی المذہب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ محدث محقق مدقق تھے۔ آپ ہرات مین پیدا ہوئے اور مکۂ مکرمہ مین سکونت اختیار کی۔ آپ نے احمد بن حجر مکی اور ابو الحسن بکری اور قطب الدین مکی اور عبد اللہ سندی سے علوم مروجہ پڑھے۔ تصانیف آپ کے بکثرت ہین اور مزار آپ کا مکہ معظمہ مین ہے۔

سنہ ۱۰۱۶ ہجری **ملا آخوند محمد کمال الدین** برادر مولانا جمال الدین بڑے علامۂ فہامہ جامع العلوم والفنون تھے حضرت مجدد الف ثانی اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی ظاہری علوم مین آپ ہی کے شاگرد تھے۔

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبد الاحد فاروقی سرہندی ۹۷۱ھ (سنہ ۱۰۳۵ ہجری)
ہجری مین عالم امکان مین جلوہ افروز ہوے بعد حفظ قرآن مجید کے محقق
کمال الدین کاشمیری سے کتب معقولات بکمال تحقیق پڑھے۔ آپ بڑے زبردست
فقیہ محدث جامع الکمالات فاضل محقق کامل مدقق تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد
باقی باللہ کے مرید تھے۔ مجدد الف ثانی کا خطاب آپ کو مولانا سیالکوٹی
نے پہلے پہل دیا۔

ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری مشاہیر علماے ہند سے تھے۔ آپ نے (سنہ ۱۰۳۹ ہجری)
تمام عمر اپنی درس تدریس مین صرف کردی۔ آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔
حاشیۂ عصمت بر شرح ملا آپ کا یادگار ہی۔

شیخ دہلوی ابو المجد عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ بخاری (سنہ ۱۰۵۲ ہجری)
دہلوی ۹۵۸ھ ہجری مین دہلی مین پیدا ہوے آپ حافظ قرآن شریف بقیۃ السلف
حجۃ الخلف فقیہ محدث محقق تھے۔ شرح عقائد اور مطول پڑھنے کے بعد
آپ نے قرآن حفظ کیا۔ کئی مرتبہ آپ کا عمامہ اور سر کے بال مطالعہ کے وقت
چراغ سے جل گئے۔ ہندوستان مین علم حدیث نے آپ ہی کی ذات سے
شیوع پایا۔ تصانیف آپ کے بڑے مفید اور مستند سمجھے جاتے ہین۔ از انجملہ
لمعات شرح مشکوۃ عربی۔ اور اَشِعَّۃُ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی۔ اور شرح
سفر السعادت۔ اور شرح فتوح الغیب۔ اور مدارج النبوۃ۔ اور اخبار الاخیار۔ اور
ما ثبت بالسنہ اور جذب القلوب۔ اور مرج البحرین وغیرہا ہین۔

ملا محمود جونپوری بن محمد فاروقی مصنف شمس بازغہ والفرائد ہند کے (سنہ ۶۲ ہجری)

اکابر علماے نامدار و فضلاے کبار سے علامۂ اجل ادیب حکیم تھے۔ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ و فنون متداولۂ رسمیہ اپنے دادا شاہ محمد اور استاذ الملک شیخ محمد افضل جونپوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہو کر مسند افادت پر متمکن ہوے تمام عمر مین آپ سے کوئی ایسا قول صادر نہین ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو۔

سنہ ۱۰۶۲ ہجری **استاذ الملک** مولانا شیخ محمد افضل جونپوری بڑے علامہ تھے۔ آپ کی منقبت مین اسی قدر کہنا کافی ہے کہ آپ ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ کے اُستاد تھے بعد وفات ملا محمود جونپوری کے چالیس روز تک آپ نے کبھی تبسم نہین کیا۔ اور اس فاضل کامل حکیم لاثانی کے غم مین آپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

سنہ ۱۰۶۷ ہجری **ملا کاتب چلپی** مصطفے بن عبد اللہ بڑے مؤرخ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ قسطنطنیہ مین پیدا ہوے اور وہین نشو و نما پائی۔ آپ کی تصنیف سے کتاب کشف الظنون ایسی لاجواب ہے جسکا ایک عالم مقر ہے گو تقیید سنوات مین کہین کہین مسامحہ بھی ہوا۔

سنہ ۱۰۶۷ ہجری **آفتاب پنجاب** مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی فقیہ منطقی صاحب تصانیف عالیہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار مین آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی۔

اِسی صدی مین علامۂ فقیہ حسن شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ ہجری اور

علامہ احمد خفاجی متوفی سنہ ۱۰۶۹ ہجری اور زین العابدین صاحب بحرالرائق متوفی سنہ ۹۷۰ ہجری اور شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب تیسیر القاری شرح صحیح البخاری متوفی سنہ ۱۰۸۰ ہجری اور علامہ خیرالدین رملی صاحب فتاوے متوفی سنہ ۱۰۸۱ ہجری اور علامہ فقیہ محمد حصکفی صاحب درمختار متوفی سنہ ۱۰۸۸ ہجری اور بیری زادہ حنفی مفتی مکۂ مکرمہ متوفی سنہ ۱۰۹۹ ہجری وغیرہم اکابر علما و اعاظم فضلا گذرے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بارھوین صدی کے علما

سنہ ۱۱۰۱ ہجری **میرزاہد** بن قاضی محمد اسلم ہروی عالم متبحر منطقی ذہین فطین طبّاع ہندوستان مین پیدا ہوے اور علوم و فنون اپنے والد سے پڑھے اور بعض اکابر علماے ہند سے بھی استفادہ کیا۔ حاشیۂ شرح مواقف اور حاشیۂ ملا جلال وغیرہ آپ کا یادگار ہی۔

سنہ ۱۱۰۳ ہجری **ملا قطب الدین** سہالوی بڑے علامہ اور محب اللہ بہاری کے تلمیذ التلمیذ تھے شرح عقائد دوانیہ کا حاشیہ نہایت دقیق آپ کا یادگار ہی۔ قصبۂ سہال علاقۂ لکھنؤ مین آپ پیدا ہوے۔

سنہ ۱۱۱۹ ہجری **محب اللّٰہ بہاری** علامۂ فہامہ بحر زخار فقیہ اصولی منطقی حجۃ الخلف موضع کڑہ واقع بہار کے رہنے والے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنایا تھا۔ پھر حیدرآباد کے قضا پر مامور کیا تھا۔ پھر عہدۂ قضا سے برطرف کر کے اپنے پوتے کے پڑھانے کے لیے آپ کو مقرر کیا۔

شاہ عالم بن عالمگیر نے آپ کو فاضل خان کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے تصانیف
نہایت دقیق اور پُرمعنی اور عمدہ ہوتے تھے از انجملہ سلم اور مسلم الثبوت وغیرہما ہین۔

[illegible]

ملّا جیون شیخ احمد صدیقی امیٹھوی فقیہ اصولی محدث جامع معقول
ومنقول حاوی فروع واصول علامۂ وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے
اُستاد صاحب فتوے تھے۔ سات برس کی عمر مین قرآن شریف یاد کرلیا تھا
آپ بڑے قوی الحافظہ تھے۔ فضلاے وقت سے اوائل علوم کی کتابون کے
پڑھنے کے بعد مولانا لطف اللہ جہان آبادی سے کل علوم دینیۂ شرعیہ وفنون
مروجۂ رسمیہ کی تکمیل سولہ سال کی عمر مین کرکے سند فراغ حاصل کی۔ تفسیر احمدی
ونور الانوار آپ کی یادگار ہے آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

[illegible]

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بنارسی جامع معقول ومنقول تھے۔
شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر تھے۔ اُسی زمانے مین قاضی
محب اللہ بہاری بھی وہان قاضی تھے ان دونون حضرات مین مناظرے
ومباحثے برابر جاری رہے۔ حافظ صاحب کی تصانیف سے اصول فقہ
مین ایک متن بنام مفسر اور اسکی شرح محکم الاصول اور حاشیۂ تفسیر بیضاوی اور
حاشیۂ تلویح اور حاشیۂ قدیمہ اور حاشیۂ شرح مواقف اور حاشیۂ حکمۃ العین اور
حاشیۂ شرح عقائد دوانیہ وغیرہا ہین۔

۱۱۶۱

ملا نظام الدین سہالوی بن مولانا قطب الدین بڑے زبردست
عالم فاضل کامل مکمل تھے۔ آپنے علوم شیخ غلام نقشبند سے پڑھے۔ اور حضرت
شیخ عبد الرزاق بانسوی متوفی ۱۱۳۶ہجری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ غلام علی آزاد

کہتے تھے کہ آپ کی جبین انور پر نور قدس چمکتا تھا اور آپ سلف صالح کے طریقے پر ٹھیک ٹھیک تھے۔ آپ کی تصنیف سے شرح مسلم الثبوت و حاشیۂ صدرا ہے۔

شاہ ولی اللہ عمری محدث دہلوی سید المفسرین سند المحدثین تھے ۱۱۱۴ھ ہجری مین آپ پیدا ہوے۔ پانچوین سال مکتب بٹھائے گئے اور ساتوین سال قرآن شریف ختم کیا۔ پھر کتب درسیۂ فارسیہ کے پڑھنے مین مشغول ہوے۔ دسوین سال شرح ملا جامی شروع کی۔ چودھوین سال آپ کا نکاح ہوا۔ پندرھوین سال اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم بن شاہ وجیہ الدین سے بیعت کی سترھوین سال آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ بعد اُن کے بارہ سال تک تدریس و تعلیم مین مصروف و مشغول رہے۔ ۱۱۴۳ھ ہجری مین حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہان ایک سال تک قیام کیا اور وہان کے علماے محدثین سے استفادہ کیا۔ پھر چودہ رجب ۱۱۴۵ھ ہجری مین دہلی واپس آئے۔ آپکے تصانیف بہت نافع اور مفید ہین ازانجملہ حجۃ اللہ البالغہ۔ ازالۃ الخفا۔ قول جمیل۔ فوز الکبیر۔ فیوض الحرمین ترجمۂ فارسی قرآن مسمی بہ فتح الرحمن۔ انفاس العارفین۔ فتح الخبیر۔ مصفے۔ مسوی۔ عقد الجید۔ انصاف۔ شرح حزب البحر وغیرہا ہین۔ نزہۃ ۱۲۰

آزاد بلگرامی حسان الہند سید غلام علی حنفی چشتی بلگرامی ۱۱۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ کل کتب درسیہ مولانا سید طفیل محمد بلگرامی استاذ المحققین سے پڑھی۔ اور کتب لغت اور حدیث اور سیر اور فنون ادب اپنے نانا مولانا میر عبد الجلیل بلگرامی سے پڑھی۔ اور فن عروض و قوافی کو اپنے ماموں میر محمد سے سیکھا اور سید لطف اللہ بلگرامی کے مرید تھے۔ آپ بڑے نامی گرامی شاعر اور اعلی درجہ نزہۃ ۱۲۰

کے ناشر تھے۔ آپ کے سات دیوان عربی زبان کے مدون ہین۔ تصانیف آپ کے بہت ہین۔ ازانجملہ شرح صحیح بخاری۔ شمامۃ العنبر۔ تسلیۃ الفؤاد۔ روضۃ الاولیا۔ ید بیضا۔ تذکرۃ الشعرا۔ مآثر الکرام۔ خزانۂ عامرہ۔ سبحۃ المرجان۔ غزلان الہند۔ مرآۃ الجمال۔ شفاء العلیل۔ مظہر البرکات۔ دیوان فارسی۔ سروآزاد۔ ہین۔ صوبۂ اودہ مین بلگرام ایک قصبہ کا نام ہی جہان کے لوگ فطرۃً طباع اور سلیم الطبع ہوتے ہین۔

اس صدی مین علماے کبار بہت گذرے ہین جنکی تفصیل اور تراجم کی یہان گنجائش نہین چند مشاہیر کے نام یہان تبرکاً لکھدیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تیرھوین صدی کے علما

۱۲۰۵ ہجری **سید مرتضی** بلگرامی حسینی حنفی قادری زبیدی امام لغت۔ ادیب جامع علوم عقلیہ ونقلیہ محدث فقیہ تھے۔ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین قصبۂ بلگرام مین پیدا ہوے اور اوائل عمر مین سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین حرمین شریفین پوہنچے۔ بعد تحصیل علوم کے مدت تک شہر زبید مین مقیم رہے پھر وہان سے مصر تشریف لیگئے اور وہان عرصے تک مسند افادت پر متمکن رہے۔ آپ کو تیرھوین صدی کا مجدد بھی کہتے ہین۔ آپکے تصانیف بکثرت ہین ازانجملہ عقود الجواہر المنیفہ اور ارجوزۃ الفقہ اور تاج العروس شرح قاموس اور شرح احیاء العلوم وغیرہا ہین۔

۱۲۲۵ ہجری **بحر العلوم** ملا عبد العلی بن مولانا نظام الدین اسی سترہ سال کی عمر مین

فارغ التحصیل ہوکر تدریس علوم عقلیہ ونقلیہ مین مشغول ہوے آپ جامع جمیع علوم اور علامۂ محقق اور فاضل مدقق تھے متأخرین مین بالخصوص معقولات کے امام سمجھے جاتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ کے تصانیف اس زمانے مین علما کے درس مین ہین۔ شرح سلم۔ شرح مسلم۔ شرح مواقف۔ حاشیہ ہدایۃ الحکمۃ۔ شرح منار حاشیۂ میر زاہد۔ شرح مثنوی معنوی آپ کی تصنیفات سے ہین۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی سنہ ۱۲۲۵ ہجری

پرہیزگار علامہ فہامہ فقیہ عارف باللہ کامل اور بڑے متبع شریعت تھے۔ آپ نے سات برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ فرمایا اور سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوے۔ زمانۂ تحصیل مین ایک سو پچاس کتابون کا (علاوہ کتب درسیۂ رسمیہ کے) مطالعہ فرمایا حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید رحمہ اللہ کی خدمت مین حاضر ہوکر کسب کمالات فرمایا مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ آپ کو بیہقی وقت کے لقب سے اور حضرت مرزا صاحب علم الہدیٰ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر مظہری نہایت ضخیم سات جلدون مین اور سیف مسلول اور ارشاد الطالبین اور رسالۂ مالابد منہ اور تذکرۃ الموتیٰ والقبور وغیرہا ہین۔

شاہ رفیع الدین بن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع علوم سنہ ۱۲۳۳ ہجری

ظاہری وباطنی فقیہ ومحدث تھے۔ عربی شعر بہت پاکیزہ کہتے تھے۔ اُردو زبان مین قرآن پاک کا ترجمۂ لفظی اور رسالۂ شق القمر اور کتاب مقدمۃ العلم اور قیامت نامۂ فارسی آپ کا یادگار رہی۔

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع جمیع علوم وفنون سنہ ۱۲۳۹ ہجری

شیخ المشائخ سید العلما تھے آپ کے کمالات ظاہری و باطنی مشہور زمانہ ہین ہندوستان
مین کون ایسی جگہ ہی جہان آپ کا فیض نہ پہونچا ہو۔ آپ کا تاریخی نام غلام حلیم
ہی پیدایش آپ کی ۱۱۵۹ھ ہجری مین ہی آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز
یادگار زمانہ اور مجموعۂ فتاوے کار آمد علما ہی۔ نوے سال کی عمر مین آپ کا انتقال
ہوا دہلی کے ترکمان دروازے کے باہر اپنے والد ماجد کے پہلو مین مدفون ہین۔

۱۲۳۰ھ **شاہ عبد القادر** بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپکے علم و فضل کی حالت
آپ کے ترجمۂ اردو قرآن شریف اور اردو تفسیر موضح القرآن سے بخوبی ظاہر ہی
لیکن آپ کا ورع و تقوی اور زہد نہایت بڑھا ہوا تھا۔ آپ مولانا شاہ عبد العزیز
کے شاگرد اور عارف بالنسبت تھے۔

۱۲۳۱ھ **طحطاوی** علامہ سید احمد فقیہ زمان محدث دوران مدت دراز تک مصر
کے مفتی تھے۔ در المختار پر انکا ایک ضخیم مستند حاشیہ مشہور و مقبول و متداول
ہی۔ جسکو علما و فقہا نے بہت پسند کر لیا ہی اور وہ حاشیہ مستقل مصر مین چھپ گیا
ہی۔ اس حاشیہ کو علامۂ شامی نے رد المحتار کی تالیف کے وقت پیش نظر
رکھا اور اس سے بھی مدد لی۔

۱۲۵۲ھ **شامی** سید محمد امین جو ابن عابدین کے نام سے شام کے حنفی علما
مین سے مشہور ہین علامہ فہامہ فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ رد المحتار
حاشیۂ در المختار کو جو شامی کے نام سے مشہور ہی ۱۲۴۹ھ ہجری مین تصنیف کیا اور
تحقیقات مسائل مین جو موشگافیان کین وہ قابل تحسین ہین بعضون نے انکی
وفات ۱۲۰۶ھ ہجری مین بتلائی ہی تحقیق یہ ہی کہ ۱۲۵۲ھ ہجری مین انکی وفات ہی۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفے آبادی ظاہری علوم مین سنہ ۱۲۵۳ھ
شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور باطنی علوم مین شاہ غلام علی صاحب کے
شاگرد تھے بعد تکمیل علوم آپ نے بھوپال کا قیام اختیار فرمایا اور اردو مین ایک
تفسیر کامل تفسیر رؤفی کے نام سے آپ کی مشہور ہے مکہ جاتے وقت جہاز پر
وفات پائی۔

مولانا محمد اسحٰق محدث دہلوی آپ مولانا حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ سنہ ۱۲۶۲ھ
کے نواسے تھے آپ فقیہ محدث صاحب فتوے تھے۔جناب حضرت مولانا
نواب محمد قطب الدین خان صاحب آپ کے مشاہیر تلامذہ سے گذرے
ہین آپ نے مکہ معظمہ مین انتقال فرمایا۔

مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی معقولی اصولی حکیم فلسفی فقیہ جید بڑے سنہ ۱۲۷۲ھ
زبردست عالم گویا جمیع علوم وفنون کے حافظ تھے۔

مولانا فضل حق خیرآبادی بن مولانا فضل امام عمری فقیہ معقولی محدث سنہ ۱۲۷۸ھ
اصولی ادیب ماہر لغات عرب حکمت فلسفہ معقولات کے شیخ وقت تھے ولادت
آپ کی سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین ہے۔ علم حدیث مین آپ حضرت شاہ عبد القادر صاحب
کے شاگرد تھے آپ کا حافظہ نہایت ہی قوی تھا کہ آپ نے قرآن پاک چار
ماہ مین یاد کر لیا تھا۔ آپ تیرہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہوے۔ عربی کلام
آپ کا عرب العرباء کے کلام کے ہمپایہ ہوتا تھا۔ عربی اشعار آپ کے شمار
سے زیادہ گئے ہین۔ آپ کے تین قصیدہ۔ ہمزیہ۔ دالیہ۔ سینیہ راقم الحروف کے
پاس موجود ہین آپ کے تلامذہ ہندوستان مین بڑے بڑے علامہ ہوے

جنمین سے مولانا عبد الحق خیر آبادی اور مولانا فیض الحسن ادیب سہارنپوری اور مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری اور مولانا عبد اللہ بلگرامی بہت مشہور ہین اور اب آپ کے شاگردون مین سے سوائے مولانا ہدایت اللہ کے شاید کوئی باقی نہو۔ اسوقت فن معقولات مین آپ امام مانے جاتے ہین۔ آپ کے سیکڑون تلامذہ علامۂ وقت ہین جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین ہے۔

۱۲۸۱ ہجری

مولانا تراب علی لکھنوی ابن شیخ شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت بن مفتی ابو البرکات مصنف فتاوے جامع البرکات۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول استاد مسلم الثبوت تھے۔ ولادت آپ کی سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین ہے۔ مولوی ظہور اللہ و مولوی مظہر علی لکھنوی سے تکمیل علوم فرماکر مشغول تدریس ہوے۔ اور تمامی عمر افادہ طلبہ مین بسر کی مزار آپ کا قصبۂ محمد آباد ضلع اعظمگڈہ مین ہے۔ آپ کے تلامذہ ابھی تک ماشاء اللہ بہت موجود ہین۔ اور آپ کے اجلّ تلامذہ سے حضرت استاذی مولانا حافظ عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی دام فیضہ ہین۔ مولانائے لکھنوی کی تصنیفات سے حاشیۂ حمد اللہ حاشیۂ ملا حسن۔ حاشیۂ قاضی مبارک حاشیۂ صدرا۔ ہلالین حاشیۂ جلالین ناتمام شرح شمس بازغہ ناتمام۔ حاشیۂ شرح جامی۔ شرح قصیدۂ بردہ۔ حل اشعار مطول وغیرہا ہین۔

۱۲۸۵ ہجری

مفتی صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی۔ ہر ایک علم مین کمال رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ مین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور فنون عقلیۂ رسمیہ مین مولوی فصل امام مرحوم کے شاگرد تھے بہت سے فتاوے

آپ کے اور عمدہ عمدہ تحقیقات لوگون کے پاس موجود ہین۔ آپ کی تصنیفات سے منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد والرحال اور الدر المنضود فی حکم امرأۃ المفقود یادگار ہی۔ آپنے بمرض فالج انتقال فرمایا۔

نواب محمد قطب الدین خان محدث دہلوی سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین پیدا ہوے سنہ ۱۲۸۹ھ
آپ حضرت مولانا محمد اسحق صاحب محدث دہلوی کے اجل تلامذہ سے تھے۔ آپ اکثر تیسرے چوتھے سال حج کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔ یہانتک کہ آپ کا انتقال بھی مکہ معظمہ مین ہوا۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب مہاجر مکی نے آپ سے بھی حدیث پڑھی ہی۔ آپ کے تصنیفات سے مظاہر حق۔ جامع التفاسیر۔ ظفر جلیل۔ خلاصۂ جامع صغیر۔ تحفۃ الزوجین وغیرہا یادگار ہین۔

مولانا کرامت علی بن مولوی ابو ابراہیم معروف بہ شیخ امام بخش بن سنہ ۱۲۹۰ھ
شیخ جار اللہ بن شیخ گل محمد بن شیخ محمد دائم صدیقی حنفی جونپوری فقیہ جید محدث مفسر صوفی قاری مجود خوشنویس مرشد کامل مکمل ہادی واعظ بقیۃ السلف حجۃ الخلف عالم ربانی فاضل حقانی صاحب طریقت جامع حقیقت و شریعت مصنف کتب دینیہ تھے۔ ولادت حضرت والد ماجد مولانا کرامت علی مرحوم کی سنہ ۱۲۱۵ ہجری ۱۸ محرم الحرام مین ہوئی۔ علوم وفنون اپنے وقت کے علما سے پڑھے۔ معقولات مولانا احمد علی چریاکوٹی سے اور حدیث مولانا احمد اللہ انامی سے اور علم تجوید قاری سید ابراہیم مدنی اور قاری سید محمد اسکندرانی علماً وعملاً حاصل کیا۔ آپنے جامع مسجد جونپور کو بدعتیون اور بدمعاشون کے قبضے سے نکالا اور اسکو بعض منکرات وبدعات سے جو وہان ہوا کرتے تھے پاک کیا اور اسمین جمعہ وجماعت

قائم کر کے اُسکی آبادی کے لیے آمین ایک مدرسہ قرآنیہ حفظ قرآن کا جاری
فرمایا جسکے مصارف کے لیے ابتک شہر و اطراف کے مسلمان چندہ دیا کرتے ہین
چونکہ مولانا مرحوم اکثر ملکِ بنگال مین رہا کرتے تھے اسلیے اُسکا انتظام مولوی
محمد سخاوت علی مرحوم کے متعلق کیا تھا۔ آپنے اکثر اضلاع ہند مین وعظ کے ذریعہ
سے عام مسلمانون کو نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر مضبوط اور اوامر الٰہی کا
پابند کر دیا۔ پھر بحکم اپنے مرشد برحق حضرت مولانا سید احمد مجدد بریلوی کے آپنے
ہدایت کے لیئے سفر بنگال اختیار فرمایا اور بہت بڑا حصہ اپنی عمر شریف کا اجراے
شریعت و اعلاے کلمۃ اللہ مین صرف کر کے اہل بنگال کو دین حق تعلیم فرمایا اور
بہت سی کتابین تصنیف کر کے لوگون کو فیض پہونچایا وہ کونسی جگہ ہی کہ جہان
آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف نہ پونہچی ہو۔ آپ کے تصانیف سے مفتاح الجنۃ اور زینت المصلی
اور زینت القاری اور کوکب دری اور دعوات مسنونہ اور مخارج الحروف اور شرح
جزری اور رسالہ میلاد شریف اور ترجمہ شمائل ترمذی اور ترجمہ مشکوۃ جلد اول۔
اور زاد التقوی اور نور الہدی اور رفیق السالکین اور فیض عام وغیرہا ہین مزار
آپ کا رنگ پور مین ہی۔

۱۲۹۴ھ مفتی سعد اللہ مراد آبادی بڑے علامہ محقق فقیہ اصولی معقولی لغوی نحوی
صاحب تصانیف مولانا مفتی محمد صدر الدین خان کے شاگرد تھے آپ کے
تصانیف بہت چست اور باتحقیق انیق ہوتے تھے۔

۱۲۹۷ھ مولانا حافظ محمود بن مولانا کرامت علی حنفی جونپوری حافظ طلیق اللسان
واعظ فصیح البیان عالم باعمل فاضل بی بدل منصف مزاج کریم وخلیق مدبر

صاحب وجاہت بڑے ذہین تھے قرآن شریف تمام حضرت والد ماجد سے یاد کیا اور کتب درسیۂ ابتدائیہ والد ماجد سے اور متوسطات اپنے بڑے بھائی مولانا حافظ احمد صاحب مرحوم سے اور بقیہ کتب مولانا مفتی محمد یوسف صاحب سے پڑھے اور کتب ریاضی ملا عبد اللہ قندھاری سے پڑھے۔ اور بعض تفاسیر و تصوف و اوراد والد ماجد سے اخذ کیا۔ آپ کا وعظ نہایت ہی پر اثر ہوا کرتا تھا اور آپ ہمیشہ بالالتزام جامع مسجد جونپور رمین بعد نماز جمعہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی کمال ہمت و استقلال کے بنا پر ابتدا سے قرآن پاک سے سلسلۂ وعظ شروع کیا تھا بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ یکایک بعد اذان عشا بمرگ مفاجات آپ نے انتقال کیا اسیوجہ سے صرف آیۂ کریمہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تک بیان فرمانے کا اتفاق ہوا۔ تاریخ وفات آپ کی فَسُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ سے نکلتی ہی جو نہایت مناسب حال و بے مثل ہی۔

مولانا رجب علی برادر مولانا کرامت علی قدس سرہ۔ عالم کامل متبع سنت ۱۲۹۷ھ
شجاع بہادر شاگرد مولوی سخاوت علی و مولوی قدرت علی ردولوی اور مولانا احمد علی چریاکوٹی کے تھے۔ آپ بھی حضرت سید احمد مجدد بریلوی رحمۃ اللہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع مسجد جونپور رمین بعد نماز جمعہ اکثر آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ مثنوی مولانا روم اور مکتوبات امام ربانی اکثر آپ کے پیش نظر رہا کرتے تھے۔ اپنے فرزند ارجمند مولانا مصلح الدین احمد اعلی اللہ مکانہ فی جنتہ کے ہمراہ حج کو گئے سفر حج سے پلٹنے کے بعد ہی تھوڑے روز تک بیمار رہکر راہی ملک بقا ہوئے اور مسجد ملا ٹولہ کے باب شرقی کے پاس اپنے والد

کے ہم پہلو مدفون ہین۔

آپ کے صاحبزادے مولانا مصلح الدین احمد مولانا کرامت علی مرحوم مغفور کے داماد اور خاص خلیفہ اور بڑے محبوب اور پیارے تھے اخیر وقت مین والد ماجد مولانا کرامت علی کے آپ ہی ہمراہ تھے اور بہت بڑی خدمت آپ نے والد ماجد کی کی جو کچھ فیض لینا تھا اخیر وقت مین آپ ہی کے نصیب ہوا اور آپ ہی نے لیا۔ حضرت والد ماجد کی دعا کی برکت سے حق تعالی نے آپ کو عالم باعمل واعظ فصیح مناظر عدیم النظیر کیا تھا۔ آپ نے اکثر بنگال کے اضلاع مین بڑے شد ومد کے ساتھ وعظ ونصیحت فرمایا آپ نے حسن بیان کا شہرہ بنگال مین بالخصوص نواکھالی سندیپ۔ ڈھاکہ۔ میمن سنگھ۔ کمرلہ۔ پبنا۔ دھوبڑی گوالپاڑہ۔ چاٹگام۔ رنگون۔ ارکان۔ رنگ پور۔ دیناج پور۔ مالدہ۔ سراج گنج وغیرہ مین بہت کچھ ہی۔ آپ بڑے حسین ذہین ذکی فطین جری خلیق کریم النفس سلیم القلب کثیر الحساد فقیہ جید تھے۔ بمقام سراج گنج مرگ مفاجات مین ۱۳۰۰ ہجری مین انتقال فرمایا

اس تیرھوین صدی مین
بہت سے بڑے بڑے
علما فضلا گذرے ہین
رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین

ضمیمۂ تذکرہ

موجودہ چودھوین صدی کے اوائل مین اکابر علما و مشاہیر فضلا نے انتقال فرمایا ہی جنکے نام ابھی تک مرتب نہین کیے گئے تبرکاً بلا کسی ترتیب کے بطور یادداشت چند نام یہان لکھے جاتے ہین۔

1. مولانا حاجی مصلح الدین احمد جونپوری واعظ۔
2. مولانا فیض الحسن سہارنپوری ادیب
3. مولانا محمد عبد الحی لکھنوی جامع العلوم محشی۔
4. مولانا محمد حسن سنبھلی جامع العلوم محشی۔
5. مولانا محمد ارشاد حسین رامپوری جامع العلوم۔
6. مولانا امانت اللہ غازیپوری واعظ۔
7. مولانا شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔
8. علامہ رحمت اللہ مہاجر مدرس۔
9. مولانا شاہ عبد الحق کانپوری واعظ۔
10. مولانا حافظ احمد جونپوری ہادی بنگال ابن مولانا کرامت علی جونپوری مرحوم۔
11. شیخ نذیر حسین دہلوی محدث۔
12. مولانا شاہ امید علی جونپوری زاہد۔
13. مولانا مفتی اسد اللہ فقیہ نحوی جونپوری۔
14. مولانا علی عباس ادیب چریاکوٹی۔
15. مولانا قاری عبد الرحمن پانی پتی محدث۔
16. مولانا محمد ابراہیم آروی واعظ۔
17. مولانا ناصر علی آروی شاعر و واعظ۔
18. مولانا محمد محسن جونپوری خوشنویس۔
19. مولانا حکیم سید قائم علی رئیس کھیتاسرائے۔
20. مولانا الٰہی بخش فیض آبادی مہاجر مکی علامہ۔
21. مولانا شاہ فضل الرحمن محدث شیخ طریقت۔
22. مولانا عبد القادر بدایونی۔ فقیہ۔
23. مولانا محمد نعیم لکھنوی زاہد متوکل جامع العلوم۔
24. مولانا شاہ عبد الرزاق فرنگی محلی عابد۔
25. مولانا حضرت نور پنجابی مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ
26. مولانا حافظ عبد اللہ بن حسین فقیہ مجود قاری محدث
27. مولانا مفتی عبد الرحمن سراج مفتی مکہ معظمہ۔

تتمۂ مفیدہ

بعض موجودہ اکابر علما کے نام (جن سے راقم الحروف کی جسمانی ملاقات یا روحانی موانست و تعلق ہی اور جنکے وجود سے اس چودھوین صدی کو بہت بڑا فخر حاصل ہی) بطور یادداشت یہان ثبت کیے جاتے ہین۔ راقم الحروف کو جن سے محض روحی تعلق ہی اُنکے نام بعد خط فاصل کے علیحدہ مندرج ہین۔ مَتَّعَنِیَ اللّٰہُ بِلِقَاۤئِہِم اٰمِیْنَ۔

۱ مولانا استاذی حافظ شاہ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی شیخ وقت۔

۲ مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری معقولی مدرس مدرسۂ حنفیۂ جونپور اُستاد وقت۔

۳ مولانا حافظ شاہ محمد حسین طبیب صوفی الہ آبادی شیخ طریقت۔

۴ مولانا حافظ احمد حسن پنجابی کانپوری صوفی معقولی مدرس۔

۵ مولانا عبدالعلی آسی مدراسی۔ شاعر ادیب لکھنوی پروفیسر ہائی اسکول رامپور۔

۶ مولانا ابوالجلال محمد اعظم چریاکوٹی ادیب ملازم حیدرآباد دکن۔

۷ مولانا محمد فاروق منطقی ادیب چریاکوٹی مدرس۔ صوفی۔

۸ مولانا سید شیر علی بلند شہری جامع العلوم والفنون۔ ملازم حیدرآباد دکن۔

۹ مولانا عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی۔ مناظر مشہور۔ اصولی۔

۱۰ مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری مؤلف کتب۔ ملازم حیدرآباد دکن۔

۱۱ مولانا سید محمد شاہ محدث رامپوری۔ صوفی واعظ۔ مدرس کامل۔

۱۲ مولانا شاہ سلامت اللہ اعظمگڈھی رامپوری صوفی مدرس و مؤلف کتب۔

۱۳ مولانا مفتی محمد لطف اللہ بن مفتی سعداللہ مرحوم رامپوری۔ فقیہ۔

۱۴ مولانا محمد طیب عرب ادیب مدرس اول۔ مدرسۂ عالیہ رامپور۔

۱۵ مولانا منور علی محدث رامپوری۔ مدرس حدیث مدرسۂ ریاست رامپور۔

۱۶ مولانا محمد ظہور حسین رامپوری۔ مدرس خطیب واعظ جامع مسجد رامپور۔

۱۷ مولانا حافظ محمد وزیر ادیب رامپوری۔ مدرس

۱۸ مولانا محمد فضل حق۔ معقولی اصولی۔ مدرس مدرسۂ رامپور۔

۱۹ مولانا محمد معز اللہ خان۔ مدرس مدرسۂ رامپور۔ فقیہ۔

۲۰ مولانا محمد شبلی نعمانی اعظمگڑھی۔ مؤرخ ناظم ندوۃ العلما۔

۲۱ مولانا وصی احمد محدث سورتی۔ مدرس مدرسۂ پیلی بھیت۔

۲۲ مولانا سعادت حسین بہاری محدث مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ۔

۲۳ مولانا ولایت حسین فقیہ اصولی مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ۔

۲۴ مولانا میر محمد محدث۔ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ۔

۲۵ مولانا حافظ عبد الرؤف مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ۔

۲۶ مولانا غلام سلمانی صوفی۔ مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ۔

۲۷ مولانا عبد الوہاب بہاری۔ معقولی مناظر۔ مدرس واعظ۔

۲۸ مولانا عبد السلام فقیہ اصولی عابد۔ سابق مدرس اول مدرسۂ محسنیۂ ڈھاکہ۔

۲۹ مولانا محمد لطف الرحمن بردوانی معقولی ادیب سابق مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ۔

۳۰ مولانا عبد المنعم سلہٹی ادیب سپرنٹنڈنٹ مدرسۂ ڈھاکہ۔

۳۱ مولانا محمد فضل الکریم بردوانی ادیب معقولی محدث مدرس اول مدرسۂ ڈھاکہ۔

۳۲ مولانا دوست محمد معقولی اصولی تلمیذ مولانا ہدایت اللہ خان۔

۳۳ مولانا حافظ شہاب الدین پانی پتی۔ قاری منقولی۔ مدرس۔

۳۴ مولانا شرف الدین دہلوی واعظ اسلام۔ مناظر نصاریٰ۔

۳۵ مولانا محمد ہادی حسن گورکھپوری فقیہ اصولی مدرس دوم مدرسۂ حنفیۂ جونپور۔

۳۶ مولانا حافظ عبد المجید فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ۔ مدرس کالج لکھنؤ۔

۳۷ مولانا حافظ عبد الحمید فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ۔ صوفی۔

۳۸ مولانا عبد الباقی فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ صوفی۔

۳۹ مولانا محمد وجیہ اللہ خان معقولی محدث فقیہ مناظر واعظ۔

۴۰ مولانا فتح محمد ولایتی دہلوی معقولی محدث فقیہ۔ مدرس۔

۴۱ مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی۔ ادیب مؤرخ مؤلف۔

۴۲ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی۔ محدث فقیہ مناظر۔ مؤلف۔

۴۳ مولانا حافظ احمد رضا خان بریلوی فقیہ اصولی مناظر معقولی ادیب جامع العلوم صوفی۔

۴۴ مولانا حافظ محمد ذکاء اللہ مؤلف۔ مؤرخ۔ شمس العلما۔

۴۵ مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد مترجم قرآن پاک۔ و مؤلف کتب مفیدہ۔

۴۶ مولانا حافظ اشرف علی تھانوی فقیہ مفسر اصولی مدرس اول مدرسۂ کانپور۔ صوفی۔

۴۷ مولانا رشید احمد محدث جید۔ فقیہ گنگوہی۔ صوفی۔

۴۸ مولانا محمد کمال عظیم آبادی۔ فقیہ معقولی اصولی۔ صوفی۔

۴۹ مولانا محمد ذو الفقار علی دیوبندی ادیب۔ شارح کتب ادبیہ۔

۵۰ مولانا محمود حسن دیوبندی۔ معقولی اصولی فقیہ محدث مدرس اول مدرسۂ دیوبند۔

۵۱ مولانا سید احمد حسن محدث امروہی۔ مدرس اول مدرسۂ امروہہ۔

مولانا[۵۲] حافظ محمد ناظر حسن مدرس اول مدرسۂ محمودیہ ریاست چھتاری۔

مولانا[۵۳] عزیز الرحمن مفتی مدرسۂ دیوبند۔ فقیہ جید۔

مولانا[۵۴] حافظ عبداللہ ٹونکی معقولی۔ پروفیسر دار العلوم لاہور۔

مولانا[۵۵] مفتی محمد لطف اللہ شیخ العلما والمدرسین۔ معقولی فقیہ اصولی۔

مولانا[۵۶] غلام احمد فقیہ جید مدرس اول مدرسۂ نعمانیہ لاہور۔

مولانا[۵۷] عبدالودود۔ صاحب فتاوائے ودودیہ۔ سابق مدرس اول مدرسۂ چاٹگام۔

مولانا[۵۸] ذوالفقار علی ادیب۔ سابق مدرس اول مدرسۂ چاٹگام۔

مولانا[۵۹] امجد علی ادیب۔ پروفیسر کالج الہ آباد۔

مولانا[۶۰] سید علی بلگرامی۔ ادیب۔ مؤرخ۔

ماخذ مقدمہ

تاریخ[۱] ابن خلکان۔ خلاصۃ[۲] الاثر۔ تذکرۃ[۳] الحفاظ ذہبی۔ ارشاد[۴] القاصد۔ کشف[۵] الظنون
درمختار[۶]۔ شامی[۷]۔ فتاوائے[۸] عالمگیری۔ مقدمہ[۹] عمدۃ الرعایہ۔ نافع[۱۰] کبیر۔
تعلیق[۱۱] ممجد۔ مقدمہ[۱۲] ہدایہ۔ تاریخ[۱۳] خمیس۔ فوائد[۱۴] بہیہ۔ حدائق[۱۵] الحنفیہ۔
تذکرۂ[۱۶] علمائے ہند۔ قاموس[۱۷]۔ صراح[۱۸]۔

خاکسار عبدالاول حنفی جونپوری

۲۷۔ رجب سنہ ۱۳۲۱ ہجری

بقلم واجد علی